U 30053. Date 9-1-10

Title - RAMAYAN NAZM.

Creator - Tulsi Das.

Publisher - Matba Naami Munshi Nawal Kishore (Luckno

Date - 1938.

Pages - 346.

Subjects -

رامائن منظوم اردو فرحت حرف بہ حرف مطابق تلسی کرت
अयोध्यापुरविहाराय राजाधिराजाय श्रीरामचन्द्रजी॥
مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہو کر شایع ہوئی

فہرست رامائن فرحت

ہری کینش آنمیہ

زبان پر ہر نفس ہے رام کا نام
نمو رامو نمو رامو نمو رام

سدا روشن چراغ جان ہو اُن سے
فروغ مشعل ایمان ہے اُن سے

دوئی سے دور یکتا ہے وہی ذات
وجود جود و احسان و کرامات

کبھی قالب میں ہو خود صورت دم
مجسم ہے وہ روح نامجسم

وہی گم ہے وہی ہے آشکارا
وہی مردم کی عین آنکھوں کا تارا

چراغ ایسا جو ذرے سے لگے لو
تو مثل نیر اعظم ہو پر تو

کرے گر مثل صندل جبہ سائی
تو ہو اُس بزم میں پاسے آشنائی

بیان پاک کیا ناپاک سے ہو
صفت کیا خاک مشت خاک سے ہو

کہاں انسان کہاں وہ ذات اقدس
وہ دریائے رواں یہ صورت خس

لکھا عالم میں اول چھ اوتار
ہوئے پھر کچھ کی صورت نمودار

بنے باراہ پھر جا بکتری سے — زمین خشک کو لائے تری سے
ہوئے نرسنگھ بنکر آشکارا — غزال آسا ہرن کشپ کو مارا
بنے باون برائے راجہ بل — نہال ستمندی کا دیا پھل
ہوئے زان پس پرسرام و شری رام — گنہ بخش خلائق شہرۂ عام
بنے پھر نند کی آنکھوں کے تارے — جناب کرشن رادھا جی کے پیارے
جہان میں بودھ روپ اب جلوہ گر ہے — پھر آگے نہکلنکی کی خبر ہے
تہو دریا کی صورت بر سر جوش — زبان بے ادب خاموش خاموش
سری سیتا کے اوصاف مبارک — ہو پیدا ہیں زمین سے آسمان تک
سپے وصف سیا گر منتہا ہے — سدا گردش برنگ آسیا ہے
مہادیبی مہامائی وہی ہیں — سزاوار جبین سائی وہی ہیں
بیان کیا ہون مہامایا کے اوصاف — کہ ہے نور گرامایہ بدن صاف
اگر پائے منور دیکھنے پائے — حنا بنکر شفق پابوس ہوجائے
فلک صدقے کرے خورشید خاور — بہ خلخال قمر کردے نچھاور
قلم تفتیش وحدت کی نہ کر جاہ — یہ وہ دریا نہیں جسکی ملے تھاہ
زمین صفحہ پہ فرط شوق سے — برائے بندگی جھک جا ادب سے

ذکر بالمیک جی مصنف رامائن سنسکرت و تلسی داس مصنف تلسی کرت و کبیتو داس و دیگر کبیشران قدیم

رہے تسی رامچند ہو آسم یاد — کہ جس سے خانہ عشرت ہوا آباد

قلم بحرِ سخن میں سر کے بل پیر
سلف میں رکھ تھے اک اہلِ کرامات
گلِ شاداب گلزارِ سعادت
سخن سنج و سخندان و سخنور
کتھا لکھی سری رگھناتھ جی کی
مگر پیش از ظہورِ جلوۂ ذات
جو تھے واقف ہزاروں سال پہلے
لکھا ماضی میں استقبال کا حال
ہوا بارے ظہورِ جلوۂ ذات
کھلے جوہر وہ سب آئینۂ دل
وہ پیش آئی جو کی تھی رقمِ خاص
گوسائیں تھے جو تلسی داس مہوش
انھوں نے بھی براہِ ہوشیاری
بجائے دیوبانی لکھ کے بھاشا
جلا آئینۂ مضموں نے پائی
سنوارا صاف گیسوے سخن کو
کبیشر تھے جو کیشو داس نامی
بہت سے نکتہ بینوں نے اسیطور
جہانتک تھی غرض جسکی رسائی
یہی مطالب سب دشرتھ بادلی مین

دُرِ مقصد ملے بے منتِ غیر
نکو صورت نکو سیرت نکو ذات
دُرِ نایاب دریاے عبادت
جنابِ بالمیک نکتہ پرور
جو مشہورِ جہان ہے بالمیکی
لکھے مضمون اعجاز و کرامات
مفصل لکھدیا احوال پہلے
دکھایا روے معنی کا خط و خال
وہی صورت وہی قد ہے وہی بات
سند ٹھہری وہ دستاویز کامل
برنگِ نقشِ پیشانی ہوئی راس
وفادار و وفا کار و وفا کوش
دُرِ مضمون کو بخشی آبداری
دکھایا حسنِ معنی کا تماشا
سخن نے اک نئی صورت دکھائی
کیا تازہ مضامینِ کہن کو
انھوں نے بھی لکھا ذکرِ گرامی
بدل کر مطالب میں سے کچھ غور
بقدرِ فکرِ رسا جودت دکھائی
وہی تا آنکہ وہی بستا ولی مین

کتھا سب ہین وہی اک منضبط ہے | تفاوت سخن بندش مین فقط ہے

پرنام کرنا سری مہادیوجی کا سری رامچندر کو صحرا مین اور امتحان لینا ستی جی کا جانکی جی کے روپ مین اور جلجانا ستی جی کا اور پھر بیاہا جانا مہادیوجی سے ہماچل کے یہان اوتار لیکر

رہے لب پر جناب رام کا ذکر | کہ ہے یہ دافع اندیشہ و فکر
اودھ سے جب جناب لچھمن و رام | ہوئے داماں صحرا مین سبک گام
ہم آغوش الم ترک وطن سے | کمال درد و غم سیتا ہرن سے
سدا شیو جی مہارانی کے ہمراہ | ہوئے وارد اسی رستے مین ناگاہ
کیا شمبھو نے جب نظارۂ رام | کیا آئین دانائی سے پرنام
ستی جی نے کہا یہ ہین بشر کون | رواں ہین صورت پیک نظر کون
کہا ہان گو یہ جسم زار ہین یہ | ولیکن بشن کا اوتار ہین یہ
پے قتل ستمگاران ناکام | ہوئے ہین رونق آرائے اودھ رام
نفس آسا ہر اک کے ساتھ ہین یہ | کہ سیتا پت اجودھیا ناتھ ہین یہ
سری سیتا جو بن سے ہو گئین گم | دل اقدس مین ہے جوش تلاطم
ستی جی نے گذارش کی دوبارا | یہ ہین جسم بشر مین آشکارا
تعجب ہے یہ کیسے دیوتا ہین | رواں بن مین جو مانند صبا ہین

کہا شیو نے مقام شک نہین ہے
کہا ہان فی الحقیقت سچ ہے یہ بات
غرض جب حسب فہمایش نہ مانا
اگر شک ہے تو جا کر امتحان لو
ستی نے جانکی جی کا رکھا روپ
روان جس رہگذر سے تھے سریرام
ادھر رگھبر براہ نکتہ دانی
جھکا کر سر یہ فرمایا زبان سے
نہین اس عالم ہو مین کوئی ساتھ
سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش
اسی دم کر کے چشم ظاہری بند
مگر تھین محو حیرت وہ نکونام
وہی صورت سراسر جاوہ گر تھی
ستی جی اُٹھ کے پہرد سوا سن آئین
ادھر شمبھو نے یہ دل مین کہی بات
نہین اب کچھ بہار صحبت فصل
ہوے بارے وہ زینت بخش کیلاش
ستی سمجھین کہ دل نوع دگر ہے
یہی بہتر کہ اب چھوڑدن تن پاک
یہان دخل کلام شک نہین ہے
ہے مشکل پیشتر کیونکہ ہو بشن کی ذات
تاسف کر کے یون بولے وہ دانا
برائے جادۂ مطلب نشان لو
لطیف و دلپسند و خوشنما روپ
وہان پہونچین وہ مخدوم و لارام
بدل سمجھے سب اسرار نہانی
کہ اے مادر ادہر آئین کہان سے
کہان گن ہین کہان تم ہو کہان ناتھ
دل گوری نے رقت مین کیا جوش
بزیر نخل تر بیٹھین دم چند
کہ تھی پیش نظر شکل سریرام
تعجب ہے جدھر دیکھا ادھر تھی
حضور مالک کیلاس آئین
ستی سے ہو نہ اس تن مین ملاقات
ستی کا رتبہ سیتا ہے در اصل
دیا آسن ستی کو جانب راس
مرا ترک انکو منظور نظر ہے
کرون اپنا لباس زندگی چاک

ستی کا وچھہ پرجاپت پدر تھا
جناب شیو سے تھی رنجش کی صورت
کیا اک جگیہ پرجاپت نے آغاز
رکھی شر دیوتا جوگی جتنی سب
عداوت کے سبب بہر بھوانی
پڑی گوش ستی مین جب یہ آواز
ہم ستی ہے ہجوم دیوتا آج کہ
مبادا اگر تامل ہے پئے سیر
چلین بارے گنون کو لے کے ہمراہ
کسی نے کی نہ درتک پیشوائی
علاوہ اسکے وچھہ الجھا ستی سے
ستی جی دفعتہ کودین ہون مین
بدل منظور انھین ترک بدن تھا
ہماچل کے یہان مینا کے تن سے
سری کیلاش باشی سے ہوا بیاہ
جناب بھگوتی کو تھی زبس فکر
گزارش کی ادب سے اے نکونام
کہا سیو نے براہ مہربانی

عقیل و نکتہ سنج و نکتہ ور تھا
دل دانا یہ تھی گرد کدورت
گئے اہل فلک سب حسب انداز
بہم تھے ساکن امراوتی سب
نہ بھیجا اُس نے پیغام زبانی
سدا شیو سے گذارش کی بصد ناز
سو بزم طرب چلئے مہاراج
مجھی کو کیجیے رخصت کہا خیر
پدر کے گھر ہوئین داخل بصد جاہ
نہ پھر ڈنڈوت کی گردن جھکائی
کلام بد کہے کم ہمتی سے
جلین وہ نور کامل انجمن مین
یہ جل جانا بھی دانائی کا فن تھا
ہوئین پھر جاوہ گر دل کی لگن سے
وہی پھر رسم الفت تھی وہی راہ
کسی دن رام کا چھیڑا وہی ذکر
مفصل کیجیے سب افسانہ رام
بگوش دل سنو لیلا بھوانی

آغاز بیان کانڈ بیان مہادیو جی کا پاربتی جی سے ناشنی ہونا زمین کا اور سُننا الہام غیب اور ظہور فرمانا سری رامچندر بھرت لچھمن اور ستروہن کا راجہ دسرتھ کے مکانمین بوجہ جگیہ تشنگی زمین کے

رہے ورد زبان پر صبح و ہر شام
جناب شمبھو سرگرم بیان ہین
ترتیا جگ کا یعنی جب ہوا دور
ہر اک سو سرکشون نے سر اٹھایا
زمین کا یعنی فساد سرکشان سے
جناب ایزدی سے کی انکساری
گئی بزم سری برہما مین و ریش
وہان بھی جب در مقصد نپایا
ہر اک نے روئے مطلب بہ تنظر کی
گئے وان ملکے چارون چار ناچار
ادا کی ڈنڈوت فرط طرب سے
کہ اے سرمایۂ نور کرامات
ہر اک جانب فساد شد و مد سے

سیارام و سیارام و سیارام
زبان صاف سے گوہر فشان ہین
ہوئے راچھس ہزارون پر سر جور
کہ چرخ ناتوان چکر مین آیا
قدم جنبان ہوا بار گران سے
مگر تھا عالم بے اختیاری
وہی آئینۂ مطلب کیا پیش
سدا شیو کے قدم پر سر جھکایا
مگر دیکھی نہ صورت نفع شر کی
جہان تھا جلوہ گر نور نرنکار
ہوئے گوہر فشان نیسان لب سے
زمین ہے ناخوشی ہیہات ہیہات
کرم کیجے یہ ہنگام مدد ہے

ندا آئی کہ رام اوتار ہوگا / غریق غم کا بیڑا پار ہوگا
گدا دولت سے مالا مال ہون گے / عدو مثل حنا پامال ہون گے
سنا یہ دیوتون نے جبکہ ارشاد / پھرے مسکن کو اپنے بادلِ شاد
ادھر اک ملک رشک بوستان ہے / میانِ کشور ہندوستان ہے
مقام دلفریب و دلنشین ہے / زمین ہمپایۂ عرشِ برین ہے
مفخر ہو نہ کیون وہ مسکن عام / پڑا وان سایۂ پائے سری رام
قرینہ سے لبِ سرجو بسا ہے / خرد اوج صفت پر نارسا ہے
وہان اک راجہ عالی گہر تھا / بنام نیک و سیرت مشتہر تھا
جہانگیر و جہاندار و جہان بخش / فلک قدر و فلک تخت و فلک رخش
شجاعت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم / سخاوت وہ کہ راضی پیر و معصوم
مٹایا صاف طرزِ خود پرستی / زبردستی نہ تھی بستی مین بستی
یہ تھا اوج ہوا پر حکم جاری / کہ تھی عنقا صفت مرغ شکاری
ستاتے تھے نہ مرغ تیز پرواز / عقاب ایدا رسانی سے رہے باز
کرے بحری جو صید مرغ بے پر / تو سر گردان رہے مثل کبوتر
براہ گوشمالی وہ پڑے بار / کہ ہو بحری کو سن بحری کا آزار
روان یہ حکم شاہ بحر و بر تھا / دل مرغان بحری بے خطر تھا
سدا آسودہ دل تھے مرغ آبی / نہ تھی ماہی کو مطلق بیتابی
کشیدہ طائرِ دریا نہوتے / ہمیشہ چاہ سے پانی پہ سوتے
کرے مرغانِ آبی سے جو کچھ چال / جرس سان ہر گھڑی چلائے گھڑیال

اگر نا کا کسی طائر کو تاکے — تو ناکے دیکھے اقلیم فنا کے
چرندون کو بیابان مین نہ ڈر تھا — ہرن کا بچہ ضیغم مین گھر تھا
غزالون کو پلنگون سے نہ تھا کام — پلنگ عیش پر کرتے تھے آرام
نظر آئے جو میلی مہ کی چادر — تو ہو جرمانہ فراش فلک پر
صبا پھاڑے اگر پیراہن گل کا — سزاوار جزا ہووے تامل کا
عروس گل جو بلبل سے بگڑ جائے — طمانچہ گردش صرصر کا پڑ جائے
جو نرگس باغ مین آنکھین چرائے — تغافل سے باغبان دیدہ دکھائے
اکڑ کر بل کرے گر نخل شمشاد — نہو قمری کی صورت غم سے آزاد
عدالت کا یہ تھا چار و طرف شور — چرا کر آنکھ بھاگے شہر سے چور
رعیت گھر مین سوتی فارغ البال — حفاظت کیلیے کافی تھا اقبال
کھلے بند دن کھلے خلقت کے در تھے — طلایہ مین دو دان شمس و قمر تھے
محل مین تین تھین بانوے سلطان — جلیس بزم و ہمزانوے سلطان
وہ تینون انتخاب چار سو تھین — گلستان اودھ مین مثل بو تھین
وہ کوشلیا تھی اول زوجۂ خاص — سرافراز و شریک بزم خلاص
زیادہ سب سے منظور نظر تھی — بغل مین شہ کے مانند جگر تھی
وہ بانوے دوم تھی نازک اندام — بتیت ہرتا عروس کیکئی نام
وہ بانو تیسری نور جہان تھی — سومترا نام مشہور جہان تھی
بہم گو سب تھا اسباب نکوئی — نہ تھا حاصل چراغ خانہ کوئی
تہی گوہر سے دامان صدف تھا — اندھیرا اس سبب بیت الشرف تھا

نہ کھلتا تھا کسی دم غنچۂ دل
ہمیشہ خشک لب تھا مثل ساحل

عنادل کی طرح غمناک رہتا
گریباں بیکلی سے چاک رہتا

پڑی پاؤں میں زنجیر ہوس تھی
مگر عقل رسا بے دسترس تھی

تلاش نور عین وہ تیرہ جاہ
قمر کی طرح سے گھٹتا تھا ہر ماہ

فقیروں کی بھی کی خدمت گزاری
کہ ہو کچھ صورت مطلب برآری

یتیموں پر کیا دامن کا سایہ
کنارہ بحر مطلب کا نہ پایا

مگر سچ ہے بشر بیدل نہ ہو جائے
کبھی تدبیر سے غافل نہ ہو جائے

نہ چھوڑے ہاتھ سے نقد صبوری
تو ہو گی قربت کلفت سے دوری

اگر پائے تجسس شل نہ ہو جائے
یہ کیا معنی کہ مشکل حل نہ ہو جائے

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

سحر ہوتی ہے بعد از جلوۂ شام
ہر اک آغاز کو آخر ہے انجام

جو گذری شب کی بارے حادثے سختی
ہوا کچھ جلوۂ فرخندہ بختی

بشنشٹ اک کہ تھے مخدوم نکوذات
فہیم و صاحب کشف و کرامات

جبیں سے جلوہ گر شان کرامت
گل نخل گلستان کرامت

قدم پر انکے اک دن گر پڑا شاہ
سنائی داستان درد جانکاہ

کہا گو درجۂ شاہی بہم ہے
حکومت مہ سے تا ماہی بہم ہے

ترقی پر ہے ہر دم کوکب بخت
مگر ہے رائگاں بے وارث تخت

مرا کیسہ ہے نقد زر سے خالی
صدف ہے جلوۂ گوہر سے خالی

ثمر نخل تمنا میں نہ آیا
گلستان جہاں سے پھل نہ پایا

مگر ہان آپ کی گر رہبری ہو
مری سوکھی ہوئی کھیتی ہری ہو

کہا صحرا سے سنگی رکھ جو آئین
جمالِ شاہدِ مقصد دکھائین

حصولِ مدعاے دل ہو آسان
بآسانی یہ سب مشکل ہو آسان

پھر اسلطان غرض دو لتسرا کو
دیا محفل مین حکم اک اپشرا کو

اداسے نازسے طرزِ سخن سے
بلا لائے وہ سنگی رکھ کو بن سے

گئی بن مین وہ محبوبِ زمانہ
زبان پُر تکلم پُر ترانہ

وہ رخ جسپر عروسِ گل ہو مفتون
گلستان صورتِ بلبل ہو مفتون

روش پہ مبتلا کیکِ دری تھی
شرارت جسمِ نازک مین بھری تھی

لباسِ پُرتکلف تن مین پہنے
تن گلرنگ مین پھولونکے گہنے

بہار آسا رخ گلگون پہ آنچل
کمر مین بار گیسو سے پڑے بل

غرض گت ناچتی آئی جو بن مین
بہار آئی ہر اک نخلِ کہن مین

پرِ تاک سایہ رکھ زیر شجر تھے
نہان مردم سے مانند نظر تھے

سراسر سایۂ گیسو تھا سر پر
پڑا اٹھا پردۂ مژگان نظر پر

گئی بن مین جو وہ غارتگرِ ہوش
تو وحشی ہو گئے از خود فراموش

بہارِ حسن سے کھلا گئے پھول
غزالے جو کڑی بھرنا گئے بھول

پڑی گوشِ مہامن مین جو آواز
تو دل نے سوزِ الفت کے کیا ساز

وسیے گیسو کی صورت دل کو جھٹکے
دکھایا اسنے رخ آنچل پلٹ کے

جو دیکھا ماتھے سے جاتا رہا دل
ہوئے تیغِ ادا سے اسکی بسمل

یہ بھولے دل سے در وحشی کا لٹکا
تصور بندھ گیا ناگن سی لٹ کا

بصد نرمی کہا ملے نازک اندام
خوشی ہے کہ مرے پہلو مین آرام

نگاہ مہربانی اس طرف کر کے
مرا گھر غیرت برج شرف کر

کہا اسنے ادب سے اے مہاراج
جہان ہے آپکے درشن کا محتاج

شہ دسرت اودھ مین مستقیم تر ہے
ہمیشہ خواہش لخت جگر ہے

کرین آپ انکی گر حاجت براری
بچشم وسر کرون خدمتگزاری

اسیر حلقۂ گیسو جو تھا دل
ہوئے رکھ محفل سلطان مین داخل

ادب سے اٹھ کے دسرتھ نے بٹھالا
پنہایا خوشنما پھولون کا مالا

بچشم وسر جو کی مہمان نوازی
تو کی رکھ نے نگاہ و سرفرازی

طلب فرما کے سب جگ کا سرانجام
ہوئے شاغل وہ مخدوم نکونام

دیے آہت جو سنگی رکھ نے بے ریو
مجسم ہو کے خود نکلے اگن دیو

براہ مہربانی شہ کو دی کھیر
کہا اے سرور فرخندہ تقدیر

جو با نور رونق آرائے محل ہون
کھلا انکو کہ آثار حمل ہون

جو زوج اول و ثانی تھی ممتاز
جلیس واہل توقیر و سرافراز

لہذا شہ نے اپنے گھر مین جاکر
دیے دونون کو دو حصے برابر

جو تھین دونون وہ مخدوم نکو ذات
بہم تھا رشتۂ لطف و عنایات

سمترا کو بھی آئین شرف سے
عطا کی نصف نصف اپنی طرف سے

ستارہ اوج پر تھا مثل خورشید
ہوئین امید سے وہ نخل امید

جو عالم مین چلی باد بہاری
ہوا باد صبا کا حکم جاری

کھلے پھولے نہالان چمن سب
شگفتہ ہو گئے سرو و سمن سب

بنی ہر چشم نرگس ساغر نور — ہوئی غنچوں کے دل سے بیکلی دور
نہیتا چیت روز رام نومی کا — وہ روز دل فروز رام نومی
وہ تاریخ مبارک حسب دلخواہ — ہوئے دلکش بلطف شب ماہ
مجسم ہو کے روح تا مجسم — تن خاکی مین آئے صورت دم
کہ یعنی بطن کوشلیا سے اکبار — ہوئی خود جلوہ گر ذات نرنکار
جبین سے جلوۂ اعجاز پیدا — تبسم سے نیا انداز پیدا
خطاپوش جہان بخشندۂ غیب — جلا بخش رموز پردۂ غیب
نمایان قدرت کامل جبین سے — شجاعت جلوہ گر ابرو کی چین سے
وہ نور دل فروز و عالم آرا — ہوا دسرت کی عین آنکھون کا تارا
نہ آتا تھا کبھی وہم و گمان مین — ہوا وہ جلوہ گر باغ جہان مین
پھلا اہل جہان کا نخل امید — خوشی سے دیوتا پڑھنے لگے وید
زمین پر جب یہ دیکھا جشن معقول — فلک سے اندر برسانے لگے پھول
کیے گلشن نے گل لا لا کے صدقے — فلک ہوتا تھا چکر کھا کے صدقے
سرافرازی کی گردون کو ہوئی چاہ — کیا سر پر نچھاور سکۂ ماہ
ہوا یہ مژدہ شادی جو ظاہر — شہنشہ ہو گیا جامے سے باہر
یکایک شہ کو پھر مژدہ ملا اور — کہ باغ کیکئی مین گل کھلا اور
عیان چہرے سے اعجاز حقیقی کا — سراسر واقف راز حقیقی
جو پھولا گلشن بانوے ثانی — ہوئی شہ کو دوبالا شادمانی
خبر آئی سہ بارہ انجمن مین کا — کھلے دو گل سمترا کے چمن مین

نمایاں چہرۂ انور سے اقبال
جوان دولت جوان بخت و جوان سال

اندھیرے گھر میں دیکھا جلوۂ شمع
حواس خمسہ سلطان ہوئے جمع

یہ چاروں عنصر جسم بدر سے تھے
بہم روح و دل و جان و جگر تھے

بلا کر جملہ محتاج زمانہ
لٹایا شہ نے اسباب و خزانہ

یہ کی دریادلی سے درفشانی
کہ نیساں ہو گیا خجلت سے پانی

دیے اہل تمنا کو بے قوت
زمرد سبزۂ الماس یاقوت

بر آئی احتیاج دل جو سب کی
ہوئی آراستہ محفل طرب کی

جما گانیکا ایسا جابجا رنگ
کہ زہرہ پردۂ گردوں پہ تھی دنگ

چھٹی کے دن وہ دعوت کی مچی دھوم
پھڑک اٹھے جوان و پیر و معصوم

دیے شہ نے براہ مہربانی
غریبوں کو لباس پرنیانی

وہ کی خوش ہو کے تقسیم لآلی
سراسر کیسۂ دریا تھا خالی

یہی غل تھا زمیں سے آسماں تک
مبارک ہو مبارک ہو مبارک

چھٹی کے بعد سب صحبت چھٹی وہ
برنگ مجمع انجم گھٹی وہ

ملے ہر ایک کو حسب لیاقت
خطاب و منصب و جاگیر و خلعت

عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
پس از رخصت ہوئے گھر کو روانہ

بشست نکتہ داں محفل میں آئے
وہ خورشید طرب منزل میں آئے

قدم پر گر پڑا سلطان دالا
سر تخت زمرد پر بٹھالا

کہا سن نے مبارک اے جوان بخت
کہ پایا تم نے ایسا وارث تخت

ہوئے تم بھی پرستش کے سزاوار
تمھارے گھر میں ہے نور نگار

ہوا جو بطن کوشلیا سے پیدا — اسی سے نورِ قدرت ہو ہویدا
کہین گلشن کہین صحرا کہین خس — ہر اک جا ہے یہی ذاتِ مقدس
کر درون نام ہین کیا نام کہیے — یہی بہتر جنابِ رام کہیے
رکھو فرزندِ ثانی کا بھرت نام — یہ ہے عقل و ہنر مین شہرۂ عام
سومترا کے جو دو نورِ نظر ہین — سخندان و فہیم و نکتہ ور ہین
زبس ہین سربلند و اہلِ اکرام — رکھو انکا لچھمن اور سترگھن نام
غرض یان پرورش پاتے تھے چارون — دکھاتے تھے کراماتین ہزارون
ترقی پہ تھا ہر دم جوش اونکا — عجب تھی رونق آغوشِ مادر
وہ ہنسنا کھیلنا رونا مچلنا — جھجکنا چونکنا اٹھنا سنبھلنا
میان دامن مادر پلے وہ — بڑھا دل ان کا جب گھٹنون چلے وہ
ہوئے جب سیکھنے پڑھنے کے لائق — ہوئے منت کشِ استاد فائق
رکھین کیا وید پڑھنے کی وہ امید — کہ تھے وید آپ سے ازل صورت بید
بنایا جسنے علم و حلم سب ہو — وہ کب محتاجِ تعلیم ادب ہو
ولیکن حسبِ آئین بشر سب — کیے حاصل قوانینِ ہنر سب

آنا بسوامتر کا راجہ دسرتھ کے پاس اور لیجانا رامچندر اور لچھمن جی کو واسطے قتل کرنے ماریچ سوباہو اور تاڑکا کے

جنابِ رام ادھر بھی سایۂ فیض — ہمہ ہو سربسر سایۂ فیض ہو
کہین پر ایک دشت خوشنما تھا — وسیع و دلپسند و دلکشا تھا

بہار لالۂ خودرو عجب تھی ٭ نگاہ نرگس شہلا غضب تھی
بھرا کلیون سے سارا دامن دشت ٭ بہار جانفزا تھی محو گلگشت
بچھا صحرا مین فرش سبزۂ تر ٭ روان ہر سو نسیم روح پرور
ہر اک جانب ہجوم دام و دد تھے ٭ پلنگ و آہو و گرگ و اسد تھے
وہان رہتے تھے بسوامتر نامی ٭ مفخر اہل توقیر و گرامی
جبین سے شعلۂ انوار پیدا ٭ سخن سے قدرت کامل ہویدا
ہوائے دنیوی سے پاک تھے وہ ٭ تجلی بخش فرش خاک تھے وہ
انھین راچھس ستاتے تھے ہمیشہ ٭ کہ تھا جنکا دل آزاری کا پیشہ
سُباہو تاڑکا ماریچ آکر ٭ ستاتے عالم غفلت مین پاکر
جو کچھ سامان جگ کرتے فراہم ٭ وہ سب برباد کرتے ہوکے باہم
اگر کچھ پھول پھل چن چن کے لاتے ٭ برنگ بو وہ صحرا سے اڑاتے
دل رکھ اُن سے پامال ستم تھا ٭ اسیر حلقۂ درد و الم تھا
کسی دن چشم باطن سے کیا غور ٭ تو سمجھے عشرت تازہ کا ہے دور
پے سرکوبی خیل جفاکار ٭ ہوا ہے خانۂ دسرتھ مین اوتار
خیال آیا کہ مین چل کر قدم لون ٭ پناہ دامن دولت مین دم لون
برائے رفع شر صحرا مین لاؤن ٭ گھر اپنا غیرت گلشن بناؤن
زبس تھا شوق دیدار سری رام ٭ ہوئے رکھ دیدۂ سر سے سبک گام
کمال شوق سے آئے اودھ مین ٭ قدم خود رنجہ فرمائے اودھ مین
اٹھے شاہنشہ دسرتھ ادب سے ٭ قدم پر گر پڑے فرط طرب سے

خوشی سے رسم مہمانی ادا کر — بٹھالا اُن کو سنگاسن پہ لاکر
قدم کو شہ نے آب تر سے دھویا — غبار آئینۂ خاطر سے کھویا
کہا کیا اوج پر آیا ستارا — جو دیکھا مین نے روئے عالم آرا
یہ عاجز لائق اس دولت کے کب ہے — تمھاری چشم رحمت کا سبب ہے
کرو راز نہان سب مجھ سے ظاہر — نہون گا حلقۂ طاعت سے باہر
یہ کی تب رکھ نے تقریر گہر بار — دیتون سے مین ہون پابند آزار
زبس ہے عالم بے اختیاری — نہین کچھ صورت مطلب بر آری
جناب رام و لچھمن گر چلین ساتھ — در مقصد بآسانی لگے ہاتھ
مری خاطر جو منظور نظر ہو — اودھ سے انکو ارشاد سفر ہو
انھین مارین جو چلکر لچھمن و رام — کرون مین گوشۂ صحرا مین آرام
سنی جب یہ شہ دسرتھ نے تقریر — ہوا سکتے کا عالم شکل تصویر
گذارش کی کہ اے اہل کرامات — بعید از عقل و دانائی کہی بات
زر و لعل و گہر مانگو تو بخشون — متاع جان اگر مانگو تو بخشون
بہار زندگانی ہو جو درکار — ابھی ہون سلطنت سے دست بردار
براہ بندگی سر تک جھکا دون — جو شے امکان سے باہر ہو وہ کیا دون
مجھے ہین رام و لچھمن جی سے پیارے — کہ ہین دونون مری آنکھونکے تارے
اودھ آباد ہے ان کے قدم سے — جدا اک جسم رہ سکتا ہے دم سے
نہین فرقت مجھے دم بھر گوارا — یہی ہے زندگانی کا سہارا
سوا اسکے ابھی چھوٹے سے سن ہین — ہنسی کے کھیل کے کھانیکے دن ہین

سنے جب یہ کلام فرحت اندوز
بشسٹ آکر ہوئے وان رونق افروز

کہا ہنسکر کہ اے شاہِ زمانہ
انھین کر جانب صحرا روانہ

نہ رکھ دل مین خیال خام طفلی
نہ کر اندیشۂ ایام طفلی

یہ ہے تنبیہ انبوہِ ستمگار
ہوا ہے پردۂ عالم مین اوتار

مجسم ہو گئے خود جسم بشریت
ہوے ہین آشکارا تیرے گھر مین

سمجھ کم سن نہ انکو اے نکو ذات
کہ ہین یہ صاحب کشف و کرامات

جو سمجھایا بشسٹ نامور نے
اجازت دی شہ عالی گہر نے

قدم چھو کر جناب لچھمن و رام
ہوئے تیر و کمان لے کر سبک گام

ہوئے رونق فزا آکر جو بن مین
بہار جاودان آئی چمن مین

یہ بسوامتر سے بولے سری رام
خوشی سے کیجیے جگ کا سرانجام

جو رکھ کا غنچۂ خاطر گیا پھول
ہوئے مجو پرستش حسب معمول

کمان و تیر لیکر دونون بھائی
رہے حاضر بپاس آشنائی

سنا یہ تاڑکا نے جب کہ احوال
غضب سے صورت آتش ہوئی لال

زبس تھی دیونی پرکالۂ شر
دکھایا جلوۂ آثار محشر

مچایا شور و شر ہو کر غضبناک
اُڑائی دشت مین چارون طرف خاک

وہ مارا رام نے تیر سبک پر
گرا دھڑ سے تن بیجان زمین پر

سوباہِ فتنہ گر پہونچا جفا کیش
کیا زیر و زبر جس دم ہوا پیش

بنایا تو دۂ خاک اسکو پل مین
سُلایا یعنی آغوش اجل مین

خبر ماریچ راچھس نے جو پائی
تو پہونچا صورت تیر ہوائی

جناب رام نے ناوک وہ مارا — لب قلزم گرا جا کر صف آرا
ہوا صحرا جفا کارون سے خالی — وہ گلشن ہو گیا خارون سے خالی
ہوئے از بسکہ سب امتر دل شاد — دعائین دے کے بولے آفرین باد
رکھا پھر اپنے گھر با صد لطافت — سکھائے جملہ آئین خلافت

استدعا کرنا لچھمن جی کا بشن جی سے خلوت مین واسطے ملاحظہ کیفیت جنگ کے اور بد دعا دینا سنکادک کا جے بجے کو اور پیدا ہونا راون اور کمبھ کرن کا اور قبضہ کرنا اُن کا لنکا مین اور محصول لینا رکھون سے اور خُم آلودہ خون اور گوشت سپرد کرنا مندودری کو اور نوش کرنا اُسکا اور آثار حمل نمود ہونا اور پھر اسقاط کرنا اور دفن کرنا خم کو شہر جنک پور مین

رہے یاد ہمیشہ حال رام و لچھمن — بسے دل مین خیال رام لچھمن
مدد اے خامۂ فرخندہ بنیاد — رقم کر کچھ شہ راون کی روداد
قریب اختتام نظم ہر چند — مشرح ماجرا ہو گا قلمبند
مگر کچھ مختصر یان بھی رقم ہو — وصال بشتا ہر مطلب بہم ہو
جناب بشن پھر لطف و اخلاص — کسی دن تھے میان خلوت خاص
ادا جب کر کے نالش دست و پا کی — جناب لچھمن جی نے دعا کی

بہت شکلین نظر آئین بہت رنگ
کسی سے آپ کو لڑتے نہ دیکھا
کہا ہنسکر اگر ہم ہون صف آرا
صف آرائی مین نقصان و زیان ہے
کہا یون لچھمن جی نے دوبارہ
ہر اک دم کثرت جوش ہوس ہے
کہا ہوگا جو منظور نظر ہے
سنو اب آگے روداد جز و کل
کوئی دو کس تھے اہل عز و اکرام
گل شاداب نخل ارجمندی
معزز سربلند و اہل اخلاص
کسی دن آئے سنکادک ہان یہ
کہا خلوت مین جانے کا نہین کام
غرض روکا جو بہر دخلیابی
کہا تم شاہد نخوت پہ غش ہو
کروگے بشن جی سے شرح آغاز
ہوئے راچھش جہانمین دونون مغرور
ترنگ آئی یہ ہرناچھ لعین کو
دبا کر بھر بغل مین پھر تو دریا وار

مگر دیکھا نہ لطف عرصۂ جنگ
سوئے میدان قدم پڑتے نہ دیکھا
تو کانپ اٹھے دل نازک تمہارا
تمھین خود تاب نظارہ کہان ہے
کہ ہے از بس مجھے ذوق نظارہ
نزاکت کا نہین کچھ پیش و پس ہے
مگر وقت و محل پر منحصر ہے
کہ کیا کیا نخل قدرت سے کھلے گل
سراپائے سعادت تھے بجے نام
سراسر مایۂ ہمت بلندی
نگہبان در خلوت گہ خاص
تو الجھے مثل گیسو حاجب در
جناب بشن جی ہین محو آرام
ہوا تب انکو جوش اضطرابی
جہان مین جا کے شکل راچھش ہو
تو ہو گئے تین جنمون مین سرافراز
وہ ہرناچھ اور ہرن کشب تھے مشہور
لپیٹا زلف سان فرش زمین کو
تری مین سو رہا جا کر ستمگار

وہین باراہ کی صورت بنا کر
عدو کو قتل فرما کر تہ عرش
ہرن کشب تھا مغرور بد انجام
ہوئے پہلاد پیدا اسکے گھر مین
سدا اورد زبان تھا قصہ رام
ہوا غصہ دیت بد گہر کو
ہوا تب جلوۂ نرسنگھ اوتار
ہوئے بعد اسکے رادن کمبھ کرن وہ
کیا خلقت پہ جب ظلم آشکارا
سہ بارہ پھر ہوئے پیدا بد اقبال
ہوئی جب کرشن کی رکمن سے شادی
عداوت کے سبب اندوہگین تھے
اٹھائے جب فریب و مکر سے سر
جنم تینون جہان مین ہو چکے جب
اٹھین خدمات ماضی پر گئے وہ
سحر جکی صعوبت کی کٹی رات
سنبھل اے ہمسن کلک سبک پے
رقم اب داستان جے بجے کر
ہوئے وہ دراجسس پیدا جہان مین

لڑے خود بشن جی پانی مین جا کر
زمین کو پھر بچھایا صورت فرش
سراسر دشمن نام سریرام
نظر آیا نہال بے ثمر مین
یہی تھا دل مین نقش کالحجر نام
ستون سنگ سے باندھا پسر کو
کیا شق سینہ و جسم ستمگار
تو ہی ہیکل جسیم و کوہ تن وہ
جناب رام نے دونون کو مارا
باسم ونت کرا ورشاہ سسپال
زبس تھا انکو خارنا مرادی *
وہ دونون صف شکن چین بر جبین تھی
تراشے کرشن جی نے چکر سے سر
پھلا پھولا ہر اک کا نخل مطلب
چھٹے اندام خاکی تر گئے وہ
وہی درجے وہی رتبے وہی بات
کہان سے اڑکے آپہونچا کہان پر
مقدم منزل مقصد کو طے کر
پڑا لرزہ زمین و آسمان مین

نظر سے جنکے شور و شر ہویدا | جبین سے جلوۂ محشر ہویدا
ہمیشہ دل نشین تھی نیست بد | تو ہی ہیکل تو ہی بازو تو ہی قد
ہوا اک اہل شر کا کمبھ کرن نام | وہ راون دوسرا تھا شہرۂ عام
بدن مین بیش بازو اور دس سر | کمال زور یکتائی میسر
برادر تیسرا اک اُن کا تھا اور | بھبھیکن نکتہ سنج نا خبر جور
ہوئے تینون یہ مشغول عبادت | دکھائے جوہر تیغ سعادت
برہم وبشن و نارد اندر و سنکاد | ہوئے وان جلوہ افگن با دل شاد
کہا راون سے اظہار ہوس کر | بیان مدعائے بیش و پس کر
کہا حاصل ہو مجکو تخت شاہی | سبھی ہو رتبۂ عالم پناہی
جو پوچھا دوسرے بے خانمان سے | تو مانگا خواب شش ماہی زبان سے
بھبھیکن تھا زبس اہل سعادت | ہوا وہ طالب شغل عبادت
دعائے سرکشان صاحب جوش | اجابت سے ہوئی فوراً ہم آغوش
جو مطلب کمبھ کرن نے پاکے کھویا | تو سبزہ کی روش غفلت سے سویا
ہوا راون جہان مین صاحب تخت | رہا ہر دم فروغ نیر بخت
فلک لرزان تھا اُس سے صورت بید | گھٹا تھا جلوۂ مہتاب و خورشید
جواہر بحر قلزم نے دیے نذر | جناب اندر نے تحفے کیے نذر
دوہائی اسکی بالائے فلک تھی | حکومت ماہ سے ماہی تلک تھی
ہمیشہ آب و باد و آتش و خاک | مطیع حکم سلطانی تھے بیباک
میان قلزم اک سونے کا گھر تھا | بہ اسم شہر لنکا مشتہر تھا

بیان کیا ہون صفاتِ قلعۂ زر
بلندی مین سوا اشان فلک سے
کھلے روزن برنگ چشم عشاق
لبالب حوض مثل دیدۂ تر ہے
نہ کیون بالانشین ہو شان لنکا
شعاع قصر سے ہوتی نہ تھی رات
معنبر کوچہ و بازار سارے
نہ تھا نام خزان دفتر مین جاری
نہالان کہن مین پھل مہیا
شگفتہ گل جو گلشن مین اگر ہو
بسارا دن وہان با صد لطافت
طبیعت کو ہوا جوش ہوس اور
زبس تھا شوق امدادِ سداشیو
رہا شکل صدف دریا کے اندر
سداشیو پاس خاطر سے گئے پاس
دعا مانگی کہ ہو اقبال یاور
کرون باشندگانِ عرش کو زیر
سداشیو نے نہایت ہوکے خورسند
یہ گل پھولے قبولِ آرزو سے

حواسِ خمسۂ انسان ہون ششدر
فزون درجہ مین ایوانِ فلک سے
قرینہ جفت ابروے صنم طاق
بھرے چشمے برنگ چشم ساغر
فلک تھا کرسیِ ایوان لنکا
عجب تھا نقشۂ سحر و طلسمات
مکان تھے کوچۂ عطار سارے
سدا تھا موسم بادِ بہاری
وہ خوشے غیرتِ عقدِ ثریا
سزاوارِ سزا بادِ سحر ہو
قرار اُسکو دیا دار الخلافت
کہ ہو حاصل متاعِ دسترس اور
بدل لی اُسنے پھر یادِ سداشیو
نہان آتش مین تھا مثل سمندر
کہا کیون ہے غریقِ بحر وسواس
رہون اہلِ جہان پر حملہ آور
پرندون پر درندون پر رہون چیر
پذیرا کی دعاے آرزومند
دماغِ دل ہوا نخوت کی بو سے

براہ شور بختی شر سمایا — زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا
سری ناروُ جو بس انجام بین تھے — میان عاقلان بالانشین تھے
سوے لنکا گئے اک دن قضارا — اٹھا تعظیم کو شاہ صف آرا
کہا ناروُ نے اے شاہ جوان بخت — ملا کیا انتقام طاعت رخت
یہ سنکر پردہ مضمون کیا فاش — ہوا گرم سخن یون ہو کے بشاش
دعاے شب سے وہ حاصل ہوا زور — مچا ہے جسکا قلزم کی طرح شور
ملا دون خاک مین ارض و سما کو — ہلا دون تختۂ تحت الثرا کو
ہلال آسا قمر دہشت سے گھٹ جاے — زمین تھرا اٹھے گردون سمٹ جائے
کہا ناروُ نے اے شاہ وفا جو — نہین کچھ اعتبار قول شمبھو
جو ہوتا ہے کسی دن نشۂ بھنگ — تو کہتے ہین خلاف عقل فرہنگ
بے عبث نمائش چاہیے ہے — مقدم آزمائش چاہیے ہے
اٹھا تو تختۂ کیلاش جا کر — رکھو خود کشور لنکا مین لا کر
سخن کا بھی بخوبی امتحان ہو — قدم سے انکے نورافشان مکان ہو
یہ گھر دولت سے مالا مال ہو جائے — عروج نیر اقبال ہو جائے
عدو نے جا کے تب پربت اٹھایا — کہ سنگاسن تلک جنبش مین آیا
مہا شیو چونک اٹھے بس چھٹ گیا دھیان — سبب گوری سے پوچھا ہو کے حیران
کہا راون سوا کس کو ہے یارا — وہی ہے خادم دیرین تمھارا
اٹھا کر آپ کو گردن پہ یکبار — لیے جاتا ہے لنکا کو ستمگار
سدا شیو چپ رہے غصہ مین آ کر — جمے آسن پہ پھر زانو دبا کر

نہ کوہِ گران بارِ گران سے — دبے ہاتھ اُسکے نیرنگِ جہان سے
ہوا مثلِ حنا بے دسترس وہ — رہا محوِ فغان بارہ برس وہ
کیے وہ نالہ و فریاد و زاری — کہ دریا ہوگیا اشکون سے جاری
سدا شیو سنکے غل چونکے قضارا — کہا را دن سے لے شاہِ صف آرا
غرورِ زور ہے تجکو نہایت — کہ بھولا شیوۂ لطف و عنایت
دلیرون سے نہین ہوتا اگر زیر — کرینگے خرس و میمون و بشر زیر
پھرا پاکر رہائی وہ نگون بخت — ہوا لنکا مین پھر رونقِ دہ تخت
اُٹھایا پھر براہِ سرکشی سر — وہی باتین وہی گھاتین وہی شر
ہزارون دخترِ شاہانِ نامی — گرفتار اُس نے کین بہرِ غلامی
نکالا جسکے منھ سے حرفِ انکار — ہوا دمِ صعوبت مین گرفتار
خراج اُسنے لیا برجِ سما تک — زمین کیسے تختۂ تحت الثرا تک
دیوتون سے کہا لو جا کا محصول — رکھون سے دامنِ صحرا کا محصول
فقیرانِ ریاضت کش سے لو باج — ندین حاصل تو کردو تاخت و تاراج
غرض پہونچے وہ اُس بن مین قضارا — جہان پربست رکھتے تھے جلوہ آرا
سنایا سرکشون نے حکمِ شاہی — دکھایا سب طریقِ کینہ خواہی
تنگ آ گئے وہ تقریرِ زبون سے — سبو اک بھر گیا قطراتِ خون سے
رکھا بہرِ حفاظت منھ پہ سرپوش — یہ فرمایا براہِ دانش و ہوش
سبو دیگر یہ را دن سے کہو بات — یہ ہے سرمایۂ سحر و طلسمات
سبو کا گر کبھی کھل جائے گا سر — تو ہوگا جلوۂ آثارِ محشر

بپا ہو گا فسادِ عام اس سے
کہا جب قاصدوں نے جا کے احوال
امانت کی سپرد زر دجہ خاص ہو
زن مندودری نے اسکو یک چند
مگر ڈر تھا کہ شاید گم نہو جائے
زبس مندودری تھی مایۂ ہوش
یہ پھل پایا گلستانِ امل سے
شگوفہ طرفہ تر لیکن کھلا اور
جلا زیور نے پائی نور تن سے
شبستان میں شہِ راون جو آیا
ڈرا رعبِ تجلی کے سبب سے
کیا گھبرا کے بستر سے کنارا
کہا مندودری سے خم کدھر ہے
مرا دل خود بخود گھبرا رہا ہے
کہا اُسنے کہ اے سرمایۂ ہوش
ڈرا راون کہ اُس خم کا اثر ہے
خیال آیا کہ شاید شر ہو پیدا
ہوئی دہشت جو پیکان اجل کی
امانت کو پس اِز فکر دم چند

مٹے گا راچھسون کا نام اسکی
ہوا محو الم شاہِ بد اقبال
کہ تھی وہ عقلمند و اہل اخلاص
میانِ گوشۂ ایوان رکھا بند
کہ افشا مدعائے خم نہو جائے
وہ خم کو توڑ کر بس کر گئی نوش
نہال قد پھلا بار حمل سے
کہ رخ کو حسن زیبایش ملا اور
چمک تھی بڑھکے سورج کی کرن سے
تو مطلق تاب نظارہ نہ لایا
رُکا مانند دل فرط ادب سے
پرائے ہمکناری دم نہ مارا
یہ کیسا ماجرا پیش نظر ہے
سر شوریدہ چکر کھا رہا ہے
اُسے مین احتیاطاً کر گئی نوش
ابھی سے نور قدرت جلوہ گر ہے
مبادا فتنۂ محشر ہو پیدا
وہین تدبیر اسقاطِ حمل کی
نگاہِ خم مین فوراً آسا کیا بند

دیتون سے کہا خم کو کہین جلد
کرو صحرا مین پیوندِ زمین جلد

سبو کو لے گئے فوراً وہ سفاک
چھپایا شکلِ گنجینہ تہِ خاک

کیا دفن اسکو لیجا کر بہت دور
کنارِ رقبۂ شہر جنک پور

یہان پر نکتہ پوشیدہ ہی اور ایک
سمجھتے ہین سخندان یا دلِ نیک

کہ جب راون نے سیتا کو کیا گم
رکھا آنکھون مین مثلِ نورِ مردم

سراسر چشمِ ظاہر مین غضب تھا
ولیکن دلنشین پاسِ ادب تھا

بدی مطلق نہ تھی راون کے دل مین
بسی صورت تھی چشمِ دل کی تل مین

بظاہر گو تب غم سے کراہا
بباطن رشتۂ دختر بتایا

سبب یہ ہی کہ خم کو از رہِ ہوش
زنِ راون نے اول کر لیا نوش

کیا سقطِ حمل جب بعض وکین سے
سیا پیدا ہوئین بطنِ زمین سے

زمین گو جسمِ ظاہر سے بری وہ
ہوئین پر دخترِ مندودری وہ

ظہور فرمانا سری جانکی جی کا شہر جنک پور مین وقت قلبہ رانی راجہ جنک کے

رہے ہر دم مجھے یاد سری رام
نہ صبحِ دل پہ ہو تاریکیِ شام

جنک پور ایک تھا شہر طرب خیز
دل آرا دلکشا دلکش دل آویز

نظیر اسکا نہ تھا باغِ جہان مین
بسا تھا کشورِ ہندوستان مین

عمارت صاف آئینہ کی صورت
مثالِ چشمِ باطن سے کدورت

چمن سرسبز و شاداب و مطرّا
غبار و گرد و کلفت سے مبرّا

بھرا چشمون مین آب زندگانی / تصدق جسکے ہو نیسان کا پانی
وہان شہ تھا سپہر عز و اکرام / ثریا مرتبت شاہ جنک نام
یہ تھا بحر جہان مین عدل کا زور / لب دریا پہ نالون کا تھا شور
سخاوت کا جما تھا اسقدر رنگ / کف گل تھا نہ غنچہ کی روش تنگ
صدف کی آبرو بخشی گہر سے / بلکہ غنچون کے دامن نقد زر سے
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت / ہوا رونق فزاے دامن دشت
جو دیکھا آپ نے چشمون کو خالی / نظر آیا نشان خشک سالی
کہین پانی نہ جز آب گہر تھا / جہان خشکی کے باعث چشم تر تھا
ہر اک محو فغان تھا مثل بلبل / چمن مین سوکھ کر کانٹا ہوئے گل
بھرا سلطان مسکن پہ ہراسان / بلایا مجمع انجم شناسان
براہ انکساری کی گذارش / نمایان ہو کوئی تدبیر بارش
کہا سلطان کرے گر گشتہ کاری / چمن مین آئے پھر باد بہاری
جہان کو چین ہو خلقت ہو مسرور / تردد کشت خاطر سے رہے دور
خرد در تھا زیادہ ایک سے ایک / تعین سن کے کی اک ساعت نیک
شہ دانا براہ نکتہ دانی / ہوا اسپ گرم کار قلبہ رانی
سبو سا تھا جس جگہ جوتا وہین پر / کہ سرسبزی تھی کچھ اس سر زمین پر
سبو شق ہو گیا جس دم چلا ہل / جہان کا عقدۂ لاحل ہوا حل
کہ یعنی لچھمین جی کا وہ اوتار / ہوا اس پردۂ خم سے نمودار
جبین سے جلوہ گر شان کرامت / عیان نور شبستان کرامت

نزاکت تن سے آنکے صاحب ناز — سعادت آنکے قدمون سے سرافراز
شگوفہ یہ کھلا بطن سبو سے — بسا صحرائے اقدس کی بو سے
جو دیکھا جلوۂ دیدار دختر — پدر شہ نے کیا اقرار دختر
اٹھا کر گود مین اُس دلربا کو — شہ عالم پھرا دولت سرا کو
جو تھی جان پدر وہ نازک اندام — رکھا سب نے جناب جانکی نام
بڑھین سیتا برنگ جوش مادر — رہین رونق دہ آغوش مادر
زبس سلطان دریا دل کو تھی چاہ — ہوا باران رحمت حسب دلخواہ
رعیت چین سے پھولی پھلی تھی — مٹی باغ جہان سے بیکلی تھی

قرار دینا راجہ جنک کا شادی جانکی جی کی اوپر توڑنے دھنک کے اور تشریف لانا سری رام چندر اور لچھمن جی اور بسوامتر جی کا اور راجہ جنک کے خاک قدم سے مخلصی پانا اہلیہ زوجہ گوتم کا جسم سنگین سے

رہے یاد جناب رام مجھکو — ملے سرمایۂ آرام مجھکو
جناب جانکی بالغ ہوئین جب — پدر کو فکر شادی کی ہوئی تب
دھنک اک صورت کوہ گران تھا — پڑا اگلے زمانے سے وہان تھا
اُسے دیکھے تو زردی رخ پہ چھائے — ہلال آسمان گردن جھکائے

فلک کا اسکے آگے ہوش گم تھا — مثال قول مردان لا تجم تھا
کرون تھوڑا عرض اسکا اگر طول — تو ہو جائے بیان مختصر طول
کیا شنکر نے یہ اقرار از رہ ہوش — دھنک توڑے جو ہو سیتا سی ہمدوش
ادائے قول تک یہ سرد آزاد — رہے بے بر بر نگ نخل شمشاد
غرض جرچا قریب و دور پہونچا — زمین سے عرش تک نا گور پہونچا
شہنشاہان عالم ہو کے مسرور — چلے سب جانب شہر جنک پور
جو پہونچے برنگ مشک و عنبر — مقرر شنکر کی بزم سنو نمبر
گروہ راچھسان فتنہ ایجاد — ہوا حاضر بشکل آدمی زاد
بنا کر دیوتا شکل بشر سب — ہوئے بزم طرب مین جلوہ گر سب
خبر پہونچی یہ اس بن مین قضا را — جہان تھے رام و لچھمن جلوہ آرا
یکایک قلزم دل مین ہوا جوش — کہ دیکھین محفل شاہان ذی ہوش
سری لچھمن تھے وان اور رکھی ناتھ — چلے خوش ہو کے بسوامتر کے ساتھ
ہوئے فرش آکے رستہ مین گل تر — صبا صدقہ تھی انداز روش پر
چلے صحرا مین جب دو چار فرسنگ — تو دیکھا قد آدم پارۂ سنگ
بفیض جلوۂ پائے درخشان — وہ پتھر بنگیا لعل بدخشان
پڑی یعنی جو گرد اسپر قدم کی — زن زہرہ جبین پتھر سے نکلی
بنائے نور تھی وہ ماہ پارہ — کہ جھمکے جوش پر جیسے ستارہ
نظر مین تھا طلسم جا و دانہ — ہوئی صحرا سے تشریف کو روانہ
جناب رام نے جو اتنی خوشی سے — سبب پوچھا یہ بسوامتر جی سے

بیان کرنا بسوامتر کا راجہ اندر کا چندرمان جی کی سازش سے اہلیہ کے گھر جانا اور بد دعا دینا گوتم کا راجہ اندر و چندرمان جی و اہلیہ ورانجنی کو اور پہونچنا رام چندر کا گنگا کے کنارے

کہا رکھ نے جو تیج کنیاں ہین مشہور
اہلیہ دربدی کنتی مندتا را
انھین مین اک اہلیہ نام ہے یہ
زن گوتم یہ ہے اے پایۂ ہوش
سنو اسکا یہ ہے نادر فسانہ
سری سرسپ نے خلوت مین بصد سوز
سوا کون آجکل سب سے حسین ہے
کہا جو ہین حسین نازک اندام
تن نازک پہ ہوتی ہے گران دھوپ
لیے نظارۂ لطف شب ماہ
عجب کیا چندرمان جی کو خبر ہو
مگر راندر نے پوچھا قسم سے
کہا ہان زوجۂ گوتم ہے یکتا
رہی باقی غرض جب دو پہر رات

در دریاے وحدت چشمۂ نور
زن منددری ہے آشکارا
عفیف وصاحب اکرام ہے یہ
پتیب برتا وفادار و وفا کوش
عجیب وحیرت افزا ہے زمانہ
سری سورج سے فرمایا کسی روز
زمین حسن پر بالانشین ہے
نہین انکو مرے جلوہ سے کچھ کام
تفاوت ہے کہان سایہ کہان دھوپ
نکلتے ہین حسینان ہوا خواہ
کوئی زہرہ جبین پیش نظر ہو
کوئی شکل اجتک گذری نظر سے
میان پردۂ عالم ہے یکتا
گئے گھر پر دہ دریاے کرامات

جناب چندرمان جی نے کیا ساز
گمان صبح سے رکھ اُٹھکے بارے
سے نبے بیت بشکل گوتم پاک
اہلیہ کھاگئی شوہر کا دھوکا
اُدھر گنگا نے گوتم کو خبر دی
پھر گوتم اُسی دم بے تامل
دعا سریت کو دی ہوکر غضبناک
مخاطب چندرمان جی کی طرف ہو
جو تھی دختت اہلیہ انجنی نام
کہا اُسکی غریق بحرغم ہو
تب غم سے جو دق سینہ مین تھا دل
پڑے جس دم کف پاے سری رام
پڑی ہوکر یہ پتھر بر سرِ خاک
بس اب فیض قدم سے ترگئی یہ
سُنا جب یہ اہلیہ کا فسانہ
روان رستہ مین دیکھا چشمۂ گنگ
ہوئے گرم سخن رگھ سے سری رام
کہا یہ مایۂ نورِ گران ہین
انھین سے ہے حصول عز و اکرام

بشکل مرغ دی صحرا مین آواز
لیے غسل سری گنگا سدھائے
درون خانہ آئے خبیث چالاک
لہذا آید درسے نہ روکا
خبر اے لیے نخبے اپنے گھر کی
ہوا ثابت کہ دریدہ کھلا گل
سراپا چشم بنجائے تن پاک
کہا حاصل تمھین داغ کلف ہو
عفیف دیا کہ دامن اہل اکرام
جہان مین نقد بدنامی بہم ہو
اہلیہ سے یہ فرمایا کہ ہو سل
کرے تو گلشن سری مین آرام
زبس تھا انتظار جلوۂ پاک
سفر باغ جہان سے کر گئی یہ
ہوئے پھر صورت صرصر روانہ
جو تھا سرمایۂ بخشش بہر رنگ
کہ کیا اس چشمۂ خوبی کا ہے نام
سری گنگا یہ مشہور جہان ہین
انھین کا ہی سری بھاگیرتھی نام

تصور مین اگر درشن ہو یکبار | بشر ہو باغ سُر پر کا سزاوار
مرادین ملتی ہین درشن کے پھل سے | یہ مرغ اجل جلتا ہے جل سے

چرتر پیدائش سری گنگا یعنی دیوتون کا سرلوک مین جمع ہونا اور جل ہو کر بہہ جانا بوجہ خوش لحانی مہادیو جی کے اور جل کا برمہدج نام ہونا

جو تھی سُر پُر مین اکدن محفل عام | شریک بزم تھے سب اہل اکرام
جناب اندر تھے جہم تھے برن تھے | رکھیشر ایشر گندھرب من تھے
بریج و شب جناب پچھمین ناتھ | شریک بزم عشرت تھے سب اک ساتھ
سداشیو جی ہوئے محو ترنم | حواس خمسۂ محفل ہوئے گم
در و دیوار تھے سکتے مین خاموش | ہجوم عام تھا از خود فراموش
یہ آواز ترنم کا بندھا تار | ہوئے حضار محفل نقش دیوار
عجب ہے نغمۂ شیرین عجب دھن | کہ سن سنکر تماشائی ہوئے سُن
سُنی جس دم صدائے پردۂ ساز | تو اڑنے سے پرندے رکگئے باز
شجر سب جھومتے تھے صورت مست | خمار جام غفلت تھا سر دست
بہے جل ہو کے سب حضار محفل | وہ دریا ہو گیا در بار محفل
سداشیو جی نے قدرت سے دوبارا | کیا سب کو بدستور آشکارا

برہمچ نکتہ بین نے از رہ ہوش	کیا آب روان یکجا بصد جوش
کمنڈل مین کیا سب آب تربند	کیا چشمے کو نور آشنا نظر بند
لہذا جل کا برہمد ج ہوا نام	جہان مین قدرتین ہین شہرۂ عام

چرتر دوسرا یعنی قدم بڑھانا بشن کا راجہ بل کے جگ مین اور دھولینا برمھا کا قدم کو اسی جل مین اور بشن پدی نام ہونا سری گنگا کا

کہا رکھ نے براہ غور سنیئے	سری گنگا کا ذکر اک اور سنیئے
سخی اک تھا بنام راجہ بل +	کرم بخش جہان سردار افضل
ریاضت سے بنا کشور کشادہ +	ہوا فرمان دہ تحت الثرادہ +
کیا جگ راجہ بل نے جو کبار	رکھا خود بشن نے بادن کا اوتار
بہ شکل برہمن فرط ادب سے	گذارش کی شہ عالی نسب سے
پے مسکن جگہ بخشو قدم مین	جگہ دو مجکو دامان کرم مین
وہ دریا دل جو تھا ابر گہربار	بچشم و سر ہوا بخشش پہ تیار
یہ دانائی وہان کی سکر نے صرف	ہوئے حائل میان رخنۂ ظرف
پے تنشکلپ پان پانی کی تھی چاہ	میان ظرف آدھر مسدود تھی راہ
بہ خس ڈالی کر بل نے کیا زدر	ہوئی چشم جناب سکر جی کور
غرض جل لیکے چلو مین بہر طور	زمین تنشکلپ کی سلطان ذی النور

سری بادن نے تب بالا کیا قد — برون از حیطۂ اندازہ و حد
قدم اک بر سر فرش زمین تھا — دوم زینت دہ عرش برین تھا
زمین و عرش بجز دو بر سراپا — ہوئے ڈھائی قدم کامل جو ناپا
ہوا سلطان یم حیرت مین غرقاب — گذارش کی جھکا کر پشت آداب
ہے باقی کرو پیمایش پشت — نہ اُٹھے تا کہ فیاضون مین انگشت
کہا بادن نے تب خوش ہو کے ناگاہ — مراد دل طلب کر حسب دلخواہ
گذارش بل نے کی اے بندہ پرور — رہو در پر مثالِ حاجب در
جناب بشن تھے پابند اقرار — رہے دربان کیصورت در پہ ناچار
غرض پہونچا قدم سُرلوک مین جب — ہوا حیران ہجوم دیوتا سب
سری برہما نے جب دیکھے یہ اوصاف — اسی جل مین قدم کو دھو لیا صاف
اسی سے بشن نارائن پدی ہین — یہی سُرسُر یہی گنگا ندی ہین

جلنا ستی جی کا وچھ پرجاپت کے مکان مین اور اوتار رکھکر جلوہ گر ہونا مہادیو جی کی جٹا مین

جو تراب تیسرا خوش ہو کے سُنیے — شگوفے گلشن مضمون سے چنیے
ستی جی اگن مین جب ہو گئین بھسم — ادا ابھی ہو چکا سب جگیہ کا رسم
ستی کے ہجر مین شیو جی کو غم تھا — دل اقدس ہم آغوش الم تھا
جگر مین تھا ہجوم بے قراری — زبان پر نالہ و فریاد و زاری

ستی سئے استخوان سب لگا کے سر پر — لگے پھرنے برنگ باد صرصر
بہت مدت تلک ہر سو پھرے وہ — گلستانون مین مثل بو پھرے وہ
مچا تھا غل زمین و آسمان مین — خلل تھا کاروبار دو جہان مین
کیا سب نے یہ تون نے بشن سے عرض — کہ ہے تدبیر کامل واجب الفرض
اُسی دن بشن جی نے چکر مارا — ہوا اعجاز کامل آشکارا
ستی کے استخوان ہو کر جدا سب — گرے فرش زمین پر جا بجا سب
دہی پر جگہ تو دیبی ہین مشہور — بہ شکل مختلف سرمایۂ نور
سدا شیو نے کہا تب ہو کے برہم — دیا ناحق جناب بشن نے غم
تب فرشتے تھے سینے مین چھالے — غم تازہ دیا جیتے بٹھائے
ہماری طرح فرقت کا رہے روگ — اُنھین بھی ہو جہان مین استری سوگ
خیال آیا پے عبرت سزا دین — ہجوم دیوتا کو بھی دعا دین
ستی جی تب مجسم ہو کے آئین — گذارش کی ادب سے حسب آئین
حقیقت مین مجھے تھے جو ہم سے — خلائق پر کرم کیجے کرم سے
مجھے تم سر پہ رکھنے سے جو ہو شاد — میانِ گوشۂ دل ہے مری یاد
پس از چندے یہان آ کر رہو نگی — اسی صورت سے پھر سر پر رہو نگی
یہ فرما کر ستی جی حسب اقرار — ہوئین قصر ہمنچل مین نمودار
سزاوار پرستش مادر عام — پسند جان و دل گنگا ہوا نام
سری نارو پر تیخ واندر سنکا د — گئے پیش ہماچل با دل شاد
کہا شیو جی سے انکا بیاہ کیجے — حصولِ مطلب دلخواہ کیجے

ہماچل نے کہا مادر سے مختار ۔ پدر کو کیا ہے دختر سے سروکار
کہا مینا نے دختر ہو جو راضی ۔ نہین مجکو مجال اعتراضی
ہنسین گنگا قبولِ مدعا کر ۔ چلے برہما کمنڈل مین بٹھا کر
ہوا مینا کے دل کو صدمۂ درد ۔ برنگِ زعفران چہرہ ہوا زرد
کہا اتنے دنون دختر رہی پاس ۔ دمِ رخصت نہین الفت کی بوباس
نہین میری محبت کا اسے جوش ۔ یے شادی ہوئی از خود فراموش
دعا دی جل کے دختر کو کہ جل ہو ۔ بنظاہر جسم انسانی سے شل ہو
نہالِ بددعا سے یہ ملا پھل ۔ سری گنگا کمنڈل مین ہوئین جل
غرض لاکر سدا شیو سے کیا بیاہ ۔ ہوئی حاصل مرادِ حسبِ دلخواہ
وہی شمبھو کے سر پر جلوہ گر ہین ۔ عزیزِ دل وہ مانند جگر ہین

جلنا راجہ سگر کے لڑکون کا کپل من کے سراپ سے اور تپسیا کرنا بھاگیرتھ کا اور آنا سری گنگا جی کا مرت لوک مین

ہمامن نے کہا اے صاحب فکر ۔ جہان مین انکی آمد کا سنو ذکر
بزرگ اک تھے تمھارے اہل اکرام ۔ فلک شوکت شہنشاہِ سگر نام
پسر انکے جہان مین شصت الف تھے ۔ جوان مرد و دلیر و سر بکف تھے
پسر اک بانوے ثانی سے تھا اور ۔ بنامِ نیک اسمنجن پر از جور
یہ اسکا عالمِ طفلی مین تھا حال ۔ جہان کا کشت دل کرتا تھا پامال

مٹایا تھا حباب زندگانی
بدل تھا مایل ایذا رسانی

رعیت جب ہوئی شاکی ستمگر سے
غبار آسمانکا اٹھا اُسکے گھر سے

پسر اِک اُسکا تھا فرخندہ اختر
بہ اِسم انسمان نکتہ پرور

ہوئی اُمید جگت کو جو منظور
فرس چھوڑا خوشی سے حسب دستور

ہوئے وہ شصت الف فرزند ہمراہ
لیے فوج و سپاہ و خیمہ خرگاہ

جدھر دریا صفت پہونچے وہ پرشور
دبے شاہان عالم صورت مور

پھرا گھوڑا وہ مثل باد صرصر
مثال مہرۂ شطرنج گھر گھر

چلین سیدھی پیادون کی قطارین
جو بے پل کی تو ترچھی ہوکے مارین

پھرا گھوڑا وہ مثل باد صرصر
دبے چیتے کی صورت سیلتین زر

اگر اُلجھا کوئی پژمردہ خاطر
لگایا شہ رُخ مانند شاطر

نہ بن پڑتی تھین کچھ چالین سر دست
ہر اِک تھا اپنے منصوبہ مین سرمست

یہ ابتر دست برد غم سے تھا حال
کہ کشت خاطر عالم تھا پامال

ہوئے رخ جملہ شاہان نکو ذات
مقام تخت گہ پر کھا گئے مات

ہر اک کو لشکر آفت نے گھیرا
نہ شہزوری سے رُخ لڑنے کو پھیرا

جناب اندر نے دیکھا جو یہ طور
ہوا تنگ خاطر عاطر کو فی الفور

خیال آیا یہ طفلان جوان بخت
کرین قبضہ نہ اندراسکا یک لخت

غبار آسا فرس تن سے اُڑا لایا
کپل مُن کے مکان مین جا چھپایا

فرس جب ہوگیا غائب نظر سے
اُڑے تب ہوش نامردون کے سر سے

زمین و چرخ و دریا دامن دشت
ہر اک جا صورت صرصر کیا گشت

گئے اتبرتہ و بالا طبق سب
برنگ گنجفہ دیکھے ورق سب

بلند و پست و صحرا دامن کوہ
بھٹکے ہر سو غریق یاس اندوہ

غرض کھو دا سمندر ہو کے نمناک
براہِ عقلمندی کھا گئے خاک

کپل کے گھر پہ جا پہونچے وہ ذی ہوش
تو دیکھا بندگی مین مُن کو خاموش

فرس دیکھا تو بول اٹھے وہ شہزور
لگی محنت ٹھکانے ملگیا چور

نظر کی من نے باچشم غضبناک
ہوا لشکر وہ جل کر تودۂ خاک

ہوئے جب جلکے خاکستر پسر وہ
رہے یک چند مفقود الخبر وہ

خردہ را فسان نکتہ پرور
چلا بہر تجسس مثل صرصر

بیابان مین پریشان مثل بو تھا
ہزار آفت سے محوِ جستجو تھا

گرڑ نے جلوہ درشن دکھایا
براہ راستی رستہ بتایا

گئے دو نون کپل مُن کی مکان مین
بہار آسا وہ پہونچے بوستان مین

سنایا رکھ کو سب حال گذشتہ
کہا رو رو کے احوال گذشتہ

کہا مُن نے سری گنگا اگر آئین
فشانِ جلوۂ قدرت منظر آئین

قیام کشور رشتہ پر کرین یہ
متاع آرزو پائین ترین یہ

پھرا پیش پسر وہ دل شکستہ
کہا حالِ خرابی دست بستہ

پسر از چندے سگر بے توشہ و برگ
ہوا بس رہگرائے جادۂ مرگ

خردہ را نشان نکتہ آگاہ +
ہوا اقلیم عالم مین شہنشاہ

دلیپ نکتہ پرور کو دیا تخت
ہوا صحرا مین محوِ طاعت سخت

پسر از طاعت وہ فیاض زمانہ
ہوا عالم سے سرگ کو روانہ

دلیپ نکتہ بین جب کر چکے راج تو بھاگیرتھ کو خوش ہو کر دیا تاج
لیے گنگا ریاضت کی بصد ہوش ہوئے پھر بارِ ہستی سے سبکدوش
یہان بھاگیرتھ ازراہِ شرافت رہے رونق دہِ تختِ خلافت
گلُستہ اک اُنکا فرزندِ جری تھا دُرِ بحرِ کرامت گستری تھا
اُسے پھر سلطنت دیکر وطن مین ریاضت کش ہوئے خود جا کے بن مین
کھلے گردن کی جانب دیدۂ تر کھڑے اک پانو سے تھے مثلِ صنوبر
ہزارون سال کی طاعت جو بن مین بیجا قفل پردۂ چرخِ کہن مین
دیے برہمانے درشن آخرکار ہوئے راغب پئے تفتیشِ اسرار
کہا بس ہی ہوائے چشمۂ گنگ اسی سے غنچہ سان رہتا ہون دلتنگ
سری برہمانے فرمایا بصد جوش پذیرا کی دعا لے صاحبِ ہوش
ولیکن رُک سکیگی دھار کس سے اُٹھے گا دو جہان کا بار کس سے
تپسیا سے کرو شنکر کو راضی مٹے دل سے غبارِ دورِ ماضی
وہ بھاگیرتھ جو تھے سرمایۂ داد ہوئے محوِ پرستش حسبِ ارشاد
کیا بارے سداشیو جی نے اقرار سنبھالین گے جو سر پر سے بہی دھار
ملا مرہم جو بہرِ زخمِ سائل ہوئے پھر طاعتِ برہما پہ مائل
سری گنگا کو وان طیش و تعب تھا دلِ فیاض مین جوشِ غضب تھا
خیال آیا کہ وہ دکھلایئے زور سمندر بھی کرے ناد بصد شور
کرون فرشِ زمین کو عالمِ آب فلک چکر مین آئے شکلِ دولاب
سداشیو کو لیے موجِ رسا مین گرون مین پردۂ تحت الثرا مین

گرین وہ یہ تصور کرکے فی الحال
سمائین زلف مین خوشبو کی صورت
نکلنے کی زبس گو دل مین کی چاہ
پے شورش رہین پیہم وہ در سپے
یہ حب نیرنگی قدرت دکھائی
وہ بھاگیرتھ جو تھے اہل سعادت
جو دیکھا شمبھو نے سائل کو بیتاب
ہوئین اُس آب تر سے تین دھارا
سو اُنکا جلوہ گر زیر زمین ہین
جہان مین ہین یہ بہر بخشش عام
غرض گنگا چلین ہمراہ سائل
کوئی رستے مین رکھ تھے اہل فرہنگ
کمال غصہ کی سائل نے فریاد
وہین شق کرکے ران اپنی قضارا
جو رکھ کی ران سے دھارا بہی ہے
چلین ہمراہ سائل آخرکار
پراگ آکر گئین پھر سوے کاشی
سری گنگا وہی ہیشن منظر ہین
ہرے کشت مراد دل ہوے سب

جہان شنکر نے بڑھائے زلف کے بال
اُلجھ کر رہ گئین گیسو کی صورت
نپائی اک سر مو زلف مین راہ
نہ ہرگز منزل کا کل ہوئی طے
سدا شیوجی نے پھر دھونی رمائی
ہوئے پھر غرقۂ بحر عبادت
نچوڑا زلف سے اک قطرۂ آب
باسم مختلف ہین آشکارا
وہ منداکن فلک پر جاگزین ہین
سری گنگا سری بھاگیرتھی نام
بڑھایا افتخار و جاہ سائل
خوشی سے پی گئے سب چشمۂ گنگ
تو کی رکھ نے نوازش با دل شاد
وہ دھارا کی جہان مین آشکارا
لہذا نام اقدس جان ہوئی ہے
ہوئین زینت فزاے شہر ہردوار
کہ ہے وہ مسکن کیلاش باشی
بصد جوش کرامت جلوہ گر ہین
وہ مجرم موج رحمت ترے اب

سنے جب رام و لچھمن نے یہ اوصاف ۔ لیے غسل آنکے لہرائے دل صاف
نہائے اُس مین وہ دریائے فرہنگ ۔ بڑھائی آبروئے چشمۂ گنگ
وہ بخشش کی نوازش کی نظر سے ۔ برہمن پر ہوئے لعل و گہر سے
چلے بعد اُسکے وہ سرمایۂ نور ۔ ہوئے پھر داخل شہر جنک پور
نوید آمد آمد جبکہ پائی ۔ جنک آئے برائے پیشوائی
برہمن کے قدم پر سر جھکایا ۔ طریق بندگی سے سر دکھایا
غبار راہ جو تھا فرش زمین پر ۔ لگایا سینۂ و چشم و جبین پر
نظر آئے جو روئے لچھمن و رام ۔ گیا دل سے قرار و صبر و آرام
کہا رکھ سے کراے سرمایۂ جاہ ۔ یہ ہین کس آسمان کے نیر و ماہ
یہ کس بحر لطافت کے گہر ہین ۔ یہ کس کے لخت دل نور نظر ہین
کہا رکھ نے کراے شاہ انکو نام ۔ یہ مشہور جہان ہین لچھمن و رام
سومترا اور کوشلیا کے پیارے ۔ شہ دسرتھ کے ہین آنکھون کے تارے
لیے نظارۂ محفل قضارا ۔ ہوئے اس سرزمین پر جلوہ آرا
ہوئی حاصل جنک کو شادمانی ۔ بجا لایا طریق میہمانی
اُتارا لاکے اک گلشن مین انکو ۔ برنگ روح رکھا تن مین ان کو
وہ گلشن پھول اُٹھا فیض قدم سے ۔ چھٹے مرغ گلستان قید غم سے
ہوئے پر میوہ سارے نخل بے بر ۔ بنے سب سرو شمشاد و صنوبر
ہوئی فصل خزان گلزار سے دور ۔ بنین نرگس کی آنکھین ساغر نور
ہمیشہ ہو سہری بھگوان کی یاد ۔ رہین شی رام و لچھمن جانکی یاد

تشریف لیجانا رام لچھمن کا واسطے سیر شہر جنک پور کے

اٹھا جب پردۂ لیلائے دیجور — برآمد آفتاب از مطلع نور
جناب رام آئین ادب سے — ہوئے یون در فشان نیسان لب سے
کہ اے گلدستۂ گلزار طاعت — بنائے گرمی بازار طاعت
برائے سیر لچھمن کو ہوس ہے — مگر بے حکم عالی پیش و پس ہے
اگر ہو مرضی اقدس تو جائین — زمین کو تختۂ گلشن بنائین
کہا بہتر انھین لیجا کے ہمراہ — دکھا لاؤ بہار حسب دلخواہ
قدم چھو کر وہ دونون ناز پرور — چلے مثل خرام باد صرصر
کھچا صندل کا نقشہ تا بنا گوش — لباس پرنیانی زینت دوش
نشان سربلندی جلوۂ تاج — فلک ہو جنکے نظارے کا محتاج
ملاحت گفتگو سے ڈلہ برستی — سخن مین لذت قند و شکر تھی
نوید آمد آمد جب ہوئی عام — ہوئے سب شیدۂ سرو سبک گام
صعوبت قربت دل سے ہوئی دور — تماشائی ہوا شہر جنک پور
جوان و خرد و سال و مرد و زن سب — دریچون سے ہوئے نظارہ زن سب
پھنسے زنجیر گیسو مین دل آزار — تو ٹوٹ سے گر پڑی چوکھٹ پہ یکبار
کھلین آنکھین مثال حلقۂ در — کھڑے حسن پر گرتے بازو پکڑ کر
کوئی دل کوچہ کاکل مین بھٹکا — کوئی شانہ پہ کنگھی بنکے لٹکا
قدم کی سدھ کسی کو تھی نہ سر کی — خرد نے پاؤن کھینچا عقل سر کی

نہ کہہ سکتے تھے کچھ گردن اُٹھا کر
کوئی بولی حسین نازک اندام
اودھ کے رہنے والے ہیں پسر یہ
جناب رام لچھمن سے بڑے ہیں
ہوئی یون حرف زن اک نازک اندام
وہ ہی یکتا یہ بے مثل جہان ہین
شہنشاہ جنک کر دے جو شادی
سمجھا اتبک اُن مین ہے نہ اِن مین
کوئی بولی یہ سب سچ ہے ولیکن
کہان یہ قالب نازک کہان وہ
جنک لیکن اگر پیمان شکن ہو
کوئی بولی انھین کم سن نہ سمجھو
انھین سے خم ہلال آسمان ہے
یہی ہین رونق بازار ہستی
انھین نے تاڑکا کو بن مین مارا
غرض سب اپنے اپنے دھیان مین مست
ہوا جس دم ظہور ظلمت شام
ہوے رکھ جب کہ محو خواب راحت
لچھمن بھی حسب ارشاد سری رام

سسکتے رہ گئے سکتے مین آ کر
چلو دیکھو جمال لچھمن و رام
روان ہین صورت باد سحر یہ
روش پر سرو کی صورت کھڑے ہین
زبس ہین لائق سیتا سری رام
ضیا بخش زمین و آسمان ہین
مٹے دل سے مراد نامرادی
مراہی بیاہ کا چھوٹے سے سن مین
دھنک کا ٹوٹنا ہے غیر ممکن
گران ہے صورت کوہ گران وہ
میان شمع و پروانہ لگن ہو
شکست قوس ناممکن نہ سمجھو
قزح گردون یہ مانند کمان ہے
یہی ہین مالک گلزار ہستی
انھین نے زوجۂ گوتم کو تارا
دل غمدیدہ بار عشق سے پست
پھرے خیمہ کی جانب لچھمن و رام
جناب رام نے کی استراحت
ہوئے گوشہ مین جا کر محو آرام

سری رامچندر اور لچھمن جی کا باغ مین جانا اور جانکی جی کا گرجا کی پوجا کے واسطے آنا

جناب رام ادھر کی مہربانی ۔ بہم ہوا انبساط و کامرانی
ہوا جب جلوۂ خورشید خاور ۔ جوان بختون کا جاگا بخت یاور
ہوا یعنے سحر کا جب کہ ہنگام ۔ پلنگ خواب سے اٹھے سری رام
مہامنی نے اجازت دی کہ جاؤ ۔ خرامان پھول پھل گلشن سے لاؤ
بچشم و سر پے تعمیل احکام ۔ چلے خندان جناب لچھمن و رام
صبا صدقے ہوئی لطف روش پر ۔ زمین پر گر پڑے سرو و صنوبر
ہوا قد دیکھکر نخل سہی پست ۔ شراب دید سے نرگس ہوئی مست
شجر ملتے تھے باہم دست افسوس ۔ جو آنا ان چمن پر پڑ گئی اوس
کھلی حیرت سے چشم چشمۂ آب ۔ دل ہر حوض ٹھنڈا ہو کے بیتاب
جدھر وہ نخل قد سایہ فگن تھے ۔ ہجوم عندلیبان چمن تھے
وہان اک تھی سری گوری کی مورت ۔ تمنا بخش ارباب ضرورت
کرم بخش و عطا پاش و خطا پوش ۔ برائے مجرمان عصیان فراموش
جنکپُر مین یہ دستور سابق تھا ۔ اسی سے حاصل عز و شرف تھا
کہ زن پیش از رسوم کتخدائی ۔ کرے مندر مین جا کر جبہہ سائی
جو خاک آستان سر پر ملے وہ ۔ برنگ نخل تر پھولے پھلے وہ

بشکلِ نوعروس پاک دامان
وہ پوشاکِ معرق زینتِ دوش
جبین افشان سے مثلِ گلِ زرافشان
جبین پر اک نئی خوبی کا ٹیکا ہے
عیان بیندی سے شانِ سربلندی
جو لو اُس کان کی لو سے لگائی
ادب سے مجہ سرگوشی کرنپھول ہے
رہی بجلی ہمیشہ حلقہ در گوش
گلو مین موتیون کے ہار زیبا
نفیس و خوشنما چنپا کلی تھی
درخشان دست نازک مین انگوٹھی
وہ پہونچی جس سے دل خلقت کا چھین جائے
جلا بازو کو نورِ نورتن سے
کڑے سختی سے گو دل کی کڑی تھے
حنا قدمون کا بوسہ سر کے بل لے
بہ سج دھج تھی برائے چشم ظاہر
خرامان صورتِ بادِ بہاری
جلو مین ہمنشینانِ سخن ساز
ہر اک پوشاک رنگارنگ پہنے

جناب جانکی آئین خرامان
عروسِ سبزہ ہوا از خود فراموش
وہ گیسوے معنبر عنبر افشان ہے
اُنھین کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا ہے
برائے مرغِ دل جھپکا تھی بندی
تجلی شمع سان جھمکون نے پائی
کرین صدقہ جوانانِ چمن پھول
قمر ہو عالمِ بالا پہ زرپوش
معطر جامۂ زرکار زیبا
گلِ چنپا کو ہر دم بے کلی تھی
کہ چاندنی چاند کی ہو جس سے جھوٹی
تصور ہو جو دل پر نقش بنجائے
دلِ پیر و جوان چھنتا تھا چھین سے
اگر مثلِ حنا پاؤن پڑے تھے
انگوٹھی زرگری سے دل کو چھل لے
سراسر غرقۂ بحرِ جواہر
تصدق جس پہ کبکِ کوہساری
خوش الحان خوش گلو خوش گو خوش آواز
بصد چستی لباسِ تنگ پہنے

بسنتی چمپئی گلنار طوسی ۔ کہ گل پھاڑے لباس نو عروسی
سضاین کیا کوئی جوڑ ونکے جوڑے ۔ زیادہ جنس قدر رکھے وہ تھوڑے
جہان مین انکا جب جوڑا نہ پایا ۔ فلک نے ہاتھ جوڑے سر جھکایا
وہ ان کے اطلس زرتار کی صاف ۔ قریب برگ گل معزی وہ سنجاف
لباس شبنمی سے ہو اک افسوس ۔ بہار چادر گل پر پڑی اوس
لگی چارون طرف موتی کی جھالر ۔ اگر عقد ثریا ہو نچھاور
اگر دیکھے کنارون کی کناری ۔ تو ہو عیش و طرب سے ہمکناری
برنگ برگ گل نازکبدن سب ۔ نگاہ ناز سے نظارہ زن سب
مجسم ناز گانے کے بہانے ۔ زبان پر لن ترانی سے ترانے
کوئی بلبل کی صورت نغمہ زن تھی ۔ کوئی محو تماشائے چمن تھی
کوئی دکھلا رہی تھی سرو کو چال ۔ کوئی کرتی تھی دل سبزے کا پامال
کوئی بے پر کی بلبل سے اڑاتی ۔ صبا کو ناز سے رستہ بتاتی
کوئی کرتی تھی نرگس سے اشارہ ۔ دل سرو سہی کرتی دو پارہ
مہک اٹھا برنگ عطردان باغ ۔ گل لالے نے کھائے داغ پر داغ
دکھائے قامت موزون نے کرشمے ۔ صنوبر رہ گیا مٹی مین گڑ کے
جو شوخی سے کسی نے چار کی آنکھ ۔ تو جھپکی نرگس بیمار کی آنکھ
غرض محو تماشا چار سو تھین ۔ میان بوستان مانند بو تھین
کسی کی رام و لچھمن پر پڑی آنکھ ۔ در دندان انور سے لڑی آنکھ
نظر آیا جمال رام و لچھمن ۔ بندھا دل سے خیال رام لچھمن

گئی وہ نازنین فرطِ خوشی سے
چمن مین ہین یہان دو طرفہ تر گل
سمنبر چین زلف پر شکن ہے
لبون پر خندۂ دندان نما ہے
عجائب مصرعۂ قامت ہے یکتا
لیے گوشے مین ہین تیر و کمان لیس
کہا وہ کس طرف کو جلوہ گر ہین
غرض وہ ماہ لیکر ہاتھ مین ہاتھ
وہان در پردہ وہ شاخ گل تر
ہوئے دونون جو سرگرم نظارہ
خرامان تازسے دونون وفا کیش
کبھی بڑھکر کبھی رک رک کے دیکھا
کبھی او جھل کبھی ظاہر کبھی دور
کبھی آنچل پلٹ کر منھ پہ ڈالا
کبھی فرطِ طرب سے مسکرائین
جو دیکھی جنبش ابرو سے خمدار
ادھر سکتے مین دل مصراع قد پر
ہوا سکتا نظر آئی جو صورت
گئی کھنچ وان لیے کارِ پرستش

گذارش کی جناب جانکی سے
دلِ پیر و جوان جن پر ہو بلبل
خطا ہو گر کہین مشکِ ختن ہے
قدم مین جلوۂ ظل ہما ہے
کہ ہو شمشاد کو گلشن مین سکتا
ہے صیادی ہر مرغ جان لیس
خرامان کس روش پر ہین کدھر ہین
بصد حسنِ تجمل لے گئی ساتھ
دکھایا جلوۂ روئے منوّر
ملا ابرو کو جنبش کا اشارہ
کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیش
نگاہِ شوق سے جھک جھک کے دیکھا
ہے دیدار سے سرشار و مخمور
الٹ کر زلفِ مشکین کو سنبھالا
لجائین شرم سے آنکھین چرائین
تو جنبش ہو گئی اک امر دشوار
ادھر مضمون گیسو کا تصور
کہ بیچین ہو گئین تیور کی مورت
ہوئین اب ہو دو سزاوار پرستش

سری لچھمن نے کی نطق گہربار ۔ کہ اے بخشندۂ جرم گنہگار
چمن مین کون یہ نازک بدن ہے ۔ کمال شوق سے نظارہ زن ہے
ہوئے تب درفشان ہنسکر سری رام ۔ کہ ہے شاید وہی یہ نازک اندام
جہان مین جسکی شادی کی خبر ہے ۔ شکست قوس پر کل منحصر ہے
اُدھر سیتا بمشکل تھام کر دل ۔ گئین مندر مین دیبی کے مقابل
بصد آداب ادب وہ پیکر ناز ۔ ہوئین محو پرستش حسب انداز
جلا کر دھوپ نیوید آرتی کی ۔ بجا لائین پرستش بھگوتی کی
شوالے مین وہ تھین گو جلوہ آرا ۔ مگر پھر پھر کے کرتی تھین نظارہ
جبین پر آشکارا عشق کا طور ۔ نظر مورت کی جانب دل کہین اور
سر مورت پہ ہار گل جو ڈالا ۔ گرا فرش زمین پر چھٹ کے مالا
یہ صورت بیخودی نے جب دکھائی ۔ تو مورت بے تامل مسکرائی
سری سیتا نے ہو کر دل شکستہ ۔ دعا مانگی ادب سے دست بستہ
کہ اے دانندۂ راز نہانی ۔ کرو مجھ پر نگاہ مہربانی
نمایان ہو جو ہے دل مین مری بات ۔ کہ دریائے کرم ہے آپ کی ذات
کہا مورت نے اے سرمایۂ ہوش ۔ رہو تم شاد مطلب سے ہمدوش
قبول عرض سے وہ پا کر امان ۔ ہوئی دلشاد آئین خرامان
ادھر دونون جناب رام و لچھمن ۔ ہوئے خیمے مین آکر جلوہ افگن

تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی کا دھنش جگ مین اور جمع ہونا سب دیوتون کا اور نہ ٹوٹنا کمان کا کسی شخص سے باوجود زور متواتر کے اور ٹوٹنا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور آنا پرسرام جی کا برہم اور خشم آلودہ ہوکر اور گفتگو ہونا سری رامچندر اور لچھمن سے

رہین ورد زبان نام سری پت
جو نکلا آفتاب عالم آرا
بہار نو ہوئی رنگ شفق سے
ہوا یعنی ظہور جلوۂ روز
بجاہ و شوکت و شان و مباہی
فلک داب ادب سے سر پہ گھوما
وزیر و منشی و دیوان و ناظر
جھکے افسر حضور پایۂ تخت
ہوا شاہ جنک پھر یون گہر ریز

اجودھیاپت سیاپت جانکی پت
عروس صبح کا چمکا ستارا
تو نوشاہ فلک نکلا افق سے
اٹھا بستر سے سلطان دل افروز
ہوا زینت فزائے تخت شاہی
زمین نے پایۂ خدمت کو چوما
ہوئے سب بہر تسلیمات حاضر
کہ مانند ہوا تھا سایۂ بخت
کہ ہو تیاری بزم طرب خیز

بپا ہو محفل عام و جشن جگت
ہوا نازل جو ارشادِ گرامی
بچھایا اس روش سے نور کا فرش
بچھی جا جم عجائب حسب دلخواہ
عجب زیبایشِ فرش زری تھی
بچھایا درمیان بزمِ اقدس
وہ فرشِ جاجم و زربفت و سنجاب
کہین جب ہم سر جاجم نیا یا
درون مین پردۂ زرکار زیبا
جبین فرش تھی چین سے معرّا
وہ مسند تکیہ گاہِ اہل محفل
تماشائی ہوئے آکر جز و کل
شہنشاہانِ باتوقیر آئے
رئیس و تاجر و خوشباش و چاکر
شہنشہ نے براہِ آشنائی
بغلگیری ادا فرما کے سب سے
برائے عام تھی بزمِ طرب خاص
دلون سے تھا خیالِ غم فراموش
مہا مُنی اور جناب لچھمن و رام
گرو حاضر سرانجامِ وظائش جگ
ہوئے محوِ تکلف اہتمامی
کہ میلی تھی سراسر چادرِ عرش
فدا تھی چاندنی پر چادرِ ماہ
فلک کو حسرت جامہ دری تھی
حریر و پرنیان کمخواب و اطلس
کہ جھکے آسمان پر چشم مہتاب
فلک نے آنکھ کا پردہ بچھایا
سحاب اطلس و کمخواب و دیبا
غبار گرد کلفت سے مبرّا
پھسلتی تھی نگاہِ اہل محفل
ہر اک سو آمد آمد کا مچا غل
سپہدار و وزیر و میر آئے
ہوئے، و لق فرا محفل مین آکر
ادا کی سب کی رسمِ پیشوائی
بٹھایا لا کے آئین ادب سے
برابر تھا ہر اک سے لطف و اخلاص
ہر اک تھا شاد عشرت سے ہمدوش
ہوئے پھر بانیِ محفل سبک گام

قریب آئے جو وہ زینت وہ عرش
شہنشہ نے لیا آکر لب فرش

بصد لطف تکلم ساتھ لایا ہے
قدم پر گر کے ہاتھوں ہاتھ لایا

ملاست سے براہ پاکبازی ہے
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی

جبین پر چشم پر سر پر بٹھالا
ہر اک کو کرسی زر پہ بٹھالا

بہ تاب رونق انس محفل مین آئے
وہ نور آسا نگاہ و دل مین آئے

ہوئی وہ سر زمین ہمپایہ عرش
ہوا روشن برنگ کہکشان فرش

جو رخسار مقدس پر نظر کی
تو آنکھین کھل گئین شمس و قمر کی

جو باطن مین تھی وان حضار محفل
پھڑک اٹھے مثال دیدۂ دل

ہر اک کو اسطرح آئے نظر وہ
کہ خود ہر رنگ مین تھی جلوہ گر وہ

کوئی سر حلقہ و سردار سمجھا ہے
کوئی مردم کوئی اوتار سمجھا

کھلی اہل نظر کی چشم ادراک
کہ تھی کحل الجواہر پاؤن کی خاک

مبصر چشم دل کا نور سمجھے ہے
قریب دل دوئی سے دور سمجھے

نگاہ بزدلان مین ضیغم نر ہے
بچشم بزدلان مرد دلاور ہے

جنھین تھا حوصلہ جنگ و جدل کا
وہ سرکش کھا گئے دھوکا اجل کا

کسی کو نور قدرت کا گمان تھا
کسی دل کو نشان بے نشان تھا

سپہداران و شاہان زبردست
ہر اک تھا اپنے اپنے دھیان مین مست

شہنشہ آکے محفل مین پکارا
کہ اے خیل جوانان صف آرا

تونگر ہو غنی ہو یا گدا ہو
رئیس شہر ہو فرمان روا ہو

دھنک توڑے وہ ہو سیتا کے قابل
مثال آئینہ ٹھہرے مقابل

جسے جوشِ شجاعت ہو وہ آئے
کمان کو توڑ کر طاقت دکھائے

مجھے یہ امتحان مدِ نظر ہے
نہین فرق اس سخن مین بال بھر ہے

سُنا جب یہ تو سب کو آگیا جوش
سنبھل بیٹھے جوانانِ زرہ پوش

اُٹھا ہر اک براہِ کج ادائی
کمان پر سب نے کی زور آزمائی

ہر ایک پہ پیچ و خم گیسو کی صورت
نہ جنبش دے سکے ابرو کی صورت

مگر کس کس نے سرِ محفل مین ٹیکا
گرے فرشِ زمین پر کھا کے جھٹکا

گرے سر سے کیے جب پیچ پر پیچ
وہ جیغہ طرہ و دستار و سرپیچ

خجالت جب سرِ محفل یہ پائی
تو مانندِ کمان گردن جھکائی

بہ کثرت کسرتین کر کر کے لپکے
گرے خرمن پہ برق آسا تڑپ کے

چڑھا کر آستین کرنے لگے زور
فغان لب پر بہ تابِ قلزمِ شور

کمان مطلق ہوئی لیکن نہ خم وہ
نہ سر کی صورت ثابت قدم وہ

کیا پھر مشورہ آپس مین یکبار
کہ توڑین مل کے سب شاہانِ جرّار

جو چل جائے کمان پر بات اپنی
تو ہو بالا جہان مین بات اپنی

کمان کے توڑنے مین گو کہ شک ہے
ٹلے گر آبرو جائے ہتک سے ہے

خطا کچھ ہو نہ بختِ ناتوان سے
نہ سبکی ہو کہین قوسِ گران سے

یہ سنکر دس ہزار اُٹھے کماندار
جھکے قوسِ گران پر ملکے یکبار

گرے جھٹکے سے جو د فرشِ زمین پر
عرق تھا عارض و چشم و جبین پر

اُٹھے کیونکر وہ قوسِ آسمان رنگ
کہ سنگ اسکی گرانی کا تھا پا سنگ

وہ شیو کے دستِ اقدس کی کمان تھی
طویل و سخت و سنگین و گران تھی

کسی جاگہ مین وہ شیو کی بددعا سے
گری تھی اُڑ کے وان اوج ہوا سے

برنگ کوہ سخت آ کر پڑی تھی
کمان وہ سقف گردون کی کڑی تھی

شہ راون نے آ کر غائبانہ
کیا زور اُس کمان پر غائبانہ

سراسر سست دیا بازو کے شل
نہ ہرگز عقدۂ لاحل ہوا حل

ہوا از بس پشیمان وہ جفا کوش
تو بھاگا کشور لنکا کو خاموش

شہ عالم مخاطب ہو کے سب سے
پکارے بزم مین جوش غضب سے

اکڑ کر بل دکھانا رایگان ہے
یہ محفل مین نشان کسر شان ہے

کہان جاتا رہا سب جوش مردی
جو ہو پروردۂ آغوش مردی

اگر تم تند خو مثل صبا ہو
چلو بس ہو چکی محفل ہوا ہو

سمجھکر کیا ادھر تشریف لائے
برنگ تیغ کیا جوہر دکھائے

فروغ حسن پر مغرور ہو تم
چراغ صبح سان کافور ہو تم

سنا جب یہ تو سینون مین اُٹھا درد
ہوئے چہرے برنگ زعفران زرد

سری لچھمن اُٹھے جوش غضب سے
سری رگھنات سے پوچھا ادب سے

بدولت آپکے حاصل ہے وہ زور
کہ ہے جسکا میان بحر و بر شور

پے تسلیم ہے پشت جہان خم
ہلال آسا ہے قوس آسمان خم

اگر ہو مرضی اقدس تو جاؤن
جہان کو جلوۂ قدرت دکھاؤن

کمان کو توڑ کر پھینکون فلک پر
چڑھے لرزہ تن جن و ملک پر

سر ناخن پہ از راہ صفائی
اُٹھا لون صورت رنگ حنائی

جناب رام نے ہنسکر قضا را
دکھایا اپنے ابرو کا اشارا

دیے بوسے لب و چشم و جبین پر / رخ شفاف پر ابرو کی چین پر
میانِ گوشۂ پہلو دل آسا / اٹھا لا لطف سے دیکر دلاسا
ہوئے از بس خجل سردار محفل / پشیمان ہو گئے حضار محفل
رہا منی نے کمال نرمی سے / یہ فرمایا سری رگھناتھ جی سے
اٹھو اب باعث تاخیر کیا ہے / خموشی صورت تصویر کیا ہے
دھنک توڑو کرو سیتا کو بشاش / خوشی سے پردۂ قدرت کرو فاش
قدم چھو کر اٹھے رگھبر جو صفت سے / کھلی چشم تحیر ہر طرف سے
قریب قوس جب پہونچے سری رام / قدم نے دامن عنبر لیا تھام
دھنک کو توڑ کر پھینکا زمین پر / اندھیرا چھا گیا عرش برین پر
ہوئے آثار محشر مچ گیا شور / چھپے گوشون مین مرغ و ماہی و مور
درندے چھپ گئے سب جی چھپا کر / پرندے اڑ گئے اوج ہوا پر
پرندون کے اڑے ہاتھون کے طوطے / یکایک چونک اٹھے دریا کے سوتے
رخ خورشید پر زردی سی چھائی / قمر کے منھ پہ اڑتی تھی ہوائی
یقین تھا تختہ گردون پلٹ جائے / زمین شق ہو قمر دہشت سے گھٹ جائے
بدن مین دیوتا پھولے جز و کل / تو کی اوج ہوا سے بارش گل
پھڑک اٹھے جنک سیتا ہوئین شاد / خوشی سے خانۂ خاطر تھے آباد
یہ ہمراہ جلیسان حسب آئین / جناب جانکی محفل مین آئین
لباس نوعروسی زینت بر / بسا عطر و گلاب و مشک و عنبر
پہننے سے یہ زیور پر جلا کی / ہوئی بو مویون مین موتیا کی

مکٹ سر پر نشانِ ارجمندی — عیان ماتھے سے شانِ سربلندی
جنابِ رام کے قرب آ گئے فی الحال — بنھا دی پھول کر بھو لو نکی جیمال
ہوئے شادان دلِ ناشاد ہرسو — مچا شورِ مبارک باد ہرسو
سپہدارون نے جب دیکھا یہ عالم — غزال آسا چمن سے کر گئے رم
براہِ سرکشی دو چار بولے — اکڑ کر یون سرِ دربار بولے
نہین اندیشہ گر توڑا دھنش خیر — سیا لیجائین گے دیکھین گے تب سیر
کرینگے لڑ کے ان کو دل شکستہ — سیا کو لے کے تبلا دین گے رستہ
دھنک کا ہو گیا مضمون سب انجام — بگوشِ دل سُنو ذکرِ پرسرام
کوئی اقلیم ہندستان مین بن تھا — شگفتہ سربسر مثلِ چمن تھا
پرسرام اُس مین کرتے تھے عبادت — عیان چہرے سے آثارِ سعادت
صف افگن صف شکن صفدر صف آرا — شجاعت لوحِ رُخ سے آشکارا
پئے حفظِ خلائق کا رکن سے تھے — چراغِ خانۂ جمدگن مُن سے تھے
برائے قتلِ شاہانِ ستمگار — ہوا تھا جلوہ گر نورِ نرنکار
برہمن زادۂ و سرمایۂ ہوش — پئے عالم عطا پاش و خطا پوش
بنائے بخشش و سرمایۂ نور — عیان نورِ قدم سے سایۂ نور
شجاعت سے زمین سرباریا کی — کرخیل برہمن کو عطا کی
وہی پیش از ظہورِ جلوۂ رام — میانِ بحر و بر کرتے تھے آرام
کمان کے ٹوٹنے کا جب سنا غل — چلے جوشِ غضب سے بے تامُّل
خروشان آئے اُس بزمِ کمان مین — پڑا لرزہ زمین و آسمان مین

نگاہ وچشم کا دیکھا جو یہ رنگ
ہراک کا ہاتھ سے جاتا رہا ہوش
ہراک مثلِ صنوبر پا بہ گِل تھا
میانِ دیدہ اشک آسا تھمے تھے
جو برق آسا تبر محفل مین چمکا
ہوئے سکتے کے عالم مین صف افگن
متاع ہوش تھا شاہون کا تاراج
چھپے گوشون مین جاکر اہل توقیر
گریزان ہوگئے کچھ ہوکے بیدم
وہ شیر افگن جو حاضر تھے شہنشاہ
پرسرام آکے یون بولے غضب سے
سدا شیو کی کمان جس نے کہ توڑی
مناسب ہے وہ محفل سے نکل آئے
صف شاہان سے اُٹھکر یک طرف ہو
کہا شاہ جنک سے اے جفا کار
ترا نابود تخت و تاج کردون
مناسب ہے یہی اسے فتنہ ایجاد
اگر دشمن مرا محفل سے نکلے
جو بسوامتر نے دیکھی یہ تقریر

چھپے اہل نظر گوشون مین دلتنگ
ہوئے سکتے مین شاہان زرہ پوش
نہ پہلو مین جگر سینے مین دل تھا
برنگ نقش پا بے حس جمے تھے
قدم ٹھہرا نہ اک ثابت قدم کا
نہ تھا مطلق حواس جامۂ تن
کہین جیغہ کہین کلغی کہین تاج
عدو چلا کے بھاگے صورت تیر
ہوئے کچھ سہم کر شکل کمان خم
وہ بھاگے دُم دبا کر مثلِ روباہ
خطا سرزد ہوئی گستاخ ادب سے
سزا جو کچھ مین دون اسکو وہ تھوڑی
عبث حضار محفل پر خلل آئے
وہی تیر صعوبت کا ہدف ہو
کیا کیا فتنۂ محشر نمودار
جنک پر کو ابھی تاراج کردون
مٹا دون سلطنت کی بیخ بنیاد
غبار آسا دل بیدل سے نکلے
برنگ دل ہوئے آگر بنا گیر

کہا خیر اب کوئی طرز عطا ہو — کہ تم بخشندۂ جرم و خطا ہو
کہا یسادہ افسون ساز ہے کون — کمان توڑے وہ تیر انداز ہی کون
مجھے یہ فتنہ منظور نظر ہے — تبر میرا ہے اس سرکش کا سر ہے
سنے جب یہ کلام ہیبت انجام — ہوئے حاضر جناب لچھمن و رام
گذارش کی ادب سے اے نکوکار — نہیں شاہ جنک اسکا خطاوار
خدا کی صاحب تقصیر ہوں میں — بلاشک واجب التعزیر ہوں میں
مجھے جو چاہیے کہیے مہاراج — کہ ظل دامن دولت میں ہوں آج
سری لچھمن نے فرمایا عجب ہے — شکست قوس پر جوش غضب ہے
جنک کا پاس رگھناتھ جی کا — نہیں جرم آئین دونوں سے کسی کا
زبس تو بس کہن تھی زنگ خوردہ — پڑی تھی صورت بسمل فسردہ
کھچے تھے خود بخود گوشے کمان کے — جدا تھے بند بند اس ناتوان کے
جناب رام نے سہوا چھوئی قوس — کشیدہ صورت ابرو ہوئی قوس
بچی بار نقاہت سے جو ٹوٹی — اگر پیچ لچکیے سستی یہ چھوٹی
گران تھی زندگی سینے میں تھا جوش — ہوئی اب ناتوانی سے سبکدوش
نہیں ثابت ہے جرم آئین کسی کا — بہانہ ہوگیا رگھناتھ جی کا
مقام حیرت و جائے عجب ہے — عتاب بے سبب کا کیا سبب ہے
رہا ایام طفلی میں یہ عالم — کمانیں بارہا توڑا کیے ہم
نہ یوں لیکن کبھی برہم ہوئے آپ — نہ ہرگز ہمکنار غم ہوئے آپ
زیادہ توقیت اسمیں اگر تھی — سوا کچھ آپ کو مد نظر تھی

بصد جوشِ غضب بولے پرسرام
بڑے کو کچھ ادب مدِ نظر ہے
بظاہر خوشنما باطن مین ہے قہر
اکڑ کر بات مین لیتا ہے بل کی
متاعِ زندگانی ہو جو درکار
جنک اسکو ہٹا لیجاؤ یان سے
کہا لچھمن نے اے پیرِ خردمند
یہان آنکھون سے گویا دور ہو جائے
کہا دیکھو وہ پھر گرمِ سخن ہے
نہایت بے ادب ہے طفلِ گمراہ
مجھے سیدھا برہمن جانتا ہے
تبر وہ ہے کہ جس نے سر تراشے
مٹا کر راجپسانِ اہلِ کین کو
کیے رہ پیچ و خم سے داؤ کے ہاتھ
زمین کو یک صد و یکبار جیتا
نہین معلوم کیا اے شوخِ پُر فن
کہا لچھمن نے سب طاقت عیان ہے
شجاعت سے جہان مین آشکارا
شجاعت چینِ ابرو سے عیان ہے

کہ ہین برگشتہ اِن دونون کے ایام
مگر چھوٹا بنا ہے شور و شر ہے
سبوئے زرین ہو جس طرح سے زہر
مگر خواہش ہے پیکانِ اجل کی
نظر سے دور ہو جائے گنہگار
یہ عاجز ہے متاعِ جسم و جان سے
بس اب آپ اپنی آنکھین کیجیے بند
بصر مثلِ شبِ دیجور ہو جائے
ابھی تک ہر ادا مین بانکپن ہے
نہین شاید مری طاقت سے آگاہ
تبر مطلق نہین پہچانتا ہے
عقابِ موت ہے شہپر تراشے
کیا صاف اِس نے دامانِ زمین کو
تراشے پر سہسرباہُو کے ہاتھ
نہ چھوڑا کوئی بدکردار جیتا
کہ نسلِ چھتری کا ہون مین دشمن
نہین کچھ احتیاجِ داستان ہے
کہ خود نادر کو ہے تقصیر مارا
دلیری تندیِ خو سے عیان ہے

به آن مشک است وصف خود ببوید
مگر برعکس او عطار گوید

ہوا ثابت زبانی سے فقط بل
جو گرجین گئے وہ کیا برسین بادل

سنے جب یہ کلام عبرت انجام
تو خورشید غضب آیا لب بام

تبر بجلی سا چمکا یا کڑک کے
کہا یون صورت آتش بھڑک کے

جبنک اسکی نگاہ شر تو دیکھو
جبین پر چین ہے تیور تو دیکھو

بہت کی درگذر مین نے پر افسوس
جدا ہوتا ہے دم بھر مین سر افسوس

مری ہرگز نہین ثابت ہے تقصیر
قضا ہے اسکی طوق آسا گلوگیر

اسے خود خواہش جام اجل ہے
سخن گویا یہ پیغام اجل ہے

مروت سے ہے نہین مجکو کسی کی
فقط خاطر ہے بسوامترجی کی

انھین بھی ہے طریق مکر و فن یاد
کیا خوب اپنے شاگردون کو استاد

عجب ہے انکی تعلیم ادب ہو
بشر وہ باعث رنج و تعب ہو

مبدل صورت آہن نہو جائے
ملے پارس سے پر کندن نہو جائے

سری بھیمن قضا را مسکرائے
پرسرام اور بھی غصہ مین آگئے

کہا اتبک وہی بل ہے وہی بات
وہی چتون وہی تیور وہی گھات

مجھے در پردہ ہنستا ہے یہ گستاخ
قلم سر اسکا ہوگا صورت شاخ

بڑھاتا ہے یہ اک جوش تعب اور
سوا ہوتا ہے رہ رہکر غضب اور

جناب رام سے بولے کہ اے رام
برادر ہے تمھارا سخت ناکام

شریر و بے ادب سرکش ہے بھائی
مگر یہ کالۂ آتش ہے بھائی

اشارہ آنکھ سے پاکر تمھارا
ہوا اُس کو سخنگوئی کا یارا

تمھاری ذات سے سارا یہ شر ہے
یقین مجھکو یہ نقش کالحجر سے ہے

کہار گھنا تھ نے ابھی خرد سے ہے
خطا لچھمن کی مجھ پر شد و مد سے ہے

کرے سے کوئی ہو سکتا نہین گرم
کہ آہن شعلۂ آتش سے ہو نرم

سہ نو کج او اگر دون یہ جب سے ہے
نہین گنجایش راس و ذنب سے ہے

مہاراج اب عنایت کی نظر ہو
برادر کی خطا سے در گذر ہو

برہمن آپ ہین اے صاحب جود
پرستش سے ہین حاصل ہی بہبود

سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش
کھلے مثل ستارہ دیدۂ ہوش

نظر آیا جمال قدرت خاص
بڑھا سینہ مین جوش لطف و اخلاص

کمان اپنی عطا فرما کے بولے
براہ راستی شرما کے بولے

جھکے گر یہ تو شکل رفع شک ہو
ترد صفحۂ خاطر سے حک ہو

کمان سمٹی وہ مثل جبین بستر
کھیا رو وہ برنگ تار مسطر

ہوا ثابت کہ ہے نور نرنکار
عیان ہے پردۂ عالم مین اوتار

بڑھی الفت گھٹا جوش غضب وہ
قدم چھو کر ہوئے رخصت طلب وہ

تن شاہ جنک مین آگئی جان
ہوئی مشکل ہوا خواہو نکی آسان

برنگ غنچہ دل پھولا بغل مین
سری سیتا ہوئین داخل محل مین

شہنشاہون کے رنگ رخ ہوئے فق
کلیجے خنجر غم سے ہوئے شق

جو دیکھی محفل برخاستہ وہ
اٹھے محفل سے دل کم داشتہ وہ

مہامن اور جناب لچھمن و رام
گئے خیمے کو باصد عزّ و اکرام

نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو شعر الفائے شرط شکستگی کمان و بشارت تقرر شادی مسرت عنوان

سری رگھبر بہم ہو یاری بخت
برنگ باغ ہے کاغذ زر افشان
شہنشاہ جنک نے ہو کے مسرور
کہا تیاری بزم طرب ہو
جو ہون آ کر شریک میہمانی
بنوک خامۂ عنبر شمامہ
کہ اے سر حلقۂ شاہان عالم
سپہر ارجمندی دانش آگاہ
مہاراج الدھراج آسایش خلق
تمھین وہ شوکت شاہی بہم ہے
اگر گرمی پہ ہو تیغ شرربار
دو ہو ابر تبر سے بارش خون
مجھے اک عہد منظور نظر تھا
سدا شبھو کا دھنش توڑے جو ذیجاہ
خلائق بھر کے یہ ارادے ہوئے جمع

کرون مین طے سخن کی منزل سخت
قلم ہے صورت طاؤس رقصان
بلا کے جملہ سرداران مشہور
دیا جلسۂ شاہانہ سب ہو
کرو تم چشم و سر گر قدردانی
بدین مضمون لکھا دسرت کو نامہ
کرم بخش جہان و جان عالم
فلک حشمت فلک شوکت فلک جاہ
بنائے بخشش و زیبایش خلق
کہ پشت آسمان طاعت کو خم ہے
تو ہو ہنگامۂ محشر نمودار
پکارے الامان جلاد گردون
جو لوح دل پہ نقش کالحجر تھا
کرون دختر کی شادی حسب دلخواہ
پتنگے اڑکے آ پہونچے پے شمع

ہجوم جملہ شاہان سرافراز ہوا یان شرکت محفل مین ممتاز
ہر اک آنے کی مقدار آزمائی سر ہو تو کسی جنبش نہ پائی
ہوا مطلب نہ کچھ جب شور و شر سے گرے مردم سب اشک آسا نظر سے
لئے دیدار لطف محفل عام ہوئے یان جلوہ افگن لچھمن و رام
اشارہ پاکے بسوامترجی سے دکھائی قدرت اک فرط خوشی سے
کہ یعنی رام نے توڑا کمان کو ہوئی جنبش زمین و آسمان کو
مجھے شادی رقیبون کو ہوا غم رہا ثابت مرا عہد مصمم
بہم ہے جملہ سامان طرب ناک فقط ہے انتظار مقدم پاک
مع خیل و حشم تشریف لاؤ بہار جلوۂ درشن دکھاؤ
مین ہون اک بندۂ ارکان دولت بدل وابستۂ دامان دولت
ملے مجکو رسوخ ارجمندی بہم ہو خاک پا سے سربلندی
تمنا ہے مری مقبول ہو عرض کہ ہے انجام شادی واجب و فرض
بطرز مختصر مضمون خط ہے تامل آمد آمد کا فقط ہے
برائے حاصل گنج مقاصد چلا سوے اودھ خط لیکے قاصد
اڑا وہ تیز رو مانند صرصر دکھایا جلوۂ بال کبوتر
شہنشہ نے خبر سنکر بلایا میان بزم سلطانی بٹھایا
پڑھا جب نامۂ سلطان عادل منور ہوگیا کاشانۂ دل
ہوئی روح روان کو تن مین تنگی خوشی سے تن کو پیراہن مین تنگی
ملکو ارکان شاہی کو بلایا خط شادی سر محفل سنایا

دعا دی ہو کے خوش دسرت نے
کہا لفظِ مبارکباد سب نے
دیا قاصد کو شہ نے خلعتِ زر
عقیق و نیلم و الماس و گوہر
جوابِ نامہ دیکر حسبِ دستور
کیا رخصت وہاں سے شاد و مسرور

راجہ دسرت کا مع سامان برات جنک پور میں آنا اور چاروں بیٹوں کا بخوشی تمام بیاہ کرکے ملک اودھ میں پھر جانا

رہے ہر دم خیالِ جانکی ناتھ
تصور میں لگے خاکِ قدم ہاتھ
رواں ہے توسنِ فکرِ رسا ہو
کہ میدانِ مضامین زیرِ پا ہو
رقم وہ لفظ نو ایجاد ہو جائیں
انھیں آنکھوں سے سب کے صاد ہو جائیں
وہ درج اس میں ہوں مضمونِ حمیدہ
کہ پھڑکیں ناظرین مانندِ دیدہ
بہارِ جاوداں آئی چمن میں
نہ گل پھولے سمائے پیرہن میں
درِ شبنم کا تن پر سج کے گہنا
لباسِ ارغوانی گل نے پہنا
لیے عطرِ حنا سے جامۂ گل
معنبر تھی سراسر زلفِ سنبل
عروسِ سبز کی دیکھی جو پاکی
فلک نے چادرِ شبنم عطا کی
چٹکنا غنچۂ رعنا گئے بھول
چمن میں کھل کھلائے پھولکر پھول
ہر اک جانب بہارِ جانفزا تھی
خرامِ ناز میں بادِ صبا تھی
زمیں سے آسماں تک تھی مچی دھوم
نہ تھا باغِ جہاں میں کوئی مغموم
فراخی تھی دلِ چرخِ کہن میں
گئی تنگی حسینوں کے دہن میں

بحکمِ شہ منادی نے ندا کی
کہ ہے یہ موسمِ ہنگامِ شادی

بجوشِ دل ہر اک محوِ طرب ہو
عروسِ خرمی سے لب بہ لب ہو

سرانجامِ طرب ہو جس کو درکار
وہ ہو ارکانِ دولت سے طلبگار

رعیت نے بے تعمیلِ احکام
بپا کی بے تامل عشرتِ عام

بہ آئینِ بہین وارجمندی
میانِ شہر کی آئینہ بندی

در و بام و در داق و طاق و روزن
کیے رنگین برنگِ صحنِ گلشن

منقش سب مکان و شہر و بازار
جہان تھا جنسِ عشرت کا خریدار

مکانون سے عیان شانِ لطافت
دکانین رنگین کانِ لطافت

سجی چھت پردۂ دیوارگیری
بہم ہر جا پہ سامانِ امیری

درون مین پردۂ سنجاب پرزر
مثالِ پردۂ چشمِ منور

خجل لطفِ نگارستان چین ہو
خجالت سے حلب چین بر جبین ہو

جوان و پیر و معصوم و زن و مرد
ہر اک تھا شاہدِ عشرت کا ہمدرد

پیے مہمانیِ اربابِ دعوت
بہم تھا ہر جگہ اسبابِ دعوت

جا بہ جا بجا تھا راگ کا رنگ
بدل تھا مطربِ پیرِ فلک تنگ

رباب و ارغنون چنگ و چغانہ
وہ بربطِ عشرت افزاے زمانہ

کوئی مائل تھا گلگشتِ چمن پر
کوئی راغب بہارِ انجمن پر

کسی کو دخترِ انگور کی تاک
کسی کو دیدۂ مخمور کی تاک

کہین نغمہ ترنم اور کہین تان
خوشی کی دھن کسی کو عیش کا دھیان

کسی کو فصلِ گل مین جوشِ مستی
کوئی آمادۂ عشرت پرستی

کوئی پردہ نشین در پردہ ساز — بیان سوز کرتی تھی بصد ناز
غرض سب نے اپنے دھیان مین مست — بموجب شعر استاد زبردست
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد
لکھون گر سب بیان جشن معقول ہے — برائے عرض مطلب ہو کتھا طول ہے
مگر ہے مختصر مین لطف دونا ہے — ز خروار سخن مشتے نمونہ
گلستان جہان مین غنچۂ دل — شگفتہ ہو گئے مثل عنا دل
شہنشہ نے برسم خسروانہ — کیئے چارون طرف قاصد روانہ
پیام الفت و اخلاص بھیجے — تحائف بہر خاص الخاص بھیجے
غریب و اہل زر کو مژدۂ عام — سرافرازون کو خط شاہون کو پیغام
کمال شوکت و جاہ و حشم سے — ہوئے سب جلوہ گر خیل و خدم سے
بچشم و سر چلے سُن سُن کے پیغام — ہوا ملک اودھ مین مجمع عام
شہنشہ نے براہ سرفرازی — دکھایا شیوۂ مہمان نوازی
کسی کو دیدۂ سر پر بٹھالا — کسی کو مسند زر پر بٹھالا ہے
کیئے دست کرم سے گنج تقسیم — کسی کو زر کسی کو گوہر و سیم
بردریا احسن و وقت ہمایون — چلا سلطان برنگ سیل جیحون
روان تھے صورت بحر روان تخت — طلائی نقرئی گوہر فشان تخت
سراسر خوشۂ یاقوت و الماس — گلون کی نقرئی پھولون مین بو باس
عجائب تخت تیلی کے وہ دلکش — کہ پتلی چشم مردم کی ہوئی غش
وہ آرائش تھی اک آرائش شہر — وہ بالا جس سے تھی زیبائش شہر

کھلا تھا منزلون تک تختۂ باغ　فلک کو عالم حسرت سے تھا داغ
سوارانِ دلاور گرز بر دوش　پیادے برق رفتار و زرہ پوش
سجے فرطِ طرب سے تن پہ ہتھیار　مغرق طرۂ و سرپیچ و دستار
فرس سرمایۂ چابکتری سے تھے　صبا چلنے مین اڑنے مین پری تھے
تڑپ مین برق تابان سے نہ تھا فرق　سراپا بحر زرق و برق مین غرق
سواری جب چلی شاہِ جہان کی　ادب سے جھک گئی پشت آسمان کی
بجاہ و حشمت و شان تجمل　جلو مین جملہ شاہانِ جز و کل تھے
بھرت اور سترہن با خوشنمائی　سوار فیل ہودج دونون بھائی
نظر آیا جو یہ سامانِ شادی　خوشی سے پیر گردون نے دعا دی
ہمیشہ در جہان باشی با قبال　جوان بخت و جوان دولت جوان سال
ہجوم جملہ خلقت فرحت اندوز　بشستہ ٹھاٹھ پر اپنے جلوہ افروز
چلا سب لشکر شاہی بصد جاہ　روان منزل بمنزل صورت ماہ
برات آئی جو نزدیک جنک پور　ہوا شاہِ جنک بشاش و مسرور
رئیس و جملہ سرداران نامی تھے　ہوا خواہ و مشیر و اہتمامی
وزیر و مرشد و دانا ستانند　امیر و اہلکارانِ خردمند
سبھون کو بہر استقبال بھیجا　بجاہ و حشمت و اجلال بھیجا
ہوئی جب آمد آمد شہرۂ عام　لیے جا کر جنابِ لچھمن و رام
جھکایا سر کو آئین ادب سے　ملے درجہ بدرجہ جا کے سب سے
نگاہ نے پایا نسخۂ نور　پھڑک اٹھا بر تابِ چشم مخمور

دلیے بوسے زنخدان و جبین پر | لب و رخسار اور گیسو کی جبین پر
منگا کرشنہ نے خوش رفتار رہوار | کیا بس جیت و چابک انکو اسوار
فرس تھے یا شمیم روح پرور | نسیم صبح یا بوئے گل تر
چھلاوہ تھے پری تھے یا ہوا تھے | فرس کہنے کو پر کیا جانے کیا تھے
ملے رستے مین بسوامتر جا کر | تو شہ نے ڈنڈوت کی سر جھکا کر
سر تخت روان پر لا بٹھالا | کیا رتبہ سرافرازون سے بالا
خبر جس دم ہوئی آوازۂ گوش | کہ آئے جملہ شاہان زرہ پوش
عزیز و اقربا کو لے کے ہمراہ | جنک نے پیشوائی کی بصد جاہ
برات آئی در شاہ جہان پر | تجلی تھی زمین و آسمان پر
ہوا ایسا فروغ شمع کا نور | کہ فانوس فلک تھی جس سے بے نور
ہزارون نیچشاخے جلوہ آرا | کھلا تھا باغ عالم مین ہزارا
جھمکتی تھی وہان چشم حسد کل | فلک پر مشعل خورشید تھی گل
چھٹین جب چرخیان گھبرا گیا چرخ | برنگ چرخ چکر کھا گیا چرخ
رخ خورشید پر زردی سی چھائی | اڑی مہتاب کے منھ پر ہوائی
پشیمان ہو گئے سیارۂ چرخ | دھوئین سے بھر گیا غبارۂ چرخ
گلون سے تھی بہار لالہ ہر سو | دوان تھے شعلۂ جوالہ ہر سو
نظر آئے جو نخل سر زمین پھول | فلک گلزار انجم کو گیا بھول
جنک نے رسم دروازہ ادا کی | دلون کو فرحت تازہ عطا کی
میان رقبۂ گھر جنک پور | مکان اک تھا قریب مطلع نور

اُسی مین میہمانون کو اُتارا
رہے وان حسبِ دستورِ سلف وہ
کیے حاضر جنک نے تحفۂ عام
ہزارون خوان حلوائے معطر
ہزارون لولیان صاحبِ ناز
لگین گت ناچنے وہ اہلِ دایہ
جہان کو صحبتِ عشرت بہم تھی
وزیرِ شاہ نے فرطِ طرب سے
مبارک روز دل افروز ہے آج
گھڑی اچھی لگن اچھی دن اچھا
عروجِ آفتابِ برتری ہے
سُنی جب یہ نویدِ روح پرور
ہوئے سب برمحل داخل محل مین
ہوا چرچا یہ خیلِ دیوتا مین
بشر بن بن کے از بہرِ تماشا
بریخ و بشن و سنکادو مہا دیو
اگن تھے اندر تھے جم تھے برن تھی
وہ کُنر جچھہ گندھرب اپسرا سب
عطارد مشتری مریخ و زہرہ

ہوئے شاہان نامی جلوہ آرا
ہوا گھر غیرتِ برجِ شرف وہ
لذیذ و دلپسند و پختہ و خام
نفیس و خوشگوار و روح پرور
ہوئین محوِ ترنم حسبِ انداز
کہ زہرہ غش ہوئی اوجِ سما پر
سبے عاشق مگر ہر تال سم تھی
دعا دسرت کو دی آکر ادب سے
ادائے رسمِ بیاہ نور سے مہاراج
تھی اچھی ساعت اچھی ہے چھِن اچھا
قرانِ ماہتاب و مشتری ہے
براتی آئے سب قصرِ جنک پر
گئے سیارہ سان برجِ حمل مین
کہ ہے جشنِ طرب دولتسرا مین
ہوئے وان جلوہ افگن بے تحاشا
ہوئے شریک سب رونق فزا دیو
شریکِ انصرام و کار رکن تھے
ہوئے رونق دہِ دولتسرا سب
مہ و مہر آئے سب سن سن کے شہرہ

ستارے جملہ آئے بہر تسلیم
وبے بھانو رجناب رام بیٹھے
سری سیتا کو پھر بٹھلا دیا پاس
ہوئی حاصل عدو کو رو سفیدی
مزہ تھا لائق دیدہ اس جگہ کا
پرستش کیلیے حاضر تھین فی الفور
ہوئی جس جس کی مورت کی ضرورت
سیا کو رام سے بیاہا جنک نے
غرض اک اور تھی دختر شہنشاہ
کوئی کس کیت تھا شہ کا برادر
جنک نے رسم و دستور کہن سے
حقوق رسم شادی سب نے پائے
جو دیکھے ایک جا چار دن دلاور
بشسٹ آئے حضور شاہ نامی
بہم گو جملہ سامان طرب ہے
بصد شادی اجازت دیجیے آپ
جنک بولے کہ اے سرمایۂ ہوش
نہین مین عہدہ برا انکے کرم سے
بیان کب ہون صفات گرمجوشی

فلک حاضر ہوا خود لیکے تقویم
ادب سے جملہ خاص و عام بیٹھے
خواصین تھین لیے پیش و پس و راس
بنائی اٹھکے برہما جی نے بیدی
کہ جو گھٹ کے عوض بیٹھین تھین گنگا
سری گنیت سری درگا سری گور
ہوئی پیش نظر صاف اسکی مورت
مبارک ہو کہا پیر فلک نے
سر دست اسکا لچھمن سے کیا بیاہ
تھین اسکی دختریں دو نیک منظر
انھین بیاہا بھرت اور سترہن سے
بصد دریا دلی گوہر لٹائے
شہنشہ نے کیے موتی نچھاور
کہا اے فخر شاہان گرامی
پر اب شاہ اودھ رخصت طلب ہے
مناسب ہے کہ رخصت کیجیے آپ
شہنشہ ہین عطا پاش و خطا پوش
سرافرازی ہوئی خاک قدم سے
قلم کے لب پہ ہے مہر خموشی

کرم بخشی سے خود جلوہ دکھایا — عطا کی آبرو رتبہ بڑھایا
لیے رخصت نہ مجھسے تکرار کیا ہے — مطیع حکم کو انکار کیا ہے
ہوئی تیاری رخصت محل مین — لیا مادر نے سیتا کو بغل مین
ہر اک سو تھی بپا فریاد و زاری — جگر مین سوز اشک آنکھون سے جاری
کیا سکھیاں مین سیتا کو اسوار — بندھا تھا آنسوؤنکا حشر تک تار
جہیز اتنا دیا شاہِ جنک نے — نہ دیکھا تھا کبھی چشمِ فلک نے
ہزارون طاقہ کمخواب و اطلس — حریر و قاقم و سنجاب و اطلس
ہوا دار و فرس فیل و عماری — روش سے ہو خجل بادِ بہاری
پرستار و خواصانِ خوش اخلاص — سپاہی ہمنشین و ہمدم خاص
دمِ رخصت براہِ مہربانی — شہ دسرتھ نے کی گوہر فشانی
کیے جوڑے ہزارون شہ نے تقسیم — دیے الماس و یاقوت و زر و سیم
لٹائے اسقدر انبار گوہر — کہ سستا ہو گیا بازارِ گوہر
جہیز اُٹھا یکایک مچ گیا غل — چلے شادان براتی با تجمل
زبانون پر صفات قدردانی — جنک کی یاد تقریر زبانی ہو
غرض سب فوج و شاہان ہوا خواہ — اودھ مین ہو گئے داخل بصد جاہ
سیا کو قصرِ شاہی مین اُتارا — محل کا ہر محل چمکا ستارا
ہوئین دلشاد ملکہ مادرِ رام — ہوئی حاصل دلونکو عشرتِ عام
رہے چارون برادر شاد و خرم — انیس و محرم و ہمراز و ہمدم

شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچندر کیواسطے سلطنت اودھ تجویز فرمانا اور بن باس ہونا راجہ رامچندر کا بوجہ رانی کیکئی کے

سدا نام سیاپت برزبان ہو
بہم نقد نشاطِ جاودان ہو

زبس پیر فلک ہے فتنہ پرور
کہ ہے اُس کا خمیر کینہ و شر

ازل سے تفرقہ پرداز ہے چرخ
پئے دو دل یہ افسون ساز ہے چرخ

ہزارون کے مٹائے گھر فلک نے
دیئے مثل صبا چکمہ فلک نے

گلون کے حق مین ہے یہ صورت خار
نہین لطف و محبت کا روادار

جہان کو اسکی گردش سے خلل ہے
کہا گویا یہی ضرب المثل ہے

کہ جب سے رام و سیتا کا ہوا بیاہ
دلِ گردون کو گردش کی ہوئی چاہ

یہ تھا اندیشۂ چرخِ سیہ مست
کہ ہاتھ آئے کوئی پہلو سر دست

مگر جوئندہ یابندہ جو ہے نقل
نکالا تفرقہ اک از رہِ عقل

کہ پہنے ایک دن نارد قضارا
ہوئے مالک اودھ مین جلوہ آرا

لباس زعفرانی زینتِ دوش
سراپا دانش و سرمایۂ ہوش

صدائے بین فریب نکتہ بینان
پسندیدۂ گوشِ حسینان

نوید آمد آمد جب کہ پائی
جناب رام نے کی پیشوائی

خوشی سے اپنی محفل مین جگہ دی
بٹھا لا آنکھ پر دل مین جگہ دی

کہا نارد نے اسے سرمایۂ ہوش
کیا قولِ کہن شاید فراموش

ہوا ہے جب سے عالم مین اوتار — نہین ابتک کوئی صورت نمودار
مخالف بر سر طیش و تعب ہین — ہجوم دردمندان جان بلب ہین
فروغ قدرت کامل عیان ہو — یہ بیچارگان مشکل آسان ہو
کہا وعدہ وفا بیشک کرینگے — حروف غم دلون سے حک کرینگے
کلام دلنشین کہہ کے سخن بارے — سری نارد قدم چھو کر سدھارے
تہان اک دل مین امر دلنشین تھا — یہ آنا خالی از علت نہین تھا
روایت ہے یہ شہ دسرت کسی روز — ہوئے تخت شہی پر جلوہ افروز
ہجوم بندگان بادشاہی — کھڑا تھا سامنے با صد مباہی
خیال زینت کاکل جو آیا — مقابل رخ کے آئینہ منگایا
سفید آنے نظر کچھ تار کاکل — سراپا سرد تھا بازار کاکل
جھلک دیکھی جو مثل تار نفیش — مکدر ہو گیا آئینۂ عیش
دل الجھا حلقۂ گیسو کی صورت — شکن دل مین پڑی ابرو کی صورت
خیال آیا تصور مین کہ افسوس — نہال نوجوانی پر پڑی اوس
یہ تاج و تخت شاہی رائگان ہی — چمن مین آمد فصل خزان ہے
بہار کاکل مشکین ہے کافور — بنا مرمر کے مرمر سنگ بلور
شب گیسو مبدل ہے سحر سے — مسافر غافل ابتک ہے سفر سے
مناسب ہے کہ بخشون رام کو راج — کہ ہین وہ فی الحقیقت لائق تاج
رہون مین گوشۂ دنیا مین دلگیر — کرون کچھ توشۂ عقبیٰ کی تدبیر
بشست تکیہ مین اسکے پاس جا کر — سنایا راز دل گردن جھکا کر

کہا رکھ نے زہے قسمت زہے بخت
مبارک روز ہین فرخندہ ایام
سُنا جب یہ تو رکھ کو لیکے ہمراہ
یہ فرمایا وزیر نکتہ بین سے
کہ کل ہو گا ظہورِ قشقہ رام
سُنا جب حکم شاہ بحر و بر سے
بہ تجویز وشسٹ اہل اور اک
تمامی تیرتھون کے جل منگا کے
وہ زینت دی مقامِ تخت گہ کو
ہوئے خوش باش عالم مین جز و کل
تلک کا شور و غل گردون تلک تھا
مچی ہر کوچہ و بازار مین دھوم
خوشی تھی سب کو تو دولتسرا مین
خیال آیا کہ ہو گر رام کو تخت
سُنہ راون کرے خلقت کو تاراج
جناب سرستی جی کو بلایا
کہا گر رام یان شاہی کرینگے
نمایان ہو کوئی تدبیر کامل
نہ پہنین رام تاجِ پادشاہی
اگر بخشو جناب رام کو تخت
کرو سامان شادی کا سرانجام
سوِ دولت سرا آیا شہنشاہ
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین سے
طلوعِ صبح تک سب ہو سرانجام
ہوئے وہ مستعد سب چشم و سر سے
منگایا جملہ سامانِ طربناک
ہر اک صحرا کے پھول اور پھل منگائے
ہوئی حیرت نگاہِ مہر و مہ کو
سب اپنے تن مین پھولے صورتِ گل
یہ ذکر آویزۂ گوشِ فلک تھا
ہوئے شادان جوان و پیر و معصوم
تردد تھا ہجومِ دیوتا مین
کرین شورش و تیانِ سیہ بخت
جہان ہو گردشِ گردون سے محتاج
مفصل مطلبِ خاطر سُنایا
اسیرِ بد دعا کیونکر ترسینگے
شگفتہ جسکی ہو ہر غنچۂ دل
سحر کو جانبِ صحرا ہون راہی

سُنی جب سرستی جی نے یہ گفتار
میان رتبہ شہر دلاویز
زمانہ کو حسد کچھ نہین کام
جدہر دیکھو حسد کے جنگ و دنگے
کنیز کیکئی اک تھی بدانجام
مہارانی نے کی عقل اسکی زائل
جو نکلی بے حجابانہ محل سے
ہر اک جانب ہے بزم عشرت عام
سراپا بحر حسرت مین ہوئی غرق
مثالِ دیدۂ مردم بھری وہ
کہا رانی سے اے جانِ شہنشاہ
بھرت کو تُنے منزل سے نکالا
ملے گا رام کو اورنگ شاہی
خبر کوچہ بکوچہ مشتہر ہے
نہو سلطان یہ ہرگز برسر ناز
بباطن شہ ہے کوشلیا پہ مائل
اُسی کا ہے فریب و مکر و نیرنگ
غضب سے کیکئی بولی کہ بدبخت
بھرت اور رام ہین سو دل سے پیارے

گئین ملک اودھ مین چار ناچار
نظر آئی بہارِ فرحت انگیز
ہر اک دل سے ہوا خواہ سر رام
چراغستان کا عالم ہر طرف ہے
سیہ کار و سیہ دل منتھرا نام
ہوئی سیر و تماشا پر وہ مائل
تو دیکھے جشن سلطانی کے جلسے
زبان زد ہے نوید تشقۂ رام
چلی نارِ غضب مین پاسے تا فرق
زمین پر خود سرشک آسا گری وہ
نہین تو مرضی سلطان سے آگاہ
غبار آسا تہ دل سے نکالا
بھرت پر ہوگا آنا تباہی
ظہورِ تشقہ ہنگام سحر ہے
یہ ہے سب ظاہری اُلفت کا انداز
دل دانا ہے طوق آسا حمائل
کیا لخت جگر کو زیب اورنگ
زبان سے کیا نکالا کلمۂ سخت
برابر ہین مری آنکھو نکے تارے

بھرت سے رام کو الفت بڑی ہے ۔ نظر چشم تصور مین لڑی ہے
بڑھے گا آستان بوسی سے پایہ ۔ بڑھے گا دامن دولت کا سایہ
اگر ہون مالک افسر پہ رام ۔ تجھے حاصل ہو پھر اعزاز و اکرام
بھرت کو ہو حصول ارجمندی ۔ ہم ہو افتخار و سربلندی
زہے قسمت زہے تقدیر یاور ۔ کہان ہے قوت بازو برادر
یہ سنکر منتھرا بولی کہ ہیہات ۔ حماقت کی جو کچھ تم نے کہی بات
برا تم نے مری باتون کا مانا ۔ نہین شاید کہ نیکی کا زمانہ
کوئی شہ ہو کوئی ہو اہل اکرام ۔ تجھے اپنی پرستاری سے ہی کام
کنیزی چھوڑکر رانی نہو نگی ۔ جہان مین آپ کی ثانی نہو گی
تم اب سمجھو نہ سمجھو دل کے شک سے ۔ ادا مین ہو چکی حق کے نمک سے
کرو بہتر جو اپنے حق مین جانو ۔ صلاحاً کہدیا مانو نہ مانو
برادر سا کوئی دشمن نہین ہے ۔ ملے موقع تو مار آستین ہے
خصوصاً جب گھڑی ہو صاحب تاج ۔ برادر کو کرے عالم مین تاراج
کہان کی رسم کیسی آشنائی ۔ خوشی کی بات ہے بھائی نہ بھائی
اگر سمجھے شریک حصہ مال ۔ کرے مثل حنا قدمون سے پامال
سنے جب یہ کلام آشنائی ۔ ہوئی دل کو ہوا سے کج ادائی
کہا تب منتھرا نے با دل زار ۔ کیے تھے شاہ نے دو تم سے اقرار
مناسب ہے کہ آج اصرار کیجے ۔ وفائے وعدہ پر تکرار کیجے
سری رگھبر کرین صحرا مین آرام ۔ بھرت یان بادشاہی کا کرین کام

سنے جب یہ کلام وحشت انگیز ‌ ‌ زبس نار حرارت ہو گئی تیز
تب رقت سے پیراہن کیا چاک ‌ ‌ برنگ برگ گل دامن کیا چاک
کھلے گیسو پریشان مثل سنبل ‌ ‌ ہوئی محو فغان مانند بلبل
گری ذرّے کی صورت بر سر خاک ‌ ‌ بنی زہرہ سے مریخ غضبناک
ہوئی جب ظلمت شب آشکارا ‌ ‌ ہوا سلطان محل مین جلوہ آرا
نظر آیا عجب اک عالم ہو ‌ ‌ خزان کی گلشن ایوان مین تھی بو
کہ بیٹھی کیکئی با صد دل زار ‌ ‌ زمین پر تھی برنگ نقش دیوار
غبار گرد خاکستر سے تن مین ‌ ‌ مثال مہر تابان سے گہن مین
شہنشہ نے جو دیکھا حال بانو ‌ ‌ ہوا فرط الم سے سر بزانو
ہوا یون جوش رقت سے سخن ساز ‌ ‌ ستایا کس نے اے سرمایۂ ناز
قسم ہے رام کی مانگے جو پیاری ‌ ‌ ابھی بخشون براہ انکساری
اگر روح روان مانگے تو بخشون ‌ ‌ متاع جسم و جان مانگے تو بخشون
کسے مارون کسے بخشون زر و گنج ‌ ‌ کرون کس کو اسیر حلقۂ رنج
کسے دون رتبۂ فرمانروائی ‌ ‌ کسے دون قید کلفت سے رہائی
کرون مثل حنا پامال کس کو ‌ ‌ کرون دولت سے مالا مال کس کو
کہا تب کیکئی نے با دل زار ‌ ‌ کیے تھے آپ نے دو مجھ سے اقرار
یہی بس آپکی خدمت مین ہے عرض ‌ ‌ وفاے وعدہ اب ہے واجب الفرض
بھرت ہون زینت اورنگ شاہی ‌ ‌ بہم ہو رتبۂ عالم پناہی
جناب رام جائین بہر گلگشت ‌ ‌ رہین چودہ برس آوارۂ دشت

نہ ہرگز پاس خاطر سے رہین پاس
سُنا جب یہ سخن غارتگر ہوش
گرے سبزہ کی صورت بر سرِ خاک
کہا رو رو کے لے سرمایۂ شہ
نہین ہر رام کو کچھ خواہش تاج
انھین پروا شہنشاہی کی کیا ہے
فلک ہے اُنکے آگے دست بستہ
مرادم ہے فقط اک اُنکے دم سے
یہی گر تجکو منظور نظر ہے
بصد آئین واندازِ شرافت ؎
خوشی سے پادشاہی کا کرین کام
سوا اِسکے ابھی کچھ سن نہین ہے
وہ ہین ناواقف گرمی و سردی
کہان پاے حنائی مثل گل نرم
مناسب ہے کہ اس سے درگذر تو
کرون رخصت انھین کیونکر مین انجان
کہا اُس نے براہ اعتراضی ؎
زبان شہ بدل سکتی نہین ہے
صداقت کے سبب عرشِ بریں ہے

برنگِ بوے گل بن مین کرین باس
شہ دسرت ہوئے از خود فراموش
گریبان کثرتِ غم سے کیا چاک
سخن کس طرح کا لائی زبان پر
وہ کب فرمانروائی کے ہین محتاج
قدم کو رتبۂ ظلِ ہما ہے
زمین ہے اک مطیع دستِ بستہ
بندھی ہے دولتِ دنیا قدم سے
انھین تختِ شہی سے درگذر ہے
بھرت ہون وارث تختِ خلافت
نہین لیکن گوارا فرقتِ رام
پھرین صحرا مین یہ ممکن نہین ہے
نہین ہین لائقِ صحرا نوردی ؎
کہان ریگِ بیابان آتش گرم
نہ کر ہر لحظہ اصرارِ سفر تو
انھین سے قالب خاکی مین ہے جان
مناسب ہے وفاے شرطِ ماضی
زمین گردش سے ٹل سکتی نہین ہے
ستادہ اک پانون سے گاوِ زمین ہے

صداقت سے بنا ہے شش جہت ہے
بظاہر بیستون گردون کی چھت ہے

سخن کرتے نہین اہلِ صفا رد
مثل ہے قولِ مردان جان دارد

سوا اسکے نقش ہے الفتِ رام
یہ نقش کالحجر ہے الفتِ رام

نہ دل مین ہو شک بیشک بھرے ہے
حباب آسا سمجھ چھلک بھرے ہے

ہوئے دسرت یہ سنکر خود فراموش
گرے فرشِ زمین پہ ہو کے بیہوش

ہوا جس دم گریبانِ سحر چاک
عروسِ شب چھپی پردے مین غمناک

امیرانِ مبارک ذات آئے
ادب سے بہر تسلیمات آئے

ارا کین و مشیران ہوا خواہ
ہوئے حاضر میانِ کورنش گاہ

ظہورِ صبح صادق تک وہ ناکام
رہے امیدوارِ فقرۂ رام

سومنت دانش آموز خرد ور
گیا دولتسرا مین ہو کے مضطر

شہنشہ کو بروئے خاک دیکھا
برنگِ گل گریبان چاک دیکھا

دعا دی دست بستہ شہ کو فی الحال
ترقی پر رہے خورشید اقبال

نصیبِ دشمنان کیا درد دل ہے
طبیعت بے سبب کیون مضمحل ہے

سنین گر بندگانِ بادشاہی
کرین کوشش براہِ خیر خواہی

کہا تم رام کو لاؤ یہان جلد
روان ہو صورتِ روحِ روان جلد

تب اُسنے رام کو جا کر خبر کی
کہی حالت شہِ والا گہر کی

جنابِ رامچندر آئے پدر پاس
نظر آئی عجب اک صورتِ یاس

کہ سلطان صورتِ ماہی طپان ہے
برنگِ مرغِ بسمل نیم جان ہے

نہ طرہ ہے نہ کلغی ہے نہ سرپیچ
پڑے ہین مثلِ گیسو پیچ پر پیچ

گزارش کی یہ آئین ادب ہے — ہجوم درد و غم کے کس سبب ہے
کسی سرکش سے ہو گر خوف آزار — تو کر دو دل کشتۂ تیغ شرربار
مری جانب سے گر کچھ حرف شک ہو — تو نوک کارد شفقت سے حک ہو
زہے قسمت جہان مین اس پسر کی — رضا جوئی کرے مادر پدر کی
نہین کچھ تخت سے آرام مجکو — فقط ہے بندگی سے کام مجکو
زبس تلخی زندگانی ناگوارا — نہ تھا شہ کو سخن سنجی کا یارا
جگر مین صورت دریا اٹھا جوش — رہا مثل صدف پھیلا کے آغوش
بہ شکل رام کو کھینچا بغل مین — کیا نقش محبت کو عمل مین
کہا تب کیکئی نے چار و ناچار — کیے تھے شاہ نے دو مجھسے اقرار
خلاف بادشاہان وفاکیش ہے — وفائے وعدہ مین اب ہے پس و پیش
اگر چاہو جہان مین نیک نامی — کرو تعمیل ارشاد گرامی
جو فرزند سعادتمند ہو تم — وفائے وعدہ کے پابند ہو تم
بحمدہ ہون زینت اورنگ شاہی — خوشی سے تم سوئے صحرا ہو راہی
کہا صحرا نوردی ہے جو مرغوب — بہت بہتر بہت اچھا بہت خوب
چلے رگھبر قدم چھو کر ادب سے — ہوئے رخصت شہ رخصت طلب سے
مچا اک بارگاہ شہ مین کہرام — ہوا عشرت کدہ مین ماتم عام
یہان پیچیدہ گیسوے سخن ہے — جبین صفحہ پر تابت شکن ہے
ورق ہے صورت سطر کشیدہ — دوات آسا قلم ہے آب دیدہ
بیان رخصت و عزم سفر پر — حروف تازہ خاک افشان ہین سر پر

جناب جانکی نے جب سنا حال
تو جوش گریہ سے آنکھین ہوئین لال

ہوئی آسایش خاطر فراموش
اڑا اوج ہوا پر طائر ہوش

نہ تھا ضبط شکیبائی کا یارا
ہوئی شوہر کی فرقت ناگوارا

حیا نے آکے گو دامن لیا تھام
مگر جوش محبت نے کیا کام

خیال آیا کہ ہمراہی مین رہیے
صبا بنکر ہواخواہی مین رہیے

پئے پابوسی خوشدامن خاص
ہوئین حاضر براہ لطف اخلاص

کہا سجاد بھی اب حکم سفر ہو
کہ تسکین دل و جان و جگر ہو

سنی جس دم یہ خوشدامن نے گفتار
کیے دامن کے پرزے جیب کے تار

کہا روکر کہ اے سرمایۂ عیش
بنائے نازکی پیرایۂ عیش

تمھین سے قالب جانکی مین ہی جان
تمھین سے مشکل لاحل ہے آسان

تمھین ہو رونق کاشانۂ دل
تمھین نور چراغ خانۂ دل

مکان بادشاہی مین کرو چین
رہو دل مین مثال مردم عین

متاع ننگ و ناموس شہنشاہ
کرو غارت نہ بن مین جاکے ہمراہ

سفر مین حاصل بیم و ضرر ہے
حقیقت مین سفر مشکل سقر ہے

کہان پائے حنائی رشک گلزار
کہان نشتر صفت نوک سر خار

کہان یہ چہرۂ پرنور کا نور
کہان وہ ظلمت تنہا سے دیجور

رگ گل پائے نازک مین جو گڑ جائے
جبین پر چین شکن ابرو مین پڑ جائے

گران ہے جسکو خوشبوے گل تر
سہو گی کب غبار باد صرصر

مناسب ہے کہ دلداری کرو تم
اودھ مین رہکے غمخواری کرو تم

کرو صحرا نوردی مین تامل
نہ چھوڑو دامن صبر و تحمل

جناب جانکی طرز سخن سے
ہوئین شکر فشان تنگ دہن سے

کہ ہے صحرا نوردی کی مجھے چاہ
رہونگی سایہ سان قدمون کے ہمراہ

وہی ہے زوجۂ اہل صداقت
کرے سختی مین شوہر کی رفاقت

حیات زوجہ ہے شوہر کے دم سے
چھٹے کیونکر غبار آسا قدم سے

زن عفت گزین ہے سایۂ مرد
لباس و زیور و پیرایۂ مرد

کہان فرق زن و شوہر بہم ہو
قدم سے کب جدا نقش قدم ہو

بنا ہے کہ رہیے رام کے ساتھ
کہ نقد دولت عظمےٰ لگے ہاتھ

بیابان پنجۂ مژگان سے جھاڑون
قدم سے دامن غبرا کو پھاڑون

روش سے ہر قدم زیر کف پا
بچھادون پردۂ چشم مصفا

بہار آسا بسین جس سرزمین پر
بچھادون پھولکر فرش گل تر

نہین کچھ خار کلفت کا مجھے داغ
بیابان ہے سراسر تختۂ باغ

یکایک شاہ دسرت نے سنا غل
بلایا جانکی کو بے تامل

نصیحت کی براہ نکتہ بینی
ہوا مانع بے صحرا نشینی

جناب جانکی جی نے نہ مانا
ہوئین مسکن سے صحرا کو روانا

سری لچھمن نے وان دیکھا جو یہ رنگ
کیا مسکن سے ہمراہی کا آہنگ

گرے پیش پدر با آہ و زاری
گذارش کی براہ انکساری

اجازت ہو مجھے بھی اے شہنشاہ
کہ جاؤن دشت مین بھائی کے ہمراہ

بجا لاؤن مین رسم شرط یاری
بچشم و سر کرون خدمتگزاری

نہین لطف وطن سے اب مجھے کام کہ ہے عین سعادت خدمت رام
رہون آمادۂ کار غلامی کرون حاصل متاع نیکنامی
برادر ساتھ ہے وہ بیشک دشمن جان نہو گر وقت مشکل مین نگہبان
نہین ہمراہ اس مین بوے آشنائی رفاقت جسکو بھائی کی نہ بھائی
یہ کہکر صورت اشک پرورده چلے آنسو بہا کر چشم تر وه
شہنشہ نے زبس کی آہ وزاری رہا کوئی نہ بہر غمگساری
ہوئے آنکھون سے لخت دل روانہ ملا آنسو بہانے کا بہانہ
جو پہلو مین دل محزون کو دیکھا زمین دیکھی کبھی گردون کو دیکھا
کہا اے آسمان فتنہ پرور کیے کیا کیا ستم جان حزین پر
سمنیت صاحب عقل وخرد سے یہ فرمایا کمال شد ومد سے
دکھا کر چار دن سیران کون مین مرے پھولون کو لے آنا چمن مین
چلے گھر سے جو وہ سرمایۂ ہوش تماشائی ہوے از خود فراموش
درودیوار پر چھائی اداسی ہوئی خلقت کو مسلوب الحواسی
لب دریا پہ تھے رقت سے نالے حباب آسا پڑے تلوون مین چھالے
پڑے تھین جھیلین قدمبوسی کو سر کر بھرین چشمون کی آنکھین آب تر سے
یہ امڈے چاہ سے منزل پہ تالاب نظر آتا تھا کوسون عالم آب
کیا موجون نے دریا سے کنارا سر شوریدہ کو پتھر سے مارا
زبس رقت مین آئے چشمہ پر بند ہوا چشم صدف مین موتیا بند
رخ گلشن پہ تھے آثار زردی صبا کو تھی ہوا سے کوچہ گردی

پریشان نخل سنبل نے کیے بال ہوا سبزہ ہولے غم سے پامال
شفق نے صبح سا پھاڑا گریبان ہوا دن غیرتِ شامِ غریبان
ہوئے جس دم وہ دروازے سے باہر گرا غش کھا کے فوراً سایۂ در
جدائی رام کی ازبس ہوئی شاق کھلین حسرت سے چشمِ روزن و طاق
سرِ راون سے لنکا مین گرا تاج ہوا اُس کا متاعِ ہوش تاراج
بداقبالی سے اوّل منہ کی کھائی شگون بد نے کیا صورت دکھائی
رکابِ رام مین طفل و زن و مرد چلے سوئے بیابان صورتِ گرد
ہر اک محوِ فغان شکلِ جرس تھا ہوائے دل سے پران مثلِ خس تھا
جہان تھا فرقتِ رگھبر سے مغموم ہجوم دیوتا مین تھی مچی دھوم
سومنت و لچھمن و سیتا سرِ رام ہوئے شب کو کہین پر محوِ آرام
ہجوم واقفانِ لذتِ غم پڑا فرشِ زمین پر مثلِ شبنم
جناب رام نے با آشنائی ہر اک کو آ کے سمجھایا کہ بھائی
وطن کا چھوڑنا اچھا نہین ہے یہان کیا ہے اودھ مین کیا نہین ہے
کرو تم دل سے غربت کی ہوس دور نہ ہم دور اور نہ ہین چودہ[۱۴] برس دور
خوشی سے ہو اودھ مین جا کے آباد ہماری گوشۂ دل مین رکھو یاد
اگر دم ہے تو اک دن آملین گے تمھارے غنچۂ مطلب کھلین گے
سنے جب قافلے نے کلمۂ ہوش دلون مین بحرِ الفت نے کیا جوش
ہوئے مثلِ جرس محوِ فغان اور اُڑائی سر پہ کچھ ریگِ روان اور
دکھائی رام نے قدرت یہ ناچار ہوئے سب نشۂ غفلت سے سرشار

جو سوئے بندہ آسا دل جلے وہ
چمن سے صورت صرصر چلے وہ

لبالب گوہر حسرت سے داماں
قریب میر پور آئے خراماں

جو ہنگام سحر آیا وہ کفین ہوش
دلون مین بحر حیرت نے کیا جوش

پھرے مثل صبا صحرا مین ہر سو
نہ اُن بوسے مجسم کی ملی بو

دکھائی آسمان نے گردش سخت
پھرے ملک اودھ کو صورت بخت

آنا نکھاد مردم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور رخصت کرنا سمنت وزیر کو اور تشریف لانا رامچندر کا چترکوٹ پر بعد ملاقات رکھیشرونکے

رہے ہر دم سری رگھناتھ کی یاد
کہ دل ہو محبس کلفت سے آزاد

نکھاد اک تھا کوئی مرد جہان گشت
شکار افگن میانِ دامنِ دشت

ہمیشہ مائلِ صید دد و دام
دل شوریدہ مین یادِ سری رام

وفادار و وفا کار و وفا کیش
مثالِ قلب آئینہ صفا کیش

نویدِ آمد آمد سنکے بن مین
برنگِ گل وہ پھولا پیرہن مین

لیے خویش و عزیز و اقربا ساتھ
ہوا پابوس خدمت باندھکر ہاتھ

ادب سے آکے پرکرمان پھرا وہ
قدم پر اُنکے اشک آسا گرا وہ

جو تھا واقف وہ سیاحِ جہان گشت
ہوا وہ رہنماے جادۂ دشت

سومنت نکتہ بین سے چار ناچار ۔ سری رگھبر ہوئے سرگرم گفتار

رہو جا کر اودھ مین شاہ کے پاس ۔ نہ ہو ہرگز غریق قلزم یاس

نہ ہو میرے سبب سے خانہ بر دوش ۔ خراب و خستہ و از خود فراموش

لین گے پھر اگر قالب مین ہے دم ۔ وہی تم ہو وہی سب ہین وہی ہم

سومنت باوفا تب ہو کے مضطر ۔ ہوا یون درفشان با دیدۂ تر

دم رخصت یہ تھا حکم شہنشاہ ۔ رہو تم سایہ سان قدمون کے ہمراہ

تماشا چار دن دکھلا کے بن مین ۔ بنے جس طرح سے لانا وطن مین

بس اب تشریف لیچلیے مہاراج ۔ اودھ ہے آپ کے درشن کا محتاج

پھلے سلطان کا نخل زندگانی ۔ پڑے سوکھے ہوئے دھانون مین پانی

ضعیفی مین نہ تنہا کو دیجیے داغ ۔ وطن کو کیجیے پھر غیرت باغ

کہا ہنسکر کہ سب سچ ہے ولیکن ۔ پلٹ جانا مرا ہے غیر ممکن

قدم راہ وفا مین دھر چکے ہم ۔ بس اب عزم مصمم کر چکے ہم

اودھ مین ہم جو پھر جا کر رہین گے ۔ سلاطین زمانہ کیا کہین گے

ہنسین گے باپ پر اہل سخن سب ۔ رہین گے تا قیامت طعنہ زن سب

غرض سمجھا بجھا کر کلمۂ پند ۔ کیا رخصت وہ دستور خردمند

جناب رام نے بدلا ادھر روپ ۔ کہ پھیکی جسکے پرتو سے ہوئی دھوپ

مثال خاکیان تن پر ملی خاک ۔ بظاہر کر لیا خاکی تن پاک

بدن کو حسن زیبایش ملا اور ۔ ہوئی آئینۂ رخ پر جلا اور

یہ مضمون صفا دور از ادب ہے ۔ وہ رخ محتاج زیبایش کا کب ہے

گمر ان حسن کا پایہ بڑھایا | جلا کو خود جلا دیکر جلایا
بڑھاپے کے سایہ آسا تار گیسو | نزاکت سے گران تھا بار گیسو
لٹون نے کی کف پا تک رسائی | کہ جو ین پنجۂ پا سے حنائی
لباس قاقم و سنجاب و دیبا | برنگ زعفرانی تن پہ زیبا
غرض تینون ہم شکرفشان وہ | روان تھا صورت موج روان وہ
مہارا سا کنار گنگ پہونچے | براہ سرعت و آہنگ پہونچے
یکایک آمد آمد کا مچا غل | برہمن دوڑ کر آئے جزو و کل
کوئی بولا ادھر آکر نہاؤ | مہاراج اسطرف تشریف لاؤ
ہر اگروون سے عزت مین بڑھی گھاٹ | نگاہ موج عالم پر چڑھے گھاٹ
کوئی یہ کہکے کرتا تھا اشارے | برہمن ہون بزرگون کا تمھارے
نہائے پھر وہ دریائے لطافت | مٹی دل سے وہ سب گرد کثافت
کیا اُن سب کو مالامال زر سے | ہر اک دامن بھرا لعل و گہر سے
بر آئی الغرض حاجت جو سب کی | تو کشتی خود بدولت نے طلب کی
کہا ملاح نے اے بندہ پرور | زبس خاک قدم سے ہے مجھے ڈر
جہان مین قاف سے شہرہ ہی تا قاف | غبار پا سے پتھر اڑ گیا صاف
مری کشتی جو ہو گرد دلن کو راہی | رہون مین غرقۂ بحر تباہی
مری ہر روز کی روزی مین بل ہو | شگوفہ آپ کا میرا خلل ہو
قدم سے ہر طرح خوف و خطر ہے | مقدم امتحان مد نظر ہے
قدم دیکھون مین دھوکے امی نگوذات | وہی شاید کہ دھوکے کی نہو بات

سُنے جب یہ کلام آشنائی
وہی کرچہ تہ دل سے ہوہ منظور تھے
اُسی دم آزمایش کی نظر سے
کیا پھر کشتیِ چوبی پہ اسوار
برنگِ موج تر ساحل پہ پہونچے
کیا خوش ہو کے کشتی سے کنارا
سری سیتا نے وان جوشِ طرب سے
دعا مانگی کہ جب دم لچھمن و رام
کرونگی مین بدل پوجا تمھاری
ندا فوراً لبِ ساحل سے آئی
پس از چندے ہم آغوشِ ظفر رام
ندا اشکر ہوئے گرم سفر وہ
وہ یون روح سہ حرفی جلوہ گر تھے
سیاجی تھین میانِ لچھمن و رام
میان ہر دو چشم اک نور تھین وہ
پراگ اک ہے مقام طاہر و پاک
یہ تیرتھ ہے عجب ہندوستان مین
ملین ہین سرسُتی گنگ و جمن سے
ہے تربینی اسی سے مشتہر نام

تبسم کر کے فرمایا کہ بھائی
کہ زنگ آئینۂ خاطر سے ہو دور
قدم کو اُسنے دھویا آب تر سے
چلا مانند موجِ بحرِ ذخار
سفر طے ہو گیا منزل پہ پہونچے
ہوئے ریگِ روان پر جلوہ آرا
سری گنگا کی پوجا کی ادب سے
وطن کو بن سے جائینگے با آرام
مثالِ خادمان خدمتگزاری
کہ ہو گی مجبس غم سے رہائی
اودھ مین ہونگے جا کر جلوہ گر رام
چلے آگے بڑھے مثلِ منظر وہ
بہم گویا دل و جان و جگر تھے
دل و روحِ روان تھے لچھمن و رام
مگر قرب دوئی سے دور تھین وہ
ہوئے وارد وہان پرچست و چالاک
نظیر اُسکی نہین باغ جہان مین
بہم روح روان ہے جان و تن سے
جہان مین قدر تین ہین شہرۂ عام

وہان جا کر وہ دریا دل نہا کے
بھر دواج ایک رکھ وان جلوہ گر تھے
ہوئے مسکن پر آنکے جلوہ آرا
رہے شب بھر شریک میہمانی
بر آمد جب ہوا مہر شفق پوش
چلے آگے جناب لچھمن و رام
لب بحر جمن پہونچے وہ ذیجاہ
بصد شادی گئے دونون برادر
ادا کی مُن نے سب رسم مدارات
منگا کر میوہ شیرین کیے پیش
کہا جوتش بتنگ کہ اے رام
بنام چترکوٹ اک ہے یہان کوہ
شکار و سبزہ و دریا ہے موجود
روان ہے اک سری گنگا کی دھارا
رکھیشر جا بجا ہین اہل فرہنگ
طبیعت پر نہ ہوگر ناگوارا
خوشی سے اُٹھ کے ہنگام سحر وہ
نظر آیا عجب لطف نیستان
پھلے پھولے نہال بے ثمر وہ

ادا سے ڈنڈوت کو سر جھکا کے
گرامی رتبہ و عالی گہر تھے
مکان رکھ کا چمکا یا ستارا
سُنائی رکھ کو سب اپنی کہانی
ہوئی شمع قمر گردون پہ خاموش
ہوئے دامان صحرا مین سبک گام
ہوا رخصت بھادو دانش آگاہ
حضور بالمیک نکتہ پرور
براہ آشنائی کی ملاقات
کہ برگ سبز ہے سوغات درویش
کر دینگے یہین پر رکھے آرام
پسند خاطر اہل جہان کوہ
گلاب و عطر و مشک و عنبر و عود
نشیب کوہ مین ہے جلوہ آرا
نہان ظاہر مین مثل آتش سنگ
رہو چندے وہان پر رونق آرا
ہوئے مثل صبا گرم سفر وہ
پرستان تھا کہ تھا رشک پرستان
شگفتہ تازہ و سیراب تر وہ

روان باصد لطافت چشمۂ صاف ‏ لطیف و دلکش و دلچسپ و شفاف
ہر اک شاخ گلستان جھومتی تھی ‏ صبا غنچہ کا عارض چومتی تھی
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ ‏ تو صاف آئینۂ دل سے مٹے زنگ
غبار رہ سا اڑا سب درد و اندوہ ‏ ہوئے رونق فزاے دامنِ کوہ
بڑا جس دم غبار پاے والا ‏ ہوا اس کوہ کا رتبہ دوبالا
زمرد کا رخِ سبزہ پہ تھا رنگ ‏ بنے لعل بدخشان پارۂ سنگ
فروغِ ذرۂ خاکِ قدم تھا ‏ وہ صحرا مشترقستان سے نہ کم تھا

پھر آنا سومنت کا اودھ مین اور کہنا راجہ دسرت کا حکایت سرون کی کوشلیا سے اور جان دینا رام کے فراق مین اور آنا بھرت جی کا اپنی ننہال سے

قصور رام کا شام و سحر ہو ‏ خیال جانکی نقشِ جگر ہو
سومنت آیا جدا ہوکر جو بن سے ‏ برنگِ بلبلِ نالان چمن سے
فغان لب پر جگر مین شدتِ درد ‏ گلِ عارض برنگِ زعفران زرد
دلِ مضطر مین جوشِ بیقراری ‏ فغان لب پر سرشک آنکھوں سے جاری
سومنت آیا اودھ مین مچگیا غل ‏ ہوئے محوِ فغان سب مثلِ بلبل
ہوا آکر وہ پابوسِ شہنشاہ ‏ کہی سب داستانِ دردِ جانکاہ

دل پر غم مین رقت نے کیا جوش | ہوا سلطان خموش از خود فراموش
کمال ضعف سے وقف زمین تھا | وہ دم گویا کہ وقت واپسین تھا
جناب رام کی تھی انتظاری | رہا کرتا تھا محو دم شماری
فقط مہمان تھا وہ دیوانۂ رام | چراغ صبح تھا پروانۂ رام
سر بالین طلب کی زوجۂ خاص | کہ تھی ہر دم شریک لطف و اخلاص
وہ بیٹھی آکے مثل نقش قالین | بنی پروانگی سے شمع بالین
کہا تب شہ نے سب حال گذشتہ | سنایا درد کے احوال گذشتہ
کہا مین تھا کبھی دن جانب دشت | سحر سے شام تک کرتا رہا گشت
پڑا جب پردۂ ظلمت جہان پر | ہوا وارد کنارہ چشمۂ تر
سنی مین نے صدا شورش آب | ہوا دل مضطرب مانند سیماب
ہوا مجکو یکایک وہم نخچیر | خطا سے مین نے مارا اسطرف تیر
قریب آیا تو دیکھا آدمی زاد | برنگ مرغ بسمل محو فریاد
پڑا ہے خاک پر با صد تباہی | طپان ریگ روان پر مثل ماہی
کہا اس نے کہ سرون ہے مرا نام | کیا ناحق اسیر درد و آلام
مرے مان باپ دونون بے بصر ہین | ضعیف و ناتوان با چشم تر ہین
چڑھا کر زلف سان شانے پر انکو | لیے پھرتا ہون با چشم تر انکو
ہوئے وہ تشنگی سے بسکہ بیتاب | ادھر مین ناگہان آیا پئے آب
خطا کی بے خطا پر تیر مارا | غضب ہے مجکو بے تقصیر مارا
مجھے واجب ہے جوش مہربانی | پلا ان دونون بیتابون کو پانی

ہوا آخر وہ کہکر آخر کار ہوا مین خنجر غم سے دل افگار

کمال غم سے بھر کر کوزہ آب گیا اندھون کے آگے سخت بیتاب

کہا آہستہ با صد نا توانی پیو لایا ہون مین دریا سے پانی

صدائے غیر سنکر دونون بیمار ہوئے سکتے مین تشکل نقش دیوار

کہا تو کون ہے سرون کدھر ہے کہان ہے کس طرف با چشم تر ہے

کہا تب مین نے رو رو کر سب احوال قدم پر آنکے اشتاب تڑپے ڈال کر

ہوئے وہ تشنہ لب بیہوش دونون اجل سے ہوگئے ہمدوش دونون

دم آخر کہا یون با دل زار کیا دسرت ہمین ناحق دل افگار

ہوئے ہم جسطرح پیری مین دلریش غم فرزند ہو تجکو بھی درپیش

وہی دن ہے کہ لیس اب اے راحت جان حباب آسا کوئی دم کا ہون مہمان

فراق رام مین بھر بھر کے آہین ہر اک سو حسرتون سے کین نگاہین

غرض رو رو کے چھوڑا قالب خاک سو سر پر گئی روح تن پاک

وہ کوشلیا سومترا کیکئی سب ہوئین جوش الم سے نوحہ بر لب

پریشان ہوکے سب سنبل کی صورت ہوئین محو فغان بلبل کی صورت

رعیت تھی کف افسوس مالان پریشان مضطر و مغموم و نالان

بھرت اور ستروہن دونون برادر ننہال شہ جدا تھے گھر

کسی نے آنکھ سے آنسو بہائے کسی نے غش پہ غش سنکے کھائے

خبر پائی شتابی سے نکتہ دان نے کہ لوٹا باغ شہ باد خزان نے

تشفی کی انہی دم آکے دربر رکھا مرہم ہر اک زخم جگر پر

کہا چارہ نہیں ممکن اجل کا
شکیبائی مناسب ہے بہر طور
غرض سمجھا کے باصد حسرت و یاس
رکھا لاشہ میان روغنِ تر
سنا نانا کے گھر جب بھرت نے حال
چلے نانا کے گھر سے بے نوا سے
بصد جوشِ فغان دونون برادر
نظر آیا شبستان مین اندھیرا
کہا یہ کیکئی سے ہو کے مضطر
کہان سیتا کہان لچھمن کہان رام
کہا تقدیر سے چارہ ہے کس کو
بحکم شہ جناب لچھمن و رام
نہ تھی تاب فراقِ رام و لچھمن
بھرا دریا صفت پیمانۂ عمر
تمھین بخشا پدر نے تاج شاہی
بھرت نے جب سنا احوال جانسوز
پریشانی سے نوچے سر بسر بال
نصیحت کی بشسٹ نکتہ دان نے
الم بیفائدہ غم رایگان ہے

شہِ دسرت کا ساغر بھر کے چھلکا
ہر اک ہے مبتلاے گردشِ دور
گیا قاصد روانہ بھرت کے پاس
کفِ غنچہ مین سونپا کیسۂ زر
پریشان صورتِ سنبل کیے بال
پریشان کثرتِ آہ و بکا سے
ہوئے داخل اودھ مین زار و مضطر
کہ گھر تھا ظلمتِ آفت نے گھیرا
یہ گذرا صدمۂ جانکاہ کیونکر
کہان ہے لاشۂ شاہِ دلارام
قضاے فاش سے یارا ہی کس کو
ہوئے سیرِ بیابان کو سبک گام
شہِ عالم نے چھوڑا جامۂ تن
کہانی ہو گیا افسانۂ عمر
اودھ سے خود ہوئے سرپر کو راہی
پڑا سینے پر اک تیرِ جگر دوز
طمانچون سے رخِ گلگون کیا لال
دکھایا دن یہ جورِ آسمان نے
مناسب ہر طرح ضبطِ فغان ہے

امانت ہے ابھی تک لاشۂ شاہ
جلا بخشو اسے رسم اگن داہ

اجازت پیر دانا سے جو پائی
چلے لاشہ اٹھا کر دونون بھائی

اگن دیکر لب سرجو نہائے
خرو شان قصر سلطانی مین آئے

فراغت رسم ماتم سے ہوئی جب
ہوئے مصروف کار دنیوی سب

بشسٹ صاحب دانش بہ تکرار
بھرت سے یون ہوئے سرگرم گفتار

خیال خواب تھا پچھلا فسانہ
یہی ہر دم ہے نیرنگ زمانہ

کرو ملک اودھ مین بادشاہی
رعیت تا نہ ہو محو تباہی

زمانے کو کرم سے شاد کیجے
دل ویران خلق آباد کیجے

بھرت جی بول اٹھے تب بھر کے آہ
نہین تاج خلافت کی مجھے چاہ

غضب ہے رام ہون صحرا کو راہی
خوشی سے مین کرون یان بادشاہی

ارادہ ہے کہ کل صحرا کو جاؤن
جناب رام لچھمن کو مناؤن

بہ شان و شوکت عزت و شرافت
کرون زینت وہ تخت خلافت

مثال کفش برداران دلسوز
غلامی مین رہون حاضر شب و روز

ہوئے حضار محفل سنکے بشاش
کہا صد آفرین شاباش شاباش

کسی نے بھرت کے حق مین دعا کی
فراست پر کسی نے واہ وا کی

مچا ملک اودھ مین غل یہ ناگاہ
بھرت جائین گے صحرا کو سحرگاہ

جانا بھرت اور سترہن کا مع مادران و عزیز و اقارب کے واسطے لانے رامچندر کے اور نہ آنا انکا اور کاروبار سلطنت کرنا سترہن کا اور بیٹھنا بھرت جی کا گوشہ مین ریاضت کیواسطے

رہون ہر دم فدائے پائے رگھبیت
سحر کو جبکہ خورشیدِ جہان گرد
بھرت اور سترہن دونون برادر
ہلال آسا سرِ تسلیم خم تھا
برائے بندگی وقفِ زمین تھے
برنگِ سایہ گرپڑتے تھے ہر گام
سحا نون مین جڑھ ھین رو رو کے مادر
بصد زینت نشست نکتہ مین ساتھ
بھرین اشکون سے آنکھین صورتِ جام
روان مثلِ نسیم گرم آہنگ
وہ سب کشتی شکستہ پار پہونچے
شہنشاہِ جناب تھا نیک تقدیر
زبس تھا شوقِ دیدارِ سریرام

بچشم و سر جبین فرسائے رگھبیت
ہوا تابندہ یا رخسارۂ زرد
چلے سوئے بیابان مثلِ صرصر
وہ فرق بندگی جائے قدم تھا
سہیل آسمان داغِ جبین سے
دلِ شوریدہ مین یادِ سریرام
جلو مین اقربا خویش و برادر
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین ساتھ
دلون مین خواہش پابوسی رام
ہوئے وارد کنارِ چشمۂ گنگ
نسیم آسا سبک رفتار پہونچے
ہوا رستے مین بھارت نے بغلگیر
چلا ہو کر شریکِ مجمعِ عام

نکھاد بیر نے دیکھی جو یہ فوج
خیال آیا بھرت ہیں دشمن رام
کیا قبضے میں ملک و افسر و تخت
ارادہ ہے کہ لیکر فوج جرار
بھرا دل میں غبار بغض و کین ہے
بلائے اسنے سب خویش و برادر
کہا یارو یہی ہے موقع جنگ
نہیں ہے یہ مقام چشم پوشی
جو سر آئے جناب رام کے کام
دلیروں نے سنے جب کلمۂ ہوش
براہ سرکشی چونکے وہ سرکش
بڑھے جس دم وہ مردان صف آرا
براہ عقلمندی بول اٹھا ایک
پھرینگے ہم بہ فتح و شادمانی
ہوا بلبل صفت اک نغمہ پرداز
دل مضطر یہ دیتا ہے گواہی کہ
عجب کیا ہے ادھر سے جانب د
نکھاد بیر بولا سنکے گفتار
جو بل ظاہر ہوا موج جبین سے

تو لہرایا غضب سے صورت موج
بچھایا ہے فریب و مکر کا دام
نکالا رام کو بے توشہ و رخت
کرے صحرا نشینوں کو گرفتار
یہ لشکر خالی از علت نہیں ہے
رفیق و ہمنشینان دلاور
بھرت پر عرصۂ ہیجا کرو تنگ
کرو دشت وغا میں سرفروشی
کریں سب کشور پشکر میں آرام
تو دریائے شجاعت نے کیا جوش
سنبھالے اپنے تیر و ترکش
تو بائیں رخ پہ چھینک آئی قضارا
شگون عطسہ ہے فرخندہ و نیک
ہم آغوش عروس کامرانی
صف بھارت میں ہے رونے کی آواز
بھرت کو ہے ہوائے عذر خواہی
منانے کے لیے جاتا ہوا ہو وہ
میں جاتا ہوں پئے تفتیش اسرار
تو کہہ دوں گا اشارے میں وہیں سے

غرض وہ غرقۂ دریاے وسواس
جھکا کی گردن طاعت قدم پر
بھرت نے صادق الالفت جو پایا
ہوئے طرزِ محبت سے سخن سنج
لگا دیر پیراہن مین پھولا
بھرت سے رام و لچھمن کا کہا حال
بلا کر سب وہ صیادِ جوانِ محبت
نسیم آسا چلا ہمراہ بھارت
بھرت حاضر ہوئے پیشِ بھردواج
مہامن نے بصد حسن لطافت
سری بھارت ہوئے رخصت سحرگاہ
غرض خیلِ بھرت با حالتِ غیر
لگھا دیر تھا فرخندہ فرجام
ادب سے پاؤن پر گردن جھکائی
سری لچھمن جتی نے جب سنا حال
جناب رام سے اٹھکر یہ کی عرض
بھرت کا سب عناد و شورش ہے
پئے شاہی کیا خارج وطن سے
اجازت ہو اگر مجکو مہاراج
اسی دم صورتِ نخچیر سب کو

براے امتحان آیا بھرت پاس
رکھا پائے بھرت پر دیدہ و سر
بچشم و سر قدم سے سر اٹھایا
دلِ غمگین سے کھویا صدمہ و رنج
برنگِ گل لباسِ تن مین پھولا
شروع سیر سے تا انتہا حال
بنا خود رہنماے جادۂ دشت
کہ تھا دل سے ترقی خواہ بھارت
کہ تھے وہ نکتہ آراؤن کے سرتاج
وہان کی جملہ لشکر کی ضیافت
بیابان کو چلے لشکر کے ہمراہ
قریب چترکوٹ آیا سبک سیر
ہوا بڑھکر قدمبوسِ سری رام
نویدِ آمدِ بھارت سنائی
تو سرخ آنکھین ہوئین دلمین پڑا بال
کہ تعزیرِ بھرت ہے واجب الفرض
فسادِ تازہ منظور نظر ہے
اڑایا عندلیب آسا چمن سے
کرون سب لشکرِ بھارت کو تاراج
کرون بان سے خدنگِ تیر سبکو

سنی جب خود بدولت نے یہ گفتار — تو کی خوش ہو کے تقریر گہربار
بھرت پر ہے مری چشم عنایت — نہین لب پر کبھی حرف شکایت
بھرت سے سینہ بے کینہ ہے صفا — مرا دل صورت آئینہ ہے صفا
بھرت قالب مین میرے شکل دم ہین — جدا ظاہر مین باطن مین ہم ہین
بھرت ہین جان و دل سے ہمکو پیارے — بھرت ہین قوت بازو ہمارے
بسا ہے تن بدن الفت کی بو مین — پڑا ہے حلقہ شفقت گلو مین
ہے یکسان باطن و ظاہر بظاہر — نہین وہ حلقہ طاعت سے باہر
یہ فرما کر غبار دل مٹایا — سری لچھمن کو پہلو مین بٹھایا
جناب رام نے دیکھا بصد غور — بھرت ہین مبتلاے گردش دور
زمین پر سر ہے تسلیم خم ہے — نہایت شوق دیدار قدم ہے
بھرت اور ستر ہن دونون برادر — گرے آکر سرشک آسا قدم پر
جناب رام نے دست کرم سے — اٹھایا سر نظر آسا قدم سے
عجب وہ جوش رقت کی گھڑی تھی — دو رویہ ابر نیسان کی جھڑی تھی
ہوئے پھر بھرت لچھمن سے بغلگیر — ملے دونون برنگ شکر و شیر
گرے مثل سرشک دیدہ تر — جناب جانکی جی کے قدم پر
دعا سیتا نے دی حاصل ہو آرام — ترقی پر ہو ہر دم الفت رام
سری رگھبر نے چومے پاے مادر — ہوئے سر سے جبین فرساے مادر
سری لچھمن نے بھی گردن جھکائی — تسلی خاطر مادر نے پائی
دعا دی جب تلک شمس و قمر ہین — زمین و گلشن و شاخ و شجر ہین

سر گردون پہ جبتک ہین ستارے
شگفتہ سربسر باغ امل ہو
ہوئے محظوظ سنکر دونون بھائی
سومترا کے قدم پر سر جھکایا
ملے دونون لشبسٹ نکتہ بین سے
ملے ایک ایک سے باصد لطافت
بصد دلجوئی و خاطر نوازی
ہوا لشکر فروکش بر سر کوہ
سری بھارت لشبسٹ اہل اکرام
کہا اے لائق تاج خلافت
جدائی سے ہر اک ان میں جان سے ہے
جو تھے از بس تپ فرقت سے غمناک
سُنی کیفیت مرگ پدر جب
یہ جوش آنکھون نے رقت کا دکھایا
لشبسٹ نکتہ در بولے مہاراج
یہ بستی میہمانون سے بسی ہے
کسے چارہ ہے منظور ازل سے
ہوا جو کچھ مقدر سے ہوا ہے
مناسب ہے بھرت کی سرپرستی

رہین دونون مری آنکھون کے تارے
جگر مین الفت اور بازو مین بل ہو
حضور کیکئی گردن جھکائی
ادب سے شیوۂ طاعت دکھایا
مٹایا غم دل اندوہگین سے
دلون سے دور کی گرد کسافت
ہر اک پر کی نگاہ سرفرازی
مٹا سب آستان بوسی سے اندوہ
ہوے خلوت مین یا بوس سرِ رام
ادھر پر چھا گئی ہے فوج آفت
یہ فرط درد و غم محو فغان ہے
لباس زندگی کشتہ نے کیا چاک
ہوئے دونون برادر نوحہ بر لب
سرشک تر کا اک دریا بہایا
جہان ہے موت کے جھونکون سے تاراج
سحر کو وقت رخصت بے بسی ہے
بچا ہے کون آغوش اجل سے
بس اب باغ ادھر کی کیجیے سیر
کہ ہے یہ شیوۂ اقلیم ہستی

ہمیں کچھ غم اگر سر پر نہیں باپ
بھرت کو ہیں فقط جانے پدر آپ

کہا بیشک بھرت آنکھوں کے ہیں نور
قریب دل ہیں گو ظاہر میں ہیں دور

مگر ٹالوں جو ارشادِ پدر کو
دلیری ہو ہر اک فردِ بشر کو

دروغ و مکر کی خلقت ہو عادی
سخن کی ہو مرے بے اعتمادی

کرونگا جو کہا شہ نے زبان سے
پھرے کب تیر جو نکلے کمان سے

مناسب ہے کہ چھوڑو آہ و زاری
کرو چودہ برس تک انتظاری

بھرت ہوں رونق دربار شاہی
کریں سب انتظامِ کار شاہی

رعیت پر خلل آنے نپاوے
متاعِ آبرو جانے نپاوے

بھرت نے رو دیا فرطِ الم سے
کہا دم ہے اسی نورِ قدم سے

تمنا ہے کہ صحرا میں رہوں ساتھ
مثالِ خادماں باندھے ہوئے ہاتھ

بھرت کو رام نے مضطر جو پایا
میانِ گوشۂ پہلو بٹھایا

لیے بوسے لب و چشم و جبیں کے
سرِ شک تر کو پوچھا آستیں سے

عطا کی نیچۂ اقدس کی نعلین
کہ ہو حاصل دلِ بیتاب کو چین

ہوئے گویا بصد شیریں زبانی
تسلی کو یہ کافی ہے نشانی

رہو تم منتظر چودہ برس تک
در دل پر خوشی کی ہوگی دستک

گذر جائینگے جب ایام میعاد
کرینگے ہم اودھ قدموں سے آباد

نہو اب صدمۂ فرقت سے دلگیر
مشیت پر ہو شاکر تن بہ تقدیر

گذارش کی بھرت نے دست بستہ
کہ اے منزل رسان پاشکستہ

سوا میعاد سے گذرا جو اک روز
اُٹھے گی دل سے اک آہ جگر سوز

تجسس مین رہیگی روح بیچین — پھریگی شکل مردم مردم عین یہ
لباس زندگانی چاک ہوگا یہ — غم فرقت کا قصہ پاک ہوگا یہ
غرض نعلین چوبی رکھ کے سر پہ — بجاے جیغہ و تاج منور یہ
ہوئے بھارت سرشک آسا روانہ — ہر اک آنسو بنا موتی کا دانہ
چلا سب قافلہ با حالت زار — پریشان مضطر و ششدر و دل افگار
گئے سوے اودھ با دیدۂ تر — خراب و خستہ و بیتاب و ابتر
بھرت جی نے براہ عقل و فرہنگ — وہ کی نعلین چوبی زیب اورنگ
بنایا سترہن کو کاریہ داریہ — کہ بیٹھے وہ اہل توقیر و سرافراز
بھرت اک گوشۂ مسکن مین بیٹھے — جدا تشکل رکھیشرن مین بیٹھے

آغاز آرن کانڈ راجہ رامچندر کا چترکوٹ پہ سیر کرنا اور آنا جینت راجہ اندر کے بیٹے کا بہ تشکل زاغ اور منقار مارنا جانکی جی کے پاؤن مین بنظر آزمایش اور تیر مارنا راجہ رامچندر کا اور پناہ نہ پانا جینت کا تینون لوک مین اور مجبور ہو کر گرنا رامچندر کے قدم پر

جناب رام ہو چشم عنایات — کہ ہے دریاے بخشش آپکی ذات
یہان سے اب ہے آغاز ارن کانڈ — زبان ہے کاشف راز ارن کانڈ

سری سیتا سری لچھمن سری رام
زبس محوِ تماشائے چمن تھے
کہین سبزہ زمرد پوش دیکھا
کہین بلبل خوشی سے نغمہ خوان تھی
گئی سیرِ چمن سے بیکلی بھول
گلون کا گونا کر زیور بنایا
پئے سیرِ گل و سرو و صنوبر
جنید فتنہ پرداز و خرد مند
بنا عقل و ہنر سے صورتِ زاغ
خیال آیا یہ دل مین بے تحاشا
قدم تک کر کے زلف آسا رسائی
گرا پائے سری سیتا پہ یکبار
ہوا زخمی جو پشت پائے گلگون
ہوئی سرخی عیان مثلِ گلِ تر
جناب رام نے دیکھا جو یہ حال
کیا گوشہ سے تیر جانستان سر
بصد حسرت پدر کے پاس پہونچا
سری برہما کے در پر دی دہائی
اڑا اوج ہوا پر صورتِ ہوش

ہوئے اک دن بیابان مین سبک گام
گلون کے رنگ و بو پر خندہ زن تھی
گل و بلبل کو ہم آغوش دیکھا
کہین پر فاختہ رطب اللسان تھی
بہم دامان صحرا سے چنے پھول
تنِ نازک پہ سیتا کے پنہایا
ہوئے زینت فزا فرشِ حجر پر
سری سُرپت کا فرزند جگربند
اڑا گرد دلن پہ مثلِ بلبل باغ
کہ دیکھون زورِ قدرت کا تماشا
مین دیکھون رام کی زور آزمائی
چبھوئی شکل نشتر نوکِ منقار
تو جاری ہوگیا فوارۂ خون
نیا قدمون کو ہاتھ آیا بہادر
کمالِ طیش سے آنکھین ہوئین لال
سو گرد دن اڑا زاغ سیہ پر
حضورِ مالک کیلاس پہونچا
رہائی تیر آتش سے نہ پائی
ہوا تحت الثرا مین جا کے روپوش

یہ طاقت تھی کسے جز رام و سیتا
جو زخم اس طائر بے پر کا سیتا

غرض ہر سمت سرگرداں پھرا وہ
بہ مجبوری قدم پر آ گرا وہ

کہا رو کر کہ اے سرمایۂ ہوش
خطا پوش و خطا پوش و خطا پوش

تمھیں نے راچھسوں کو بن میں مارا
براہِ مہربانی سب کو تارا

قدم میں قدرتِ کامل بھری ہے
اہلیہ زوجۂ گوتم تری ہے

نہنگِ جانستاں سے فیل بے زور
چھڑایا درمیانِ قلزمِ شور

خطا ہے دیدہ و دانستہ میری
ولیکن اب ہے چشمِ دستگیری

سنے جب رام نے یہ کلمۂ ہوش
تو دریائے ترحم نے کیا جوش

اماں دی اسکو تیرِ تیز پر سے
بچایا شدتِ دردِ جگر سے

لیے عبرت نگر اک کور کی چشم
کہ تھی شوخی پہ اس شہ زور کی چشم

اماں پائی تو وہ مرغِ قوی پر
قدم چھو کر اڑا اوجِ ہوا پر

چلنا رامچندر کا چترکوٹ کے پہاڑ سے طرف صحرا کے اور مارنا ایک راچھس کو اور ملاقات ہونا رکھیشروں سے اور مقام کرنا بیچ پنچبٹی اور ڈنڈک بن کے اور چند مدت تک رہنا مع سیتا جی و لچھمن جی کے

سہری رگھبر پر اسے یادگاری ہے
سخن کو میرے بخشو پائداری ہے

گلِ مضموں میں ہو وحدت کی بو باس
فریبِ تختۂ گلشن ہو قرطاس

بیابان دربیابان پھرین وہ رام
جدھر مثلِ صبا کرتے تھے گلگشت
عیان تھا مہر کا ذرّون مین پرتو ۴
رگھیشر نے جو دیکھا جلوۂ پاک ۴
جگہ دی گوشۂ مسکن مین آنکھ ۴
بصد جوش و نشاط شادمانی ۴
گئے پھر وان سے دونون صاحبِ جاہ
مہامن نے براہ چارہ سازی
مہیا کی ہر اک آرام کی شے ۴
مسافر خانۂ مشرق سے جس دم
ہوئے رخصت وہ تینون نازپرور
ہوئے جس سرزمین پر سایہ افگن
بچھا دیتے تھے عین آنکھین غزالے
کوئی راچھس تھا رستے مین سیہ کار
نظر مین پردۂ نخوت جو تھا فاش
کمان کی طرح تھا مائل کجی پر
اٹھا کر لے گیا سیتا کو یکبار ۴
نمایان پھر ہوا پیشِ سر رام
کبھی گرجا کبھی تڑپا جہان گرد

لیے سیر تماشا تھے سبک گام
مہک جاتا تھا سارا دامنِ دشت
قریبِ اتر آ پہونچے سبک رو
قدم کی لے کے ماتھے مین ملی خاک
بہار آسا رکھا گلشن مین اُن کو ۴
ادا کی اُس نے رسمِ میہمانی ۴
حضورِ بالمیکِ نکتہ آگاہ
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی ۴
وہین پر منزلِ شب رہ کے کی طے
ہوا مغرب کو راہی مہر اعظم
سوے صحرا چلے با دیدۂ تر
وہ رشکِ باغ بستان بن گیا بن
سراسر سنگ تھے روئی کے گالے
ستمگر ہر دم آزار دستگار
ہوا آکر مقابل پے پرخاش ۴
گرایاسے جنابِ جانکی پر
کیا زینت وہ دامانِ کہسار
عیان کی رزمگہ مین ظلمتِ شام
اڑائی گہہ سوے آسمان گرد

کبھی ظاہر ہوا میدان مین گمراہ
سری لچھمن نے مارے تیر ہر چند
سیر مو کچھ شرارت مین نہ تھا فرق
مہاراج الدھراج آئے غضبناک
گرا جس دم سرشک آسادہ شہزور
جو تھی چشم حصول عز و اکرام
جناب رام نے جوش خوشی سے
ادھر لچھمن سری سیتا کو لائے
ملے سربھنگ نام اک نکو ذات
زبس پژمردہ مانند گل تر
جو پایا نقد دیدار سری رام
بھڑک کے آتش الفت کے از بس
پتنگے کی طرح جلکر ہوئے خاک
جو رکھ نے سوزش الفت دکھائی
سو لچھمن نے سنی جب آمد پاک
جھکایا سر براہ خاکساری
جو دیکھا رمز طاعت مین ایسے طاق
چلے آگے وہ پھر سرمایۂ جاہ
گرفت اپنے حال زار مین

چھلاوہ کی طرح غائب ہوا گاہ
عداوت سے نہ باز آیا تنومند
تڑپتا تھا مقابل صورت برق
کیا اک تیر سے آغشتہ خاک
مچا گردون پہ جے جے کار کا شور
دم مرگ اسنے کی یاد سری رام
جگہ سر پر مین بخشی راستی سے
ہوئے شادان قدم آگے بڑھائے
فہیم و صاحب کشف و کرامات
کھڑے تھے اک پاسے مثل صنوبر
قدم پر گر پڑے وہ اہل اکرام
ہوا سوزان تن انکا صورت خس
شعاع حسن انور پر ہوئے خاک
چلے آگے خرامان دونون بھائی
گرا آکر قدم پر جیست و چالاک
قدم دھوئے بجوشش اشکباری
مہاراج اس سے پیشتر آ گئے باخلاق
سو لچھمن سایہ سان قدم ان کے ہمراہ
خرامان دامن کہسار مین سے

کہیں پر اک مکان صاف دیکھا ٭ مثال آئینہ شفاف دیکھا
قرینے سے قطار نخل موزون ٭ دل آرا تھا بہار نخل موزون
اگست اک رکھہ وہان تھے جلوہ افروز ٭ ادیب و اوستادِ نکتہ آموز
جو پابوسی کو آئے وہ نکو ذات ٭ تو پائی دولتِ لطفِ ملاقات
مہامن نے زبس کی مہربانی ٭ بجا لائے طریقِ میہمانی
زبانِ نرم سے بولے سریرام ٭ کہ اے دانا دل و فرخندہ فرجام
ازل سے ہے رسوخ لطف و اخلاص ٭ مرا ظاہر ہے تم پر مطلب خاص
کرم سے مجکو بتلا دو وہ تدبیر ٭ کرون تا فتنۂ ایجادون کو تسخیر
کہا رکھہ نے کہ ڈنڈک بن مین رہیئے ٭ خرامان گوشۂ گلشن مین رہیئے
خوشی سے کیجیے اس بن مین آرام ٭ پھنسے گا طائرِ مطلب تہ دام
چلے دونون برادر شاد و مسرور ٭ تردد گوشۂ دل سے ہوا دور
نظر آیا وہ صحرائے لق و دق ٭ کہ ہو رنگِ بیابان عدم فق
ہر اک جانب ہجوم وحشی و طیر ٭ شکار و سبزہ و دریا کی تھی سیر
شجر پانچ اک جگہ آئے نظر سبز ٭ مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
جھکی ہر شاخ تر ابرو کی صورت ٭ مسلسل حلقۂ گیسو کی صورت
پھلین شاخین ہرے پتے گھنی چھاؤن ٭ مجسم سایۂ رحمت تھی چھاؤن
مقامِ جانفزا تھا بہر آرام ٭ میان شش جہت تھا پنچ بٹی نام
نظر آیا بیابان مین جو یہ رنگ ٭ ہوئے شادان وہ تینون اہل فرہنگ
جناب لچھمن و سیتا سریرام ٭ ہوئے وان جلوہ افگن بہر آرام

خراماں گہ سرِ کہسار پر تھے؛ کبھی محوِ تماشاے شجر تھے
کبھی تھے مائلِ صیدِ دد و دام؛ بصد جوشِ طرب کرتے تھے آرام

آنا سپ نکھا ہمشیرۂ راون کا اور عاشق ہونا اسکا رامچندر پر اور ناک کٹنا اسکا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور جانا اس کا کھر دوکھن کے پاس واسطے فریاد کے

رہے ہر لحظہ یادِ رگھوی ناتھ؛ کہ راہِ نظم طے ہو لطف کے ساتھ
بیانِ راویِ شیرین سخن ہے؛ وہی یانِ تازہ مضمونِ کہن ہے
جہاں پر رام و لچھمن کا گذر تھا؛ وہاں ہمشیرۂ راون کا گھر تھا
جسیم و زشت باطن سپ نکھا نام؛ برنگِ گیسوے مشکین سیہ فام
غریقِ بحرِ نخوت پاسے تا فرق؛ بلاے آسمانی صورتِ برق
کسی دن اتفاقاً بہرِ گلگشت؛ ہوئی وارد میانِ عرصۂ دشت
بچشمِ دل جو دیکھا جلوۂ رام؛ اڑا مرغِ قرار و صبر و آرام
قدم دیکھا تو صاف عقل اسکی سرکی؛ ہوئی زخمی جو شمشیرِ نظر کی
پھنسا دل حلقۂ دامِ بلا میں؛ الجھ کر رہ گیا زلفِ دوتا میں
جو دیکھیں نرگسی آنکھیں وہ مخمور؛ تو دل جامِ بلور آسا ہوا چور
بڑھا دریاے جوشِ بے قراری؛ چڑھا اندرون پہ شوقِ ہمکناری

بنی وہ اہل فطرت پیکر حسن
فریب جلوۂ ماہِ دو ہفتہ
وہ گیسو غیرت گیسوے سنبل
وہ قد رشک قد سرو و صنوبر ہے
سخن رشک نبات و شکر و قند
وہ جام بادۂ گلفام آنکھیں
وہ ابرو رشک تیغ اصفہانی ہے
وہ تل میزان دانش میں جو تل جائیں
عرض بنکر وہ محبوب دلارام
میں ہوں شاہنشہ راون کی ہمشیر
فلک ہردم مرے رتبے سے کم ہے
بہت ہے مہ جبینوں کو مری چاہ
ہیا شور محبت کر رہے ہیں ہے
بہت گو خوش ادا قوم بشر ہے
مگر یک گونہ یاں بیتر ہوں مائل
رہیں باہم کلام گر مجھ سی
رہیگی گرمی بازار الفت
میں اہل حسن ہوں تم صاحب ناز
رہی گرم سخن یوں جب وہ ناکام
مسر چرخ نزاکت نیر حسن
کہ ہوں اہل نظر از خویش رفتہ
پریشاں ہوں سراسر موے سنبل
قیامت خود کرے تعظیم جھک کر
زبان بلبل کی گویائی کرے بند
فریب دیدۂ بادام آنکھیں ہے
نظر گویا بلا ہے ناگہانی
تو آنکھیں چرخ کی تاراسی کھلجائیں
ہوئی یوں نغمہ زن پیش سیہ فام
مری اہل جہاں کرتے ہیں توقیر
ہلال آسمان طاعت کو خم ہے
تپ فرقت سے ہردم نکلتے ہیں آہ
حباب آسا مرا دم بھر رہے ہیں
نہیں مجکو کبھی مد نظر ہے
پسند آئے مجھے حسن و خصایل ہے
حباب آسا نہ کیجے چشم پوشی
کہ تم ہو واقف اسرار الفت
کند ہمجنس باہمجنس پرواز ہے
تو بولے خندہ فرماکر سری رام

نہین ہی مجکو اس دولت سے بہرہ — کہ ہون آوارہ صحرا بہ صحرا
سبھے گی کس طرح اے مایۂ ہوش — کرو تو پردہ نشین ہین خانہ بردوش
سری لچھمن مگر ہان قدردان ہین — جوان مرد و شکیل و خوش بیان ہین
حصول خرمی ہے بے غم و رنج — زبس ہین زیرک و دانا سخن سنج
کیے انسے جو اسرار نہانی — عجب کیا گر کرین کچھ قدردانی
گئی تب جانب لچھمن وہ دلگیر — دکھائی مطلب باطن کی تصویر
کہا اس حلقۂ گیسو کے صدقے — بہار جنبش ابرو کے صدقے
مجھے کیجے اگر خدمت مین مقبول — سدا عرض محبت کو رہے طول
کہا لچھمن نے ہنسکر اے نکوکار — نہین مجکو یہ گستاخی سزاوار
ہمیشہ بندگی سے ہے مجھے کام — مین ہون پابند ارشاد سریرام
انھین زیبا ہے سب اے پیکر ناز — کرین تجکو جو خدمت مین سرافراز
انھین سے پھر بیان مدعا کر — لجاجت کر ساجت کر دعا کر
گئی پھر سب کہا قرب سریرام — پریشان صورت زلف سیہ فام
کہا رگھبر نے اے سرمایۂ نور — مری شان فراست سے یہ ہے دور
گریبان میرا دست غیر مین ہے — کہ زنجیر تعلق پیر مین ہے
عروس مدعا سے دور ہون مین — ہوس سب کچھ ہی پر مجبور ہون مین
ابھی کم سن ہین لچھمن چشم بد دور — بدن سے ہے فروغ شعلۂ نور
انھین سے پھر گذارش کر قدم لے — انھین کے دامن الفت مین دم لے
گئی وہ پیش لچھمن با دل زار — ہوئی رو رو کے یون سرگرم گفتار

نہ زلف آسا سخن کو طول کیجے
کہا لچھمن نے ہنسکر اے وفا کیش
کہ ہون مین ہمرکاب رام و سیتا
سیا کی اے وجود بالمیزی
انھین کے پاس جا اے صاحب نال
غرض یون ہی گئی آئی کئی بار
زبس جب آمد و شد سے ہوئی تنگ
خروشان جانب لچھمن گئی وہ
کہا تمنے مجھے دیوانہ سمجھا
جلایا دل لگی کر کرکے جی کو
بنا ے مکر و تزویر و دغا ہو
جناب رام نے ہنسکر قضارا
اُسی دم کرکے لچھمن نے گرفتار
کئے جب سب کہا کے بینی و گوش
غضب سے اشک ریزان با دل زار
وہان رہتے تھے دو اُسکے برادر
قریب حکمت سنجان عقل سے دور
کمال زور و نخوت تھا سلف سے
زبس تھی کان خودبینی وہ ناپاک

غلامی مین مجھے مقبول کیجے
مجھے اس امر مین ہی سو پس و پیش
ہوا خواہ جناب رام و سیتا
گوارا تجکو کب ہو گی کنیزی
انھین سے کر مکرر عرض احوال
پر آئی پر نہ امید دل زار
تو جامہ سے ہوئی باہر وہ بے ننگ
غضب آندھی کا جھونکا بنگئی وہ
چراغ حسن کا پروانہ سمجھا
بجھایا پر نہ اس دل کی لگی کو
حقیقت مین سزاوار سزا ہو
کیا ابرو سے لچھمن کو اشارا
تراشے بینی و گوش گنہگار
برنگ برق تڑپی وہ جفا کوش
ہوئی بن سے گریزان سوے کہسار
بنا ے نخوت و پیرایہ شر
کھر و دوکھن سے نخوت سے مخمور
مقرر تھے وہ راون کی طرف سے
گئی پاس اُن کے با چشم غضبناک

کہی رو کر برنگ ابر پرجوش
سنائی سب مفصل اپنی روداد
کہا دو آدمی آئے ہین بن مین
جما قدمون سے ہے رنگ حنائی
صفا لوح جبین پر پر ملا ہے
وبال جان کٹے گیسو کی بو سے
اودھ کے رہنے والے لچھمن و رام
لیے تیر و کمان پھرتے ہین بن مین
عجب اک نازنین کمسن سی ہے ساتھ
تن نازک مین پوشاک معرق
ہے پوشاک کو رونق ہے تن سے
قدمبوسی سے مہندی کی بڑھی شان
وہ زلف پرشکن ہے سایۂ نور
گئی تھی مین سو صحرا خرامان
پکڑ کر مجکو رستے مین بصد جوش
تمھین گوین نے دی رورو کے آواز
نہ دیکھی جانبری اپنی کسی طور
مقام حیف ہے جائے عجب ہے
تم ایسے جسکے بھائی ہون زبردست

بناسے بینی و حال بنا گوش
مچایا فرط غم سے شور و فریاد
غضب وہ ناتوانی ہے تن مین
گہنے آبرو دانتون سے پائی
مجسم نور سانچے مین ڈھلا ہے
نہ اُلجھے دل بلا سے چار سو سے
یہان ہین شائق صید و دد و دام
نسیم آسا خرامان ہین چمن مین
تصور مین نزاکت چوم لے ہاتھ
کہ خورشید آفق کا رنگ ہو فق
جلا زیور کو ہے نور بدن سے
تن زیور مین گویا پڑ گئی جان
بہ اسم جانکی سرمایۂ نور
کیے سب پر زے پرنے جیب و دامان
تراشے نے تامل بینی و گوش
مدد کو پر کوئی پہونچا نہ جانباز
گریزان ہو کے یان آئی ہین فی الفور
بتشر غصہ کرین مجھپر غضب ہے
وہ ہو یون صورت نقش قدم پست

سراسر دامن حرمت ہوا چاک مثل ہے کیا رہی جب کٹ گئی ناک
اگر کچھ پاس غیرت ہے تو بھائی مرے بدلے کرو زور آزمائی
اگرچہ شاہنشہ لنکا کا ڈر ہو تو مانند سپر سینہ سپر ہو
لگے گی پھر نہ ایسی نازنین ہاتھ رہو گے رکھ کے بالائے جبین ہاتھ
جو نام رام و لچھمن ہے زبان پر دماغ خام ہے آج آسمان پر
سنی یہ سب کتھا سے جبکہ بیداد چلے نار غضب سے فتنہ ایجاد
چڑھا نہ رون پہ دریائے حرارت چلے شورش کو از راہ شرارت
کماندار و دلیر و ناوک انداز صف افگن صفدر و سرکش ستم ساز
لیے چودہ ہزار افسر زرہ پوش چلے جوشان خروشان گرز بر دوش
گئے بن مین وہ سب ہمپایۂ ابر ہوا گویا چمن پر سایۂ ابر
جو دیکھی شورش فوج سیہ کام سری لچھمن سے یون بولے سری رام
مخالف صورت مژگان پھری ہین چمن پر آ کے ابر آسا گھری ہین
سیا کو دامن کہسار مین تم کرو پنہان برنگ نور مردم
کرو ان دشمنون کو کشتۂ تیر کہ واجب ہے گنہگارون کو تعزیر
غرض لیکر سری سیتا کو ہمراہ گئے کہسار مین لچھمن بصد جاہ
پہونچکر وان کہا لچھمن نے کھٹکے نہین ہے فائدہ جنگ و دسر سے
اسیر حلقہ تجواری نہ کیجے غریبون کی دل آزاری نہ کیجے
بآسانی جو مطلب ہاتھ آ جائے تو کیون ہو کشت خون پھر بیٹھے بٹھلائے
یہ کہکر الغرض پیک سبک گام کیا لچھمن نے روانہ جانب رام

کہا قاصد سے کہدینا خبردار
کرو اگر ادب سے جبہہ سائی
جبسی دل مین جو بوے شور و شر ہے
وہ راون ہے شہنشاہ زبردست
بلا قامت غضب ہے زور جس کا
اسی راون کے ہم دونون ہین بھائی
اسی شہ کی وہ سب سیکھا ہے شمشیر
کہان نخوت کہان صحرا نشینی
حیات اپنی اگر ہو تمکو منظور
بلا سر پر نہ لو بیٹھے بٹھائے
سنا جب قاصد خوش سے یہ پیغام
شہ دسرت کے ہم لخت جگر ہین
پے صید پلنگ و آہو و شیر
زبس صید افگنی کی دل مین لو ہے
در مطلب ملا بیٹھے بٹھائے
شہ لنکا زبس ہے خود فراموش
بر از نخوت فراست سے ہے خالی
سی صورت اسے بھی آخر کار
کہا جا کر یہ جب قاصد نے گھر سے

کہ آپہونچی سپاہ گرز بردار
اجل سے ورنہ ہے مشکل رہائی
نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
ہجوم دیو تا جن کیا بیست
مچا ہے بحر و بر مین شور جس کا
سلح ہین لیے زور آزمائی
شرارت جس سے کی بے جرم و تقصیر
ترا تھی اسکی خود بینی سے بینی
تکبر گوشۂ دل سے کرو دور
کرو سیتا کو راون کے حوالے
زبان نرم سے بولے سری رام
یہ اسم رام و لچھمن مشتہر ہین
میان کوہسار آئے ہین دلگیر
تمھین سے آہو دل کی جستجو ہے
کہ آہو سوے صحرا گھبرا کر آئے
عروس خود پسندی سے ہم آغوش
مناسب اسکی اب ہے گوشمالی
کرینگے کشتۂ تیر شرربار
چلین جو شان صفین آ ہین شر سے

ہر اک جانب سے کی تیرونکی بوچھار | ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
کوئی بھڑکا برنگ آتش تیز | کوئی کڑکا بسان برق خونریز
کسی نے میان سے خنجر نکالا | کسی نے سر کے بل بھالا سنبھالا
جو دیکھی رام نے تیرونکی بوچھار | برابر کی تیر شرربار
سوار تنگدل گھوڑون کی زین سے | گرے جل جل کے تیر آتشین سے
گرے کٹ کٹ کے دوش و بازو و پر | کہین جیغہ کہین کلغی کہین سر
جو بھاگے کچھ دیتان صف آرا | اٹھین رن مین تعاقب کرکے مارا
سوارون نے زبس کی تیز پوئی | ولیکن ہو سکا جانبر نہ کوئی
ہوئی غرق فنا ہی فوج ناکام | پھرے جوش تبسم سے سری رام
ادھر لچھمن سری سیتا کو لائے | ملے باہم قدم پر سر جھکائے

جانا سپنکھا کا راون کے پاس فریاد کیواسطے اور آنا اُسکا ماریچ راکھس کو لیکر پنچبٹی مین اور ہرن بننا ماریچ کا اور شکار ہونا رامچندر کے ہاتھ سے اور لیجانا راون کا سیتا کو لنکا مین برہمن کا بھیس بدلکر اور اُتارنا درمیان اپنے باغ کے

خیال جانکی صبح دم سا ہو | یہ دل بوسے تصور سے بسا ہو

گئی میدان مین جب راون کی ہمشیر
کمال درد سے کھینچی دوہائی
تڑپ کر پھر برنگ برق تابان
خبر دشان محفل راون مین آئی
سنا راون نے نخوت سے مدہوش
سر نخوت پہ دیہیم زر افشان
ارا کین دست بستہ صف بصف تھے
جما تھا رنگ جشن خسروانہ
بہم نقل و کباب و ساغر و مے
جو دیکھا سب سامان طرب ناک
جلایا آتش قہر و غضب نے
گئی راون کے آگے فتنہ ایجاد
تجھے کچھ کار دنیا کا نہین ہوش
جہان مین ہی ہم آغوش طرب تو ن
طلوع نشہ مستی ہے کس پر
غضب ہے محو آزار و ستم ہو
میان گوشہ بزم حمید ہ
ہوا راون یہ سنکر بر سر طیش
کہا ایسا وہ کون آیا جو ادھر تک

کھر دو دوکھن کو دیکھا کشتہ تیر
پریشانی سے سر پہ خاک اڑائی
گئی بن سے سو لنکا شتابان
غبار آسا دل راون مین آئی
سریر زر پہ بیٹھا تھا بصد جوش
مفرق پر تکلف گوہر افشان
مشیر و اہتمامی ہر طرف تھے
سرود و نغمہ و چنگ و چغانہ
رباب و ارغنون جنگ و دف و نے
غضب سے سب کیا جلکر ہوئی خاک
عجب نالہ مچایا جان لب سے
دہائی دی کہا فریاد فریاد
مے نخوت سے ہے از خود فراموش
الم سے رو رہا ہے جان لب کون
ستم کس پر زبردستی ہے کس پر
ترے جیتے تری خواہر کو غم ہو
دکھائے بینی و گوش بریدہ
پڑا رخنہ میان محفل عیش
کیا جس نے اسیر حلقہ درد

کرون جا کر خدنگِ تیر کس کو
دکھاؤن بُرّشِ شمشیر کس کو

کہا دو تن بنامِ لچھمن و رام
ہوئے ہین سوئے ڈنڈک بن سبک گام

فلک تک جلوۂ نورِ قدم سے ہے
کمالِ قوتِ بازو بہم ہے

سخن پرور اودھ کے رہنے والے
چلین سیدھا بظاہر بھولے بھالے

خطائے ذات انسان سے بری ہین
شہ دسرت کے فرزندِ جری ہین

زنِ پردہ نشین ہے اُنکے ہمراہ
کہ جسکے نقش پا ہین نیر و ماہ

بہ اسمِ جانکی سرمایۂ حسن
کفِ پا سے ہے اُسکے پایۂ حسن

قضارا درمیانِ دامنِ دشت
گئی تھی مین خرامان بہرِ گلگشت

تری خواہر سمجھکر اے شہنشاہ
دیا مجکو نہایت دردِ جانکاہ

کئے گو نالہ و زاری بصد جوش
زبردستی تراشے بینی و گوش

پکارا سر دیکے لنکا کہ ہیہات
نہ کیون تونے کہی دو دکھن سے یہ بات

پہونچکر خون ستمگارون کا پیتے
کبھی دونون کو بے جیتے نہ جیتے

ہوئی گرمِ سخن راون کی ہمشیر
وہ پہلے ہو چکے ہین کشتۂ تیر

مدد کو جب مری پہونچے وہ جوشان
جنابِ رامچندر آئے خروشان

بضربِ تیرِ آتش اسے دفا کوش
کئے تن سر کے بوجھے سے سبکدوش

ہوئی گو آبرو بربادِ میری
مناسب ہے کہ سُن فریاد میری

پڑا راون کے دلمین غم کا چھالا
تسلی دیکے خواہر کو سنبھالا

ہوا از بس اسیرِ حلقۂ رنج
ہوا دل غرقِ دریائے شش و پنج

اُٹھا خود بزمِ سلطانی سے بیتاب
ہوا داخل شبستان مین بیخواب

سحر کو جب کہ خورشید جہانگیر
چمک اٹھا کرن کی لیکے شمشیر

اٹھا بستر سے راون با دل زار
سرور بادۂ نخوت سے سرشار

بصد چستی سلاح جنگ پہنے
لباس صاف و زنگار رنگ پہنے

کیے تاجِ مرصع زینت سر
لیے ہاتھون مین تیر و گرز و خنجر

بصد شوکت وہ رتھ پر ہو کے اسوار
چلا لنکا سے صحرا کو صبا وار

یہان لچھمن سحر کو حسب معمول
گئے بن مین خرامان توڑنے پھول

سری سیتا سے یون بولے سری رام
کرو چندے تن آتش مین آرام

سزا ہے سرکشان بد نظر سے
جہان جنکے ستم سے چشم تر ہے

جہان تک ہین ستمگار زمانہ
کرونگا سب کو ناوک کا نشانہ

رہو تم اگن مین تا مدت چند
تن آتش مین نور آسا رہو بند

سیا جی نے پئے تعمیل ارشاد
کیا کاشانۂ آتش کو آباد

تنِ آتش مین آئین صورت دم
سمایا نار مین نور مجسم

مجسم سایۂ سیتا بصد جاہ
رہا دامن صفت شوہر کے ہمراہ

سری لچھمن پھرے جب توڑ کر پھول
برادر نے کیے لطف اپنے مبذول

سیا کا جسم آتش مین سمانا
سری لچھمن جتی نے بھی نہ جانا

ادھر راون سرورِ مے سے سرشار
گیا نزدیک ماریچ ستمگار

کہا اے نکتہ آرا و قوی تن
کماندار و دلیر و ناوک افگن

ازل سے ہمدم و غمخوار ہے تو
شریک محنت و آزار ہے تو

مہم اک سخت ہے در پیش مجھکو
مدد دے اے محبت کیش مجھکو

اودھ سے دو برادر لچھمن و رام — ہوئے ہین صورتِ صرصر سبک گام
نہایت سر پہ زلف آسا چڑھے ہین — برنگ موجۂ دریا بڑھے ہین
تکبر سے ہوئے ہین خود فراموش — تراشے سپ نکھا کے بینی و گوش
سزاے کار گستاخی ہے لازم — مین ہون اُنکی گرفتاری کو عازم
مدد کو میری ہمراہی مین چل تو — دکھا گیسو صفت مکر کے بل تو
سُنا راون سے جب نامِ سری رام — برنگ بید کانپ اُٹھا وہ ناکام
کہا بس اے شہنشاہِ وفا کوش — نصیحت کر مری آویزۂ گوش
وہ ہین نورِ مجسم دونون بھائی — نکر تو خواہشِ زور آزمائی
دلیر و صفدر و مردِ زبردست — کرینگے سرکشون کا حوصلہ پست
وہی یہ ہین جناب لچھمن و رام — جنھون نے تاڑکا ماری سرِ عام
وہی یہ ہین سمجھنا کم نہ اِن کو — بلا لائے تھے بسوامتر جن کو
شریر و فتنہ گر مارے انھین نے — کیے کشتون کے پشتے انھین نے
انھین نے ناوک اک مارا بصد زور — گرا مین درمیانِ قلزمِ شور
اُسی دن سے بدن ہے چور میرا — لڑون پھر یہ کہان مقدور میرا
اُسی تیرِ گران سے تنگدل ہون — ضعیف و ناتوان و مضمحل ہون
تصور سے لبون پر ہے دمِ سرد — ابھی تک ہے جگر مین شدتِ درد
اسی مین خیر ہے اے شہنشاہ — ابھی سیدھی طرح سے گھر کی لے راہ
خیالِ سرکشی کر دل سے باہر — کہ زور اُن کا ہے دل پر ہی ظاہر
سُنا ماریچ سے جب حرفِ انکار — ہوا گیسو صفت برہم سیہ کار

کہا ہی لائق زور آوری کون
مقابل ہو وہ ایسا ہی جری کون

یہ منہ کس کا کہ آکر منہ دکھائے
دکھائے منہ تو بیشک منہ کی کھائے

مری ہی ساکنان عرش تک دھوم
ہوا قبضے مین ہی آتش ہے محکوم

پرندے دب رہے ہے خوف و خطر سے
درندے چھپ لیے ہیں گوشون مین ڈر سے

نہین ہرگز مجال آدمی زاد
اکڑ کر مجھ سے لے مانند شمشاد

خلاف عقل کی تقریر تو نے
خطا کی واجب التعزیر تو نے

اگر ہے تجکو ہمراہی سے انکار
کرون گا کشتۂ تیغ شرربار

سنی جب یہ شہ راون کی تقریر
یکایک تھرتھرا اٹھا وہ دلگیر

پڑا اک مصرعہ خاطر مین سکتا
رہا سکتے کے عالم مین سسکتا

فتادہ در کشاکش پای ماندن
نہ رہ دے رفتن و نے جائے ماندن

متاع زندگی سے ہاتھ دھو کے
چلا راون کی ہمراہی مین رو کے

کہا دل مین کہ گو ہے منزل سخت
مگر کچھ ہے طلوع کوکب بخت

پس مدت مقدر یار ہوگا
میسر شربت دیدار ہوگا

سرافرازی ملے گی مین نے جانا
قدمبوسی کا ہاتھ آیا بہانا

اگر بخشین تو ہے صدق ارادت
وگر مارین تو ہے عین سعادت

ادھر جلنے مین عیش بے کدورت
ادھر مرنے مین نارائن کی صورت

وہان ہر طرح سے شکل بہبود
بہم دراصل ہوگا گوہر سود

غرض دونون وہ بدبخت سیہ کام
گئے قرب جناب لچھمن و رام

نظر آیا جو نور عارض پاک
گرا غش کھا کے راون بر سر خاک

فروغ حسن لاثانی تھا بن مین
سنبھل کر دفعتہً خواب غشی سے
نظر آیا مبدّل چہرۂ پاک
یہ چھائی ظلمت شبہائے شامت
بصورت دفعتہً دیکھی جو بن مین
قدم رعب تجمّل سے نہ مارا
کہا ہمدم سے اے پیر خوش اسلوب
اٹھین صید افگنی کو لچھمن و رام
یہ ہون اوجھل جو صحرا مین نظر سے
سُنی جس دم شہ راون سے یہ بات
مفرق دوش زیبا پر پڑی جھول
عیان سر پر بہار شاخ زرین
مفرق نیلم و الماس و زر سے
تجمل حسن سے غزالان ختن ہون
روش سے فتنۂ محشر ہویدا
غرض یون بن گیے وہ آہوے خوش رنگ
قریب جانکی آہو جب آیا سو
کہا شوہر سے ہنسکر اے مہاراج
عجب کچھ اسکی رامش کا چلن ہے

چمک تھی پردۂ چرخ کہن مین
نظر کی پھر دوبارہ سرکشی سے
مہیب و دہشت انگیز و غضبناک
قد موزون نظر آیا قیامت
پڑا ارعشہ سا راون کے بدن مین
رہا آگے نہ پھر چلنے کا یارا
کر اس میدامین تدبیر خوش اسلوب
مین یان سیتا کو لیکر ہون سبک گام
ملے پھل باغ مطلب کے شجر سے
بنا فوراً وہ آہوے طلسمات
بشکل دلکش و دلچسپ معقول
تجلّی تھی نثار شاخ زرین
چمک تھی جلوہ گر چاندی کی کھر سے
ہرن کے نشۂ غفلت ہرن ہون
شرارت اسکی عین آنکھون سے پیدا
ہوا میدامین ہر سو گرم آہنگ
نظر مین نقشۂ حیرت سمایا
یہ دیکھا آہوے زرین عجب آج
نمایان ہر ادا مین بانکپن ہے

زبس آہوے مرغوب دل آزار ۔ کسی حکمت سے کر دیجے گرفتار
اسی وحشی کو تنہائی مین پاؤن ۔ غم صحرا کسی حیلے سے ٹالون
اگر زندہ نہ ہاتھ آئے یہ نخچیر ۔ تو لاچاری سے کیجے کشتۂ تیر
نبے گا مرگ چھالا بھی بہت خوب ۔ نفیس و خوشنما دلچسپ و مرغوب
تبسم کر کے یون بولے سری رام ۔ لچھمن اسکی اسیری سے ہے کیا کام
یہان ہین سرکشان فتنہ ایجاد ۔ طلسم و شیوۂ افسون کے اُستاد
نہین معلوم کیا نیرنگ و فن ہے ۔ ہوا ہے یا چھلاوہ یا ہرن ہے
غرض جب جانکی جی نے نہ مانا ۔ ہوئے اٹھکر بمجبوری روانا
کیا تیر اُسپہ سے محنت و غم ۔ زمین پر گر کے آہو کر گیا رم
دوبارہ جبکہ ناوک نے خطا کی ۔ ہوا اُرخ پر ظہور خشمناکی
سہ بارہ پھر کمان سے تیر مارا ۔ ہوا گم آہوے زرین قضا را
وہ گم یون اُڑ کے ہوتا تھا نظر سے ۔ پرندہ جسطرح پران ہو پر سے
وہین کچھ دیر تک بن مین رہا حال ۔ نہ چھوڑا رام نے آہو کا دنبال
کبھی ظاہر کبھی غائب تھا معذور ۔ کبھی رُک رُک کے پاس آیا کبھی دور
گئے کچھ دور جب بن مین وہ دیجاہ ۔ برآیا مدعا تب حسب دلخواہ
گرا یعنی وہ زخمی ہو کے بے دم ۔ غزال روح فوراً کر گیا رم
زبان رام سے با سحر و انداز ۔ دم مرگ اُسنے دی رو رو کے آواز
کہ اے لچھمن نہایت چشم تر سے ۔ خبر لو شدت درد جگر سے
صدائے گریۂ آواز پُر جوش ۔ ہوئے سیتا کے نالہ حلقۂ گوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ بن مین — کسی کی بو سے زیب ہے سخن مین

نصیب دشمنان آفت ہے آئی — فلک نے تازہ کچھ گردش دکھائی

کہا لچھمن نے اے فرخندہ فرجام — نہین ہرگز یہ آواز سر رام

نہین خوف انکو فوج صف شکن سے — نہین کھٹکا طلسم مکر و فن سے

ظفر خود انکی نوک تیر مین ہے — شجاعت قبضۂ شمشیر مین ہے

کسی کا دم حباب آسا روان — شکار جان بلب محو فغان ہے

کہا سیتا نے اے سرمایۂ ناز — تمہو بہر مدد یون رخنہ پرداز

رہے ہر دم شریک گریہ جوشی — نہین سختی مین واجب چشم پوشی

برادر کے لیے گھر بار چھوڑا — ہجوم مونس و غمخوار چھوڑا

نہین واجب طریق کج ادائی — حبیب کے لیے براہ آشنائی

کہا انکو نہین مطلق خطر ہے — یقین مجکو یہ نقش کالحجر ہے

مگر جب کیا سیتا نے اصرار — چلے سوے بیابان چارہ ناچار

تو در خط بشکل ہالہ ماہ — دیا کھینچ اس جگہ پر بھر کے اک آہ

کہا اس حلقۂ خط مین بس اب تم — رہو پنہان مثال نور مردم

بزنگ روح تم اس تن مین رہنا — بدن کی طرح پیراہن مین رہنا

محافظ ہے یہی نقش مدور — قدم رکھنا نہ اس حلقہ سے باہر

بتاکید اس طرح سمجھا کے بارے — سری لچھمن سوے صحرا سدھارے

نکلکر گوشۂ صحرا سے راون — مبدل ہو گیا شکل برہمن

بدن مین جامۂ زنار زیبا — گلو سے تا کمر زنار زیبا

بہار قشقہ صندل جبین پر — غبار آلودہ گیسو بل جبین پر

گیا قرب سری سیتا خرامان — دعاے عمر دی پھیلا کے دامان

کہا سیتا مہا مائی کی جے ہو — مہیا جسکی خواہش ہر وہ شے ہو

کرم کر مجھپر اسے فخر زمانہ — کئی دن سے ہون مین بے آب و دانہ

اسیر حلقہ درد و تعب ہون — غم فاقہ کشی سے جان بلب ہون

جو کچھ موجود ہو اے صاحب داد — عنایت کر مجھے با خاطر شاد

سنی جس دم برہمن کی یہ آواز — اٹھی پھل لیکے وہ سرمایۂ ناز

یہ بخشش جو کھولا بھگوتی نے — دعا دیکر گذارش کی جتی نے

مجھے حلقہ سے باہر ہو کے دو پھل — تمھین بھی تا کہ پھل دینے کا ہو پھل

مہارانی نے کچھ دیکھا نہ بھالا — قدم کو نقش کے باہر نکالا

بغل مین لیکے سیتا کو وہ پرجوش — ہوا صحرا سے غائب صورت ہوش

آگاہ ہونا جٹائی گرگس کا اور جنگ کرنا راون سے اور مارا جانا اسکا اور پہونچنا رام و لچھمن کا تلاش جانکی مین جٹائی کے پاس اور کریا کرم کرنا اسکا اور تشریف لیجانا وہان سے سیوری کے مکان مین

جناب رام ادھر ہوشہ اخلاص — کہ تا پھر مضامین مین ہین غواص

اسی رستے مین اک نخل کہن تھا — زمین پر دور تک سایہ فگن تھا

اسی پر تھا مقیم اک کرگس پیر
قوی ہیکل جسیم و نکتہ پرداز
جٹائی نکتہ آموز و سخنور
سدا دل مین تھی اُسکے رام کی یاد
سُنا نعرہ جو اُس نے عرش پر سے
عقاب آسا لب و چنگل کیے باز
طپان دیکھا جناب جانکی کو
مقابل آکے بولا اے نگون بخت
نہ لہرا کر غضب سے جوش مین آ
یہ سیتا ہین کرم بخشِ یگانہ
متاع نکہت کی داتا یہی ہین
یہی سب لوگ تو نمین ہین سرافراز
غبارِ پا بس اسے اہل کے ستم
نہین سیتا سے ہے گردست بردار
کہا راون نے جب اے مشت پر تو
نہین تجکو خیال و خوف انجام
سُنی بارے جو یہ کرگس نے گفتار
اِدھر راون نے بڑھکر سر کیا تیر
رہی آویزش کامل وہ تا دیر

مبارک طلعت و فرخندہ تقدیر
ہمارے اوج دانش عرش پرواز
شہ شاہین و شہبازِ سبک پر
عروج نخل پر رہتا تھا دلشاد
اُڑا مانند بو شاخِ شجر سے
سر راون پہ جا پہونچا وہ طناز
ہوئی آشفتگی کرگس کے جی کو
زبون عقل و زبونکار و زبون بخت
سنبھل جامے مین اپنے ہوش مین آ
عطا پاش و خطا پوشِ زمانہ
جناب جانکی ماتا یہی ہین
زمین ہے انکی پابوسی سے ممتاز
پرستش کر ذرا جھک کر قدم سے
سنبھل مین سر پہ آپہونچا خبردار
شرارت سے بس اپنی در گذر تو
ترا تن ہے فقط اک لقمۂ خام
سر راون پہ ماری اُڑکے منقار
جسد کا ضیغم صفت با لاسے نخچیر
زبر تھا کرگس دانا کبھی زیر

بدن نوچا دبوچا بر سر جنگ
تن شہ پر دہ مارے اسنے شہپر
بنوک تیر منقار صف آرا
بصد جستی سپاہ کو فارغ البال
کمال جوش شفقت سے بٹھا کر
غشی سے خاک پر آیا جو کچھ ہوش
بھڑک کر مثل آتش سر کیے تیر
سراسر شل کیے بال قوی بال
گرا فرش زمین پر ہو کے بیہوش
رئیس تھا اشتیاق لچھمن و رام
جو تھی اظہار مطلب کی ضرورت
تڑپتا تھا بہ فرط درد جانکاہ
ادھر راون سری سیتا کو لیکر
سیانے کی رئیس فریاد و زاری
کلیجہ مین طپش لب پر فغان تھا
کبھی کہتین ہوا سے اے ہوا خواہ
بیان کرنا یہ حال اضطرابی
پرندون سے کبھی کہتین کہ پردار
کبھی کہتین کہ اے آہ شرر ریز

غریق خون کیے سب ناخن و چنگ
غبار آسا گرایا خاک رہ پر
گیا زخمی تن راون وہ سارا
اٹھا لایا تہ تخیل کہن سال
مقابل پھر ہوا راون سے آکر
اٹھا راون غضب سے ہو کے پر جوش
گیا مارے غریق آب شمشیر
تن کرگس ہوا تیرون سے پامال
غشی طاری لب شیرین تھی خاموش
گرانبار فراق لچھمن و رام
کھلی آنکھین رہین تاشے کی صورت
دم آنکھون مین لبون پر نالہ و آہ
اڑا مانند دود اوج ہوا پر
کوئی پہونچا نہ بہر غمگساری
قفس مین طائر روح روان تھا
پتا جا کر بتا دینا سر راہ
کہ ہے مانند گل بیتابی پر
خبر جا کر مری کرنا خبردار
پہونچ وان تک اگر [illegible]

روان گو بر سر عرش برین تھین / مخاطب جانب فرش زمین تھین

ہوئی پھر ہر جگہ با چشم نمناک / نشانی اپنی پھینکی بر سر خاک

کہین انگشتری پھینکی کہین چھن / کہین زیور کہین پیرایۂ تن

نظر آیا کہین بالاے کہسار / ہجوم خرس و میمونان جرار

لباس زعفرانی لے کے تن سے / سری سیتا نے پھینکا عقل و فن سے

غرض راون نے پوشیدہ اُڑا کے / بٹھایا کشور لنکا مین جا کے

سری سیتا کو گلشن مین جگہ دی / روان کو گوشۂ تن مین جگہ دی

بہت فوج دیتان بد اختر / براے پاسبانی کین مقرر

خبر کوئی تا آنے نہ پائے / پرندہ کیا صبا آنے نہ پائے

لکھا سب اسطرف کا حال جانسوز / ادھر کا اب سنو ذکر زبان سوز

حروف غم سے خاک افشان ورق ہی / جگر شق ہے قلم کا رنگ فق ہے

سیاہی ہے رخ کاغذ پہ چھائی / نہین حرف قلم مین روشنائی

اُدھر جب عنقریب جلوۂ شام / ہرن لیکر پھرے بن سے سری رام

سری لچھمن ملے رستہ مین ناگاہ / تو فرط غم سے کھینچی رام نے آہ

کہا اے پیر گردون خیر کیجے / غم فرقت نصیب غیر کیجے

سری لچھمن سے فرمایا کہ بھائی / عنان عزم کس رخ کو اٹھائی

کہان چھوڑا سری سیتا کو ہیہات / سبب کیا وجہ کیا باعث ہے کیا بات

یہان ہر سو ستمگارون کا ڈر ہے / بلا و سحر و افسون کا خطر ہے

چھمن نے اے عصیان فراموش / مین اس خطا سے ہون سبکدوش

صدا اسے غم سے سیتا کو ہوئی یاس
ہنمنت مجکو بھیجا آپکے پاس

نصیحت کی ازبس لیکن نہ مانا
رہو اتب مین مجبور نہی پروا نہ

سمجھے آپ کچھ دل مین پس و پیش
نہین وان کوئی جا سکتا جفا کیش

بس اقبال آپ کا کافی فقط ہے
مرا بہر حفاظت نقش خط ہے

کہا سچ ہے پر اے فرخندہ کردار
وصال جانکی سے ہے امر دشوار

پھڑکتی بے سبب کیون چشم تر ہے
شگون بد نمایان پیش نظر ہے

غرض باہم یہی کرتے ہوئے ذکر
گئے بن مین وہ دونون صاحب فکر

ملی تصویر حسرت جائے سیتا
نیا یا کچھ نشان پائے سیتا

گیا زخم جگر غنچہ صفت کھل
رہے دونون برادر تھام کر دل

کیا بس بیکلی سے چاک دامان
کمال درد سے پھاڑا گریبان

ہوئے بے اختیار از خود فراموش
پریشان دم بخود سکتے مین خاموش

صبا کی طرح ہر سو خاک اڑائی
چلے پھر بتجسس دونون بھائی

کبھی نخلون سے پوچھا اشک تر ڈال
ریاضت [illegible] ہو تم اوڑھے ہوئے چھال

سدا نظارہ افگن چار سو ہو
بتا دو جس طرف سیتا کی بو ہو

کبھی پتون سے کہتے تھے پتا دو
نشان غنچۂ مطلب بتا دو

کبھی پھولون سے کہتے بے تامل
چراغ رنگ و بو ہر گز نہ ہو گل

تمہاری بو سے مطلب پر نظر ہے
کہو کچھ جانکی جی کی خبر ہے

کبھی کہتے تھے اے صحرا کے بوٹو
کہو کچھ غنچۂ [illegible] سا منہ سے پھوٹو

کبھی اہ درد کے فرماتے بصد درد
خبر دو اے غزالان جہان گرد

نہ تھا ہوش اُنکو خود تن سے تن کا
غرض آگے بڑھے جو دونوں محزون
چلے آگے تو دیکھے ترکش و تیر
کہیں صحرا کو دیکھا خون میں تر ہے
کہا لچھمن سے یان بیشک ہوئی جنگ
تجسّس کو بڑھے آگے جو ناگاہ
کہا بھائی کوئی یان چشم تر ہے
غرض آیا نظر اک کرگس پیر
زبان پر نالۂ درد و ستم ہے
بصد شفقت سر بالین پہ جا کر
کہا رتت سے اے سرمایۂ خیر
کہا کرگس نے بھر کر نعرۂ آہ
مری اُنکی نہ تھی مطلق جدائی ہے
کیا سر لوک کے لینے کا جب عزم
نہ تھی تاب ضیائے مہر افلاک
قضا را مین عروج شاخ پر تھا
سنبھالا جا کے مین نے نصف رہ پر
خوشی سے لا کے پربت پر اُتارا
پرون سے دی ہوا سے سر دین نے

نشان کیا دین ہرن سیتا ہرن کا
تو دیکھے خار و خس پر قطرۂ خون
شکستہ قبضہ و پیکان و شمشیر
کہین بازو کہین نوچے ہوئے پر
علامت آشکارا ہے بہر رنگ
تو آئی اک صدائے نعرہ و آہ
کسی کو شدت درد جگر ہے
زمین پر ہے پریشان زخمی تیر
حباب آسا فقط آنکھون مین دم ہی
رکھا سر اُسکا زانو پر اُٹھا کر
طپان ہی گس لیے با حالت غیر
جٹائی ہون مین دسرت کا ہوا خواہ
سدا تھا اتفاق آشنائی ہے
سوے اوج فلک پہونچے بے ازم
پھرے فرط غشی سے جانب خاک
تماشا سب مرے پیش نظر تھا
بٹھالا بر سر اور رنگ شہ پر ہے
کیا سب مین نے دانائی سے چارا
ہیا کی دوا سے درد مین نے

شہ دسرت کو جب آیا ذرا ہوش
مسلسل اب ہوا تار محبت
غرض اُس دن سے اے فخر زمانہ
نبھی تا زندگانی بات باہم
سیا کو لیکے اک راچھس قضا کار
لیے سیتا ہوا مین بر سرِ جنگ
گرا غش کھا کے مین فرشِ زمین پر
جو تھا مین اشتیاقِ چشمِ دیدار
ملے درشن بس اب عزمِ سفر ہے
سُنی جب یہ جناب رام نے بات
کہا اے رونق گلزار ہستی
تمھاری دید سے اک لکو تھا چین
تمھاری جانکنی سے پر دو غم ہے
اگر جینے کی ہو رغبت جلادون
کہا کرگس نے رو کر اے مہاراج
نہ وقت ایسا پھر آئیگا کبھی ہاتھ
یہ کہتا تھا کہ آنکھیں ہوگئین بند
چھٹا مرغِ روان قیدِ بدن سے
بہت رو روکے دی دونون نے آواز

گلے مل مل کے فرمایا بصد جوش
پڑا گردن مین زنار محبت
رہے سب اتحادِ غائبانہ
ہوئے کیا کیا نہ احسانات باہم
اِسی رستے سے کل نکلا ستمگار
گرا لیکن زمین پر ہو کے دلتنگ
وہ ظالم اُڑ گیا عرشِ برین پر
دم اٹکا تھا میانِ دیدۂ زار
کہ ہر دم شدتِ دردِ جگر ہے
ملے دستِ تاسف کہکے ہیہات
کریگا کون ایسی سرپرستی ہا
منور ہو گیا تھا خانۂ عین کے
غمِ مرگِ پدر گویا کہ کم ہے
لیے آئینۂ قدرت جلادون
بقا کی کچھ مجھے خواہش نہین آج
دم اکھڑے آپکے قدمون پہ اپنا ماتھا
سوے سر اُڑ گیا مرغِ خردمند
پھڑک کر اُڑ گیا بلبل چمن سے
نہ لیکن دیدۂ کرگس ہوئے باز

بھرے فرطِ الم سے نعرۂ آہ | ادا کی آخرش رسمِ اگن واہ
بزرگ اپنا سمجھکر باولِ نرم | کرم سے برلبِ دریا کیے کرم
چلے آگئے تب رقت سے نالان | لیے گرگس کفِ افسوس مالان
بکنڈا اک راچھس ظلم سیہ کار | ہوا ان مین مقابل بہرِ پیکار
جناب رام نے دیکھا جو یہ طور | تو فرمایا سری لچھمن سے فی الفور
بہ نرمی اسکو سمجھا دُ بجھا دُ | سمجھ جائے تو کیون سختی دکھا دُ
طبیعت سست ہے تیزی نہین خوب | کسی کی مفت خونریزی نہین خوب
کہا لچھمن نے جا کر راستی سے | عداوت کر نہ رستے مین کجی سے
بصد نخوت کہا راچھس نے ہنسکے | چھٹو گے کب مرے پنجہ مین پھنسکے
شکارِ تازہ ہاتھ آیا بہ مشکل | کرونگا اتقاے آتشِ دل
جنابِ رام نے دیکھا جو یہ رنگ | بہ مجبوری ہوئے آمادہ جنگ
کیا غصے سے تیر آتشین سر | گرا جلکر عدو فرشِ زمین پر
گرا جب مثلِ اشکِ دیدۂ زار | ہوا یا شکلِ نورانی نمودار
جھکا یا سر تفاخر کی نمط سے | کہا گندھرب مین تھا پیشتر سے
دعائے بد سے درباسا کی ناچار | ہوا مین اک دیتِ مردم آزار
چھٹی تھی آپ کی عین انتظاری | ہوئی اب صورتِ مطلب برآری
برنگِ موجہ بادیہ دان وہ | اُڑا کہکر بسوئے آسمان وہ
اُدھر رخصت ہوا وہ اہلِ اکرام | بڑھے آگے جنابِ لچھمن و رام
نظر آیا کسی جا وقتِ گلگشت | مکان اک درمیانِ دامنِ دشت

مصفا سر بسر سینہ کی صورت
منور صاف آئینہ کی صورت

کوئی سیوری زن فرخندہ بنیاد
اُسی دشت لق و دق مین تھی آباد

سنا تھا اُسنے صحرا مین قضا را
کہ ہین یان رام و لچھمن جلوہ آرا

لہذا وہ زن پاکیزہ داماں
سحر کو دشت مین جاتی خراماں

پئے دعوت بر شیرین جو پاتی
وفور شوق سے چن چن کے لاتی

کمال مہربانی سے کسی روز
ہوئے وان خود بدولت جلوہ افروز

بقدر رفعت سیوری کا چمکا
ملا ٹھیکا ہوئی درشن قدم کا

قدم پارے چھوئے گردن جھکا کر
بر شیرین کیے پیش اُسنے لا کر

نہال اُسکو کیا پھل چکھ کے یکبار
نہال مستمندی کا دیا بار

خبر سیتا کی پوچھی ذوق دل سے
کہ تھے فرقت مین جنکے مضمحل سے

کہا ہان دشت پنپا پر ہے نزدیک
ملے گا آپ کو اُس مین پتہ ٹھیک

ہوئے رخصت وہان سے لچھمن و رام
ہم آغوش عروس درد و آلام

آغاز کسکندھا کانڈ پہونچنا رام و لچھمن کا صحرائے پنپاپور مین

رہے یاد جناب رام و لچھمن
لیے دل مین خیال رام و لچھمن

سنبھل اے توسن کلک سبکرو
بیابان سخن مین کر تک و دو

پئے سیتا جناب لچھمن و رام
صبا کی طرح تھے ہر سو سبک گام

رخ انور پہ تھے آثار زردی
قدم کو صدمۂ صحرا نوردی

فراق جانکی مین چشم نمناک
گریبان تحمل سر بسر چاک

جدھر مثل صبا کرتے تھے گلگشت / مہک جاتا تھا سارا دامن دشت
خرامان سوے پنپا پور پہونچے / شب ظلمت مین مثل نور پہونچے
نہالان کہن کوسون ہرے تھے / سراسر میوۂ تر سے بھرے تھے
کہین نسرین کہین لالہ کہین گل ہے / کہین تھا نغمۂ و الحان بلبل ہے
جھکین سب پھولکر شاخ گل تر ہے / بہار سبزہ و سرو و صنوبر ہے
کہین جوہی کہین شبو کو دیکھا / روان صحرا مین آب جو کو دیکھا
اسی صحرا مین اک کوہ گران تھا / بلندی مین نظیر آسمان تھا
جناب رام و لچھمن باصد اندوہ / ہوئے زینت فزاے دامن کوہ
بہار جانفزا دیکھی عجب وان / تصدق جس پہ ہو لطف گلستان
مثال اشک تر چشمے تھے جاری / روان تھی موجۂ باد بہاری
کہین رقصان تھے طاؤسان طناز / کہین تھے نغمہ زن مرغ خوش آواز
کہین کیفیت رنگ سمن تھی ہے / کسی جانب بہار نسترن تھی
کہین تھے قمری و شمشاد باہم / کہین تھا مجمع مرغان فراہم
جو دیکھی رام نے کیفیت دشت / ہوئے ہمراہ لچھمن محو گلگشت
متنگ اک رکھ وہان پر تھے فردکش / وہان کوہ گران مین شکل آتش
جناب رام نے جب کی ملاقات / ادا کی رکھ نے تعظیم و مدارات
چلے آگے وہ سیاح سبکرو / ہوئے محو بہار نخل خودرو
خرامان ہر طرف مثل صبا تھے / بدل محو بہار دلکشا تھے
وہان بندر تھا اک سگریو نامی / قوی اندام و سردار گرامی

برادر اُسکا تھا بالِ قوی بال
مہ عز و کرم خورشید اقبال

زبس آئینۂ دل مین جو تھے زنگ
اُسے وہ غنچہ سان کرتا تھا دلتنگ

اُسی کے خوف سے وہ دل شکستہ
چھپا تھا بن مین آکر خوار و خستہ

کئی میمون تھے ہمراہی مین اُسکی
رفاقت مین ہوا خواہی مین اُسکی

اُنھین مین تھے براہ عزت و شان
جناب کیسری نندن ہنومان

احوال پیدائش سری ہنومان جی کا یعنی راجہ اندر کا گوتم رکھ کے مکان پر آنا اور بد دعا دینا رکھ کا اہلیہ اور انجنی اور راجہ اندر اور چندرمان جی کو اور ظہور فرمانا ہنومان جی کا انجنی کے بطن سے

سری رگھبر ادھر جسم کرم ہو
کہ سرسبزی پہ تا شاخ قلم ہو

سنبھل اے خامۂ فرخندہ تقدیر
رقم کر یان کچھ احوال مہا بیر

کہ جس دم پردۂ سر بستہ ہو افشان
دلِ گوتم پہ تھا زخم جگر پاش

وہ جائے بدنی پہ دکھلا دیا رنگ
ہوئی یعنی اہلیہ پارۂ سنگ

ہوئے داغ اندر کے جسم و جگر مین
کلف کا لگ گیا دھبہ قمر مین

جو تھی اک دختر گوتم اہل اکرام
ضعیفہ و پاکدامن انجنی نام

اُسنے بھی صاف گو تم نے دعا دی
کہ ہو تجھکو حصول نامرادی

دعا کے پھل سے حسرت کا لٹا باغ
میانِ چادرِ عصمت لگے داغ

زبس تھی انکی دریاے فرہنگ
رہی جا کر کنارِ چشمۂ گنگ

بنایا اک مکان بہرِ عبادت
ریاضت کی بہ آئینِ سعادت

بظاہر بند ہر جانب سے گھر تھا
نہ ممکن پیکِ صرصر کا گذر تھا

رہین مثلِ گہر بطنِ صدف مین
چھپا مہر بہ بیت الشرف مین

رہین بند اُسمین یک مدت وہ ذیشان
میانِ جسمِ خاکی صورتِ جان

نہ تھا وان سایۂ خورشید کا دخل
نہ پاتا طائرِ عقلِ رسا دخل

فقط اک روزنِ مخفی تھا در مین
نہ آتا تھا مبصر کی نظر مین

بہ فرطِ تشنگی ہوتین جو بیتاب
اُسی روزن سے پیتین قطرۂ آب

یہ سچ ہے لاکھ تدبیرِ خرد ہو
مگر کب ہونے والی بات رد ہو

بشر ہر چند تدبیرین کرے سب
حروفِ نقشِ پیشانی مٹین کب

کوئی راکھس تھا بھسماسر جفا کوش
سراسر بادۂ نخوت سے مدہوش

سداشیو کی بذوقِ دل جو کی یاد
دیے درشن کہا بس آفرین باد

بیان اس جانفشانی کا سبب کر
خوشی سے مدعاے دل طلب کر

سری گوری بھی تھین ہمراہ شمبھو
انہیں وہ ہمدم و دلخواہ شمبھو

فروغِ حسنِ گوری پہ ہوا غش
لگا دی عشق نے سینہ مین آتش

ہوا آشفتۂ گوری وہ بدخواہ
نہایت قلزمِ دل مین ہوئی چاہ

خیال آیا کہ اب کیجیے وہ تدبیر
عروسِ مدعا ہو جس سے تسخیر

سدا شیو سے گذارش کی کہ ہے ناتھ
سدا شیو ہین جو بھولے ناتھ مشہور
کمال مہربانی سے کہا خیر
قبول آرزو سے وہ زبردست
خیال آیا یہی بہر تمایش
رکھون ہر دم سری گوری کو ہمراہ
زبس تھا زور نخوت پر چڑھا وہ
جو دیکھا شیو نے یہ حال عجائب
چڑھے تھے مثل قدرت جلوہ گر وہ
زبس آمادہ شر تھا جفا کیش وہ
یہ تھا دلمین سر اقدس کو چھو لون
صدا شیو جی بصد وسواس اندوہ
جناب بشن نے دیکھا جو یہ رنگ
سری گوری کی صورت بنکے بیٹھے
ادا سے کرکے ابرو کا اشارا
مری تم کو تو مجکو ہے تری چاہ
سبے دل زین سخن آگاہ باشد
کرے کیا کوئی گر دو دل ہون راضی
مجھے جو صحبت شیو سے حذر ہے

چلے وہ جسکے سر پر مین رکھون ہاتھ
تامل گوشۂ خاطر سے ہے دور
نہ سمجھے ہونے والی ہے کوئی سیر
شراب خودپسندی سے ہوا مست
کرون شمبھو کے سر پر آزمایش
برائے آرزو سے حسب دلخواہ
برنگ سایۂ شمبھو بڑھا وہ
ہوئے مانند بو صحرا سے غائب
روان تھا صورت پیک نظر وہ
کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیش
نسیم آسا گل مطلب کی بو لون
چھپے جا کر میان دامن کوہ
کہ شمبھو دست بر اچھپسے ہی دلتنگ
خرامان سامنے دشمن کے بیٹھے
کہا ہنسکر کہ اے مرد صف آرا
مثل سچ ہے کہ دل کو دل سے ہے راہ
کہ دلہا را ز دلہا راہ باشد
نہین دخل کلام اعتراضی
فقط تاج آن کا منظور نظر ہے

سرین و سر پہ رکھکر ناز سے ہاتھ — وہ گاتے ہین عجب انداز کیساتھ
وہی جلسے دکھائے گر کوئی اور — مطیع حکم ہون اسکی بہر طور
کہا گر ہے یہی مرضی تو تیسر — وہی گت ناچتا ہون دیکھیے سیر
وہ ناری یہ تن خاکی مین بھولا — کہ سب اندیشۂ انجام بھولا
رکھا ہاتھ اپنا جب فرق سر اپنا — تو جلکر گر پڑا فرش زمین پر
دکھا کر بشن اعجاز عجائب — ہوئے خود دفعتہً نظرون سے غائب
خرامان ہر بسر کہسار پہونچے — قریب شیو سبکرفتار پہونچے
گذشتہ سرگذشت اپنی سنائی — شبیہ قدرت کامل دکھائی
کہا شیو نے براہ عقل و فرہنگ — مجھے وہ یک نظر دکھلایئے رنگ
وہی صورت وہی ہو لطف انداز — وہی تیور وہی چتون وہی ناز
جناب بشن نے بدلا وہی روپ — شعاع رخ سے پھیکی پڑ گئی دھوپ
دکھایا عارض تابان کا پرتو — برنگ شمع ہر بتی نے دی لو
جو دیکھا شیو نے وہ حسن دلارام — گھٹا جوش شکیبائی بڑھا کام
جلا اندام تخیل صورت نفس — بہکا ساختہ تخم مقدس
جناب بشن جی نے مسکرا کر — لیا قطرہ کو اک برگ شجر پر
زبس تھا دل مین جوش عقل و فرہنگ — اسے چھوڑا میان چشمۂ گنگ
بہا پانی مین مثل لعل بہتا وہ — درخشان سر بسر مثل سہا وہ
ہوا سو قطرہ کی لیکن چار سو تھی — کہ کوسون عنبر سارا کی بو تھی
ہوا قطرہ غرض زور صبا سے — ہوا باہم عروس مدعا سے

روان قربِ گس عبادتگہ کے پہونچا
حفاظت انجنی نے کی تھی ہر چند
بیاجل رخنۂ دیوار کی راہ
رہا گوہر وہ آغوشِ صدف مین
جو گذرا عہد معمولی قضا کا رہ
عیان چہرے سے آثارِ کرامت
مگر جل نے جو بہکہ قطرۂ تر
ہوئی شرکت صبا کی طشت از بام
بہ پیش انجنی فرطِ طرب سے
گذارش کی براہ نکتہ دانی
جو دیکھی شکل فرزند جگر بند
خلافِ جنس انسان تھی جو صورت
کہا بارے کہ اے فرزند دانا ہو
بوقت صبح داما ن اُفق مین
یکایک ساغر جرات جو چھلکا ہو
برنگِ شعلۂ آتش وہ لپکے
لیا مہر درخشان کو دہن مین ہو
اندھیرا چھا گیا برج سما پر
ہجوم دیو تا ششدر تھا جی مین

مکان انجنی تک جا کے پہونچا
مگر چشم بصیرت ہو گئی بند
گیا تخم مقدس منہ مین ناگاہ
فروغ مہر تھا بیت الشرف مین
ہوئے نشی انجنی نندن نمودار
طراوت بخش گلزار کرامت
گیا منہ مین بزور باد صرصر ہو
یون پتر اِس سبب سے ہو گیا نام
جھکا یا سر کو آئین ادب سے
غذا بخشو بہ فرطِ مہربانی
ہوئین وہ محو حیرانی دم چند
ہوئی آئینۂ دل پر کدورت
نظر جو سُرخ پھل آئے وہ کھانا
طلوعِ مہر تھا رنگِ شفق مین
ہوا دھوکا پسر کو لال پھل کا
گئے گردون پہ برق آسا تڑپ کے
مچا غل پردۂ چرخِ کہن مین
زمین و طبقۂ تحت الثرا پر
خلل تھا کار و بار دنیوی مین

جو دیکھا شور و غل بالائے افلاک — سری سریت ہوئی از بس غضبناک
جو مارا بجر بجرنگی کے تن پر — پڑا وہ ناگہان چاہِ ذقن پر
ذقن کج ہو گئی ضرب گران سے — گرے فرش زمین پر آسمان سے
پڑا تھا پردہ ظلمت جو ہر سو — پریشان تھا ہر اک مانند گیسو
بر کند رو جو ہوتا ہے زبس لال — کھلایا دیوتون نے لاکی فی الحال
طریق صلح و آئین سخن سے — چھڑایا مہر تابان کو دہن سے
ادھر جب ظلم سریت کا سنا حال — پون جی صورت آتش ہوئے لال
اسی ساعت براہِ خشمناکی — کشش کی سربسر بادِ صبا کی
دکھا کر صورت وسواس و اندوہ — رہے جا کر میان دامن کوہ
ہوئی خلقت غریق قلزم غم — پون کے روک لینے سے نہ کا دم
ہر اک تھا خنجر غم سے دل افگار — رہی طاقت نہ دم لینے کی زنہار
ہوئے بے حس طیور و مرغ و ماہی — جہان تھا غرقہ بحر تباہی
غرض سب دیوتا ملکر بصد یاس — سر کہسار پر پہونچے پون پاس
مجاجت سے دکھایا لطف تقریر — کیا داب ادب سے عذر تقصیر
پون جی نے جو دیکھی حالت زار — رہائی دی صبا کو چار ناچار
ہوئی حاصل جہان کو شادمانی — ملا سب کو متاع زندگانی
ہوئے جاری امور دنیوی سب — ہوئے پھر حسیت چالاک توی سب
ہجوم دیوتا نے بادل شاد — پون سے سب نے کہا تب آفرین باد
موثر ہو کوئی حربہ نہ تن مین — بڑھے زور و توانائی بدن مین

غرض خوش ہو کے آئین شرف سے ہر اک نے دی دعا اپنی طرف سے
کسی نے دی دعاے کامرانی کسی نے دی حیات جاودانی
کسی نے بل دیا اس صف شکن کو عطا کی سخت سنگینی بدن کو
کلام آشتی کہکر زبان سے ہوئے سب تو تارخصت وہان سے
مہابیر جی باخاطر شاد ہوئے پھر جا کے پمپا پر مین آباد
محبت سے رہے ہمراہ سگریو وفادار و ترقی خواہ سگریو

آنا مہابیر جی کا رام چندر کے پاس حال دریافت کرنے کے واسطے سگریو کے حکم سے

جناب رام بخشش کی نظر ہو سخن کا طے بآسانی سفر ہو
سنبھل اے توسن کلک رواں تو کہان سے چلکے آپہونچا کہان تو
جو دیکھے رام و لچھمن بر سر کوہ ہوا سگریو دانا محو اندوہ
گمان یہ ہوا دلمین یہ فی الحال کہ ہین شاید یہ جاسوس شغال
تجسس مین مرے آئے ادھر ہین صبا کی طرح سرگرم سفر ہین
لیے تفتیش مطلب جا بکا شہ کیا شی انجنی ست کو روانہ
کہا گر ہون یہ جاسوس برادر تو کہدینا اشارے مین سمجھکر
یہان سے تاکہ ہین فور اً روان ہون کسی کوہ دبیابان مین نہان ہون
مبدل ہو کے شکل برہمن وہ ہوئے یون رام سے گرم سخن وہ

رنگیلی شہر ہو دیوتا ہو کہ
روان کیون صورت باد صبا ہو

سبب کیا ہے کہ با رخسارہ زرد
بشکل جوگیان پھرتے ہو پر درد

طلب ہے یا کسی کی جستجو ہے
کہو کیا غنچۂ مطلب کی بو ہے

کہا سر حلقۂ خیل بشر ہین
سری دسرتھ کے ہم نور نظر ہین

مخاطب ہین بہ اسم لچھمن و رام
میان ہر دو عالم شہرۂ عام

پدر کے حکم سے از بہر گلگشت
ہوئے تھے رونق آرا جانب دشت

عروس جانکی آئی تھین ہمراہ
بہ رنگ بو ہوئین غائب وہ ناگاہ

پھرے مثل صبا صحرا مین ہر سو
نپائی اُس گل گم گشتہ کی بو

تجسس مین قریب دور پہونچے
میان دشت پمپا پور پہونچے

یون سنتے یہ آگاہی جو پائی
بدل کر صورت اصلی دکھائی

قدم پر گر پڑے خوش ہو کے فی الحال
سُنایا قصۂ پیدایش بال

احوال پیدایش سگریو اور بال کا اور جانا رام و لچھمن کا اُنکی ملاقات کو اور مارا جانا بال کا اور تخت نشین ہونا سگریو کا

سری رگھبر گل مضمون ہو سرسبز
سخن ہو صورت برگ شجر سبز

تھا بیر جہد ہی شکر شکن ہین
بصد لطف تکلم خندہ زن ہین

یہ اکم جا مونت اک ہی بیان خرس
قوی ہیکل جسیم و پہلوان خرس

ہمایون طلعت سردار خرستان
جوان دولت سپہ سالار خرسان

دکن مین نربدا پر گھر ہے اسکا — دل گرگ و اسد مین ڈر رہا سکا
کسی دن گھر سے نکلا بہر گلگشت — نظر آئی فضاے دامن دشت
شیو اور گوری داہان پر جلوہ گر تھے — موصل صورت شیر و شکر تھے
پیے نظارۂ روے منور — رکھیشر ملنے والے جاتے تھے اکثر
لہذا بزم خلوت مین خلل تھا — بہار لطف صحبت مین خلل تھا
سدا شیوجی نے جھنجھلا کر کسی روز — دعا دی بہر سیا جان بصد سوز
گذر جسکا کبھی اس بن مین ہو جاے — بدلکر وہ لباس زن مین ہو جاے
قضارا جا موقت آیا جو بن مین — تو صاف آثار زن پائے بدن مین
بنا یعنی زن فرخندہ فرجام — حسین و مہجبین و نازک اندام
ہوا سر سبت کو ذوق ہمکناری — اُدھر سورج کو جوش بیقراری
جناب اندر کا تخم مقدس — الجھکر اُسکے گیسو مین رہا بس
بہا تخم سری سورج زمین پر — گرا طوق گلو سے تا زمین پر
ہوا بال جری بالون سے پیدا — شجاعت جسکی تھی چالون سے پیدا
گلو سے پھر ہوئے سگریو نامی — جوان بخت و سپہ دار و گرامی
ریاضت کی جو زن نے سالہا سال — تو پایا جسم اصلی ہو کے خوشحال
ادھر وہ بال و سگریو دلاور — بسے اس دشت پنپا پر مین آکر
زبس تھا یاوری پر کوکب بخت — ہوا بال جری زیبندۂ تخت
میان دشت حکم اُسکا ہے جاری — زمانہ نے لیے خدمت گذاری
ہوا اک دن جو باہم عرصۂ جنگ — تو غالب آگیا بال خوش آہنگ

برادر کو طریق شور و شر سے / غبار آسا نکالا اپنے گھر سے
نہ دیکھا جب کہیں اپنا گذارا / چھپا اس بن میں سگریو صف آرا
خوشی سے کیجیے چلکر ملاقات / بہم ہو رشتۂ لطف و عنایات
کریں اب اسکی گر مطلب برآری / وہ حاضر ہووے [illegible]تگزاری
جناب رام نے جب یہ سنا حال / رکھی آنکھوں پہ عین انگشت اقبال
ہنومان جری نے قد بڑھایا / ہر اک کو دوش اقدس پہ چڑھایا
کیا رام و لچھمن کو زینت دوش / اڑے اوج ہوا پر صورت ہوش
سر کوہ گراں پر لا اتارا / کہا سگریو سے احوال سارا
خبر سگریو دانا نے جو پائی / تو کی فرط ادب سے جبہہ سائی
گذارش یوں کیا رو رو کے احوال / کہ بھائی ہے مرا شاہنشہ بال
جسیم و صف شکن مغرور ہے وہ / سپہ سالار پنپا پور ہے وہ
ازل سے رشتۂ الفت تھا باہم / رہے ہوش و حواس آسا فراہم
قضارا کوئی راچھس ذہبے نام / مقابل بال کے آیا سیہ کام
بہم دونوں [illegible] سرگرم کشتی / دکھائے شیوۂ طرز درشتی
دغا تھی میرے بھائی کو ازل سے / نہ ہو کھٹکا کبھی جنگ و جدل سے
نہ ہو بال جری کا بال بیکا / اسی کے سر رہا مردی کا ٹیکا
تن اہل دغا سے گھٹ کے رن میں / بہم ہو ضعف زور اسکے بدن میں
ہوئی باہم زمیں زد و آزمائی / مخالف نے شکست آخر کو پائی
[illegible] میدان [illegible] باری تن بہ تقدیر / عدو چلا کے بھاگا صورت تیر

ہوا لہرا کے پیچھے سے دوان بال
برائے شرکتِ حال برادر
وہ رہا جیسی غرقۂ دریائے اندوہ
کہا تب بال نے مجھسے کہ بھائی
رہو تم منتظر یان بادل شاد
پھر زندہ تو پھر ہونگے فراہم
دگر مارا گیا دستِ عدو سے
نہ غنچے کی روش دلتنگ ہونا
گیا وہ درمیان درۂ کوہ
مہینا بھر برس کی انتظار رہی
مرے آئینۂ دل مین پڑا بال کے
مجھے بھی غار سے شاید نکل کے
رہا محو پریشانی دم چند
بہا کر اشک تر با دیدۂ زار رکھو
کہا گھر جا کے احوالِ خرابی کے
ہوا خوا ہون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
رکھا تاج خلافت میرے سر پر
مخالف پر ہوا غالب ادھر بال
ہر آئینہ جو تھی دلمین کدورت

بڑھا ہم صورت موج روان بال
چلا مین گھر سے دنبال برادر
ہوا پنہان میان دامنِ کوہ کے
مین جاتا ہون بے زور آزمائی
مقرر پندرہ دن کی ہے میعاد
پیین گے شربتِ دیدار با ہم
تو کرنا در گذر الفت کی بوسے
خوشی سے مالک اورنگ ہونا
رہا مین وان غریقِ بحر اندوہ
ہوا تب سیل خون رخنہ سے جاری
کہ دستِ غیر سے مارا گیا بال کے
ہم آغوشِ اجل کرتے نہ جل کے
سیر روزن کو پتھر سے کیا بند
پھر اچھاتی پہ پتھر رکھ کے ناچار
ہوا سب کو ہجوم اضطرابی کے
کہ بے وارث ہوا دیہیم اورنگ
زبردستی بٹھالا تخت زر پر
پھر اگھر کو ہم آغوشِ ظفر بال کے
مقابل آیا آئینہ کی صورت

مجھے دیکھا جو یان اور تنگ زر پر
عدا دینے وہ دی اک ضرب مشت
کہا رو رو کے مین نے حال ماضی
زن و مال و زر و زیور کیا ضبط
ہوا پھر مین بصد مشکل گریزان
ازل سے ہے دعاے عابد پاک
لہذا آ نہین سکتا ادھر سے
پریشان ہون برنگ زلف برہم
اگر کچھ آپ کی چشم کرم ہو
سنی جب داستان درد ناکام
شہ بال دلاور کو بصد سوز
نہو تو صدمۂ غم سے ہراسان
عدو کو کر کے پابند تباہی
ملا جب آب تسکین تشنہ لب کو
گذارش کی بصد ارمان و اندوہ
صداے گریہ و آواز پر جوش
سوے گردون جو دیکھا سر اٹھا کر
لیے اک نازنین نازک اندام
سُنی گو گریہ و زاری کی آواز

ہوا مائل فساد شور و شر پر
سراسر خم ہلال آسا ہوئی پشت
رہی لیکن نگاہ اعتراضی
شکستہ کر دیا سر رشتۂ ربط
چھپا اس بن مین آ کر اشک ریزان
جو بال اس کوہ پر آئے تو ہو خاک
حفاظت کو دعا شکل سپر ہے
ملا اب تک نہ زخم دل کو مرہم
متاع مطلب خاطر بہم ہو
براہ آشتی بولے سریرام
کرونگا کشتۂ تیر جگر دوز
کرونگا عقدۂ مشکل کو آسان
تجھے دونگا سریر و تاج شاہی
جھکایا گردن فرق ادب کو
مین بیٹھا تھا کسی دن بر سر کوہ
پڑی ناگہ میان پردۂ گوش
تو رتھ آیا نظر اوج ہوا پر
کوئی راچھس اڑا جاتا تھا ناکام
کھلا لیکن نہ مطلق عقدۂ راز

…ئے مجمعِ میمون جو دیکھا
…ن آپ کا مضمون جو آیا
…رلق بحرِ حیرانی وہی یقین
یہ کہکر جامۂ اقدس منگایا
ہوا دونون کو اک جوشِ الم اور
لگایا جامۂ زیبا کو سر سے
کہا سگریو نے بس بس مہاراج
بس اب چندے گوارا کیجیے صبر
مجھے پاے مبارک کی قسم ہے
سراغِ جانکی جبتک نہ لاؤن
نہ رکھون تاجِ سلطانی کو سر پہ
ولے گر آپ کی چشمِ مدد ہو
ملے مجکو جو نقدِ عیش و آرام
بچشم و سر غبارِ نقشِ پا ہون
جمالِ مطلبِ دل ہو جو ظاہر
جبین و سر سے محوِ جستجو ہون
جو ہون زیرِ زمین یا آسمان پہ
اگر رونق فزا ہون زیرِ پاتال
برنگِ بو چمن مین ہون تو لاؤن

دوپٹہ اک ہوا سے اُسنے پھینکا
یقین اب خاطرِ مضطر کو آیا
سری سیتا مہارانی وہی یقین
جنابِ رام لچھمن کو دکھایا
ترقی پر ہوا دریاے غم اور
سرشکِ خون بہائے چشمِ تر سے
متاعِ ہوش دل کیجے نہ تاراج
نہ کیجے پرزے پرزے دامنِ صبر
کرونگا بندگی تا دم مین دم ہے
امورِ سلطنت سے ہاتھ اٹھاؤن
نہ ہون رونق فزا اورنگِ زر پر
غمِ دشمن دلِ مضطر سے دور ہو
دل و جان سے بجا لاؤن مین سب کام
برنگِ چوبِ صندل جبہ سا ہون
نہون مین حلقۂ طاعت سے باہر
روان صحرا بہ صحرا مثلِ بو ہون
ہوا یا سطحِ آبِ رواں پر
تو ڈھونڈھون چاہ سے پانی مین فی الحال
صبا بنکر جو بن مین ہون تو لاؤن

سُنے جب یہ کلام فرحت انجام
ہوئی گویا براہ آشنائی

بدل ہیں مستعد بہر مدد ہم
کہا سگریونے یون با دلِ نیک

ہوئی مدت کہ اک راچھس بد آہنگ
اُسے بالِ دلاور نے پچھاڑا

اُسی راچھس کے یہ سب استخوان ہین
اُٹھا کے جو کوئی اُنکو بسرِ دست

سوا اسکے ہی اک اور آزمایش
یہ سات اس جا جو تاڑون کے شجر ہین

کمان سے جو کوئی ناوک کو جوڑے
کمر باندھے وہ اُسکی ہمسری پر

جناب رام نے باصد صفائی
کہ یعنی استخوانِ راچھس مست

برنگِ خس اُٹھا کر بن مین پھینکا
کیا پھر ایک تیرِ آتشین سر

جو دیکھے دستِ قدرت کے یہ اوصاف
یقین آیا کہ نورِ پاک ہین یہ

قدم پر گر داکر جبہہ سائی

تو ہووے حسبِ فرقت سرِ انجام
کرو دشمن سے تم جنگ آزمائی

جو آئے گی بلا کر دین گے رد ہم
مجھے مدِ نظر ہے امتحان ایک

ہوا بھائی سے میرے بر سرِ جنگ
نہالِ زندگی جڑ سے اُکھاڑا

زمین پر صورتِ کوہِ گران ہین
وہی بالِ دلاور کو کرے پست

رخِ مطلب کی ہو جس سے نمائش
مسلسل زلف سان باہم کمر ہین

یکایک تاڑ کر تاڑون کو توڑے
مظفر ہو وہی بالِ جری پر

بہارِ قدرتِ کامل دکھائی
اُٹھائے سب بنوکِ ناخنِ دست

تماشا سب نے عین آنکھون سے دیکھا
اُڑے نخلِ بیابان صورتِ پر

تو شک آئینۂ دل سے مٹا صاف
جہان مین صاحبِ ادراک ہین یہ

چلا جو شان سے پے جنگ آزمائی

وہ صحرا گونج اٹھا نعرہ جو مارا · دربال دلاور یہ پکارا
صدا سنکر عدو جوش تعب سے · برنگ شعلہ کانپ اٹھا غضب سے
جلا نار غضب مین پا سے تا فرق · تڑپ کر سر پہ پہونچا صورت برق
وہ مارا سر پہ گھونسا زور تن سے · اڑا مرغ توانائی بدن سے
رہا زور صف آرائی نہ اسکو · مقابل ہو یہ تاب آئی نہ اسکو
مڑا میدان سے مثل آب شمشیر · پریشان ہو کے بھاگا صورت تیر
گیا با چشم تر پیش سری رام · کہ تھا از بس وفا کیش سری رام
کہا خوب آپ نے یاری نباہی · محبت اور غمخواری نباہی
پھنسایا تھا مجھے دیکر دلاسا · لگایا طائر مطلب کو لاسا
گیا ہوتا مرا دم آکے دم مین · عبث مین پھنس گیا قید الم مین
ہنسی مین آ کے جاتی مری جان · کیا خوب اس مری مشکل کو آسان
کہا تب رام نے یہ مسکرا کر · کہ تم ہمشکل ہو دونون برادر
جبین و ابرو و خال و خط و گوش · ہین یکسان دست و پا و بازو و دوش
نہ مین دونون مین مطلق فرق سمجھا · برابر تن کے زرق و برق سمجھا
اسی باعث سے کی تاخیر مین نے · دکھایا کچھ نہ زور تیر مین نے
زبان پر تکلم سے یہ کہکر · پنہایا اسکو اک بار گل تر
کہا کافی یہ ہے پہر نشانی · کر اب میدان مین جا کر جو ٹھانی
گیا دریا صفت مین جو جوشان · تو دشمن بشکل رعد آیا خروشان
بہم وحشی کی صورت آملے وہ · لیا یک فیل مست آسا ملے وہ

لڑے باہم گرد دونون دغا کوش
جناب رام زیر نخل تر تھے
جو دیکھا زور مین سگریو ہارا
کیا گوشے سے تیر آتشین سر
پڑا جسم گران پر زخم کاری
برائے بخشش اعزاز و اکرام
کہا بال جری نے اے مہاراج
تمنا ہے مری ثابت ہو تقصیر
عدو مین ہون مگر سگریو پیارا
نہین زیبا شہنشاہون کو کاوش
فروغ صبح صادق ہر طرف ہے
ہراک جا ہے ضیائے ماہ و خورشید
ہراک مین ہو رگ مغز سر پوست
برادر کو اگر مارا تو مارا ہے
جفا کی اسپہ یا مشق عطا کی ہے
ہوا کیا اس سے کار خیر خواہی
کہان کا ہے یہ رسم و شیوہ و داد
ہوا مجرم سے جب مضمون پیارا
کہ دخت و زوجہ و طفل و برادر

ملا ہے سینہ دوش سے دش
کھڑے در پردۂ شاخ شجر تھے
زبر قوت مین ہے بال صف آرا
گرا بال جری فرش زمین پر
ہوا فوارۂ خون تن سے جاری
دم مرگ اسکی بالین پہ گئے رام
عطا پاش او خطا پوش ہے سرتاج
کیا تُنے کس خطا پر کشتۂ تیر ہے
سبب کیا مجکو بے تقصیر مارا
برابر چاہیے سب پر نوازش
نہین یہ رسم شاہان سلف ہے
بلند و پست کی مطلق نہین قید
نہین یکسان ہین دونون دشمن و دوست
ہوا آپ خود بدولت سے صف آرا
تمھاری مین نے کیا سہوا خطا کی
فنا کر کے مجھے الفت بنا ہی
کہ مارا مجکو چھپکر شکل صیاد
سری رگھبیر ہوئے یون تکیہ آرا
چہارم دخت خواہر ہین برابر

بچشم بد انھین دیکھے جو کوئی ۔ سزا واجب ہے از راہ نکوئی
کرے اسکو اگر آغشتۂ خاک ۔ تو دامن خون عصیان سے ہے پاک
ملا تجکو سریر و تاج شاہی ۔ بہم تھا رتبۂ عالم پناہی
برنگ گل یہ پیراہن مین پھولائے ۔ سراسر شیوۂ شفقت کو بھولائے
جو بھائی قوت بازو ہے مشہور ۔ اُسے تو نے تہ دل سے کیا دور
ملایا خاک مین اوج برادر ۔ ستم سے چھین لی زوج برادر
سزا تیری یہی واجب تھی نادان ۔ کہ ہو عبرت پئے عالی نژادان
ہوا تب نعرہ زن بال دلاور ۔ کہ کام آیا مرا اقبال یاور
سراسر اختر تقدیر چمکا ۔ کہ سایہ پڑ گیا سر پر قدم کا
ہوا کہکر جو وہ رقت سے خاموش ۔ تو دریاے ترحم نے کیا جوش
کہا زندہ کرون بخشون تجھے تاج ۔ کہا بالی جری نے اے مہاراج
بشر کرتے ہین تدبیر ہر چند ۔ دم آخر ہو قفل زبان بند
اجل کی سر پہ چھا جاتی ہے جب شام ۔ نہین منہ سے نکلتا رام کا نام
مجھے یہ دولت عظمے بہت ہے ۔ کہ دیدہ حلقۂ نقش قدم ہے
تصور سے فنا ہوتے ہین سب پاپ ۔ مجسم یان تو خود موجود ہین آپ
اگر پیش قدم نکلے مرا دم ۔ عدو کا کچھ نہین اندیشۂ و غم
بس اب اس سے زیادہ کیا ہوس ہے ۔ نہین مرنے کا مطلق پیش و پس ہے
یہ کہکر الغرض با چشم نمناک ۔ تن خاکی کو چھوڑا بر سر خاک
زن تارا جو گیانیان مین تھی ایک ۔ بہت برتا عفیف و پارسا نیک

سنے اُس نے جو یہ شوہر کے اخبار
تپِ فرقت سے نالان صورتِ ابر
مچایا نالہ و فریاد و زاری کو
جناب رام نے آکر دمِ چند
یہ تھا فیضِ کلامِ فرحت اندوز
تسلّی دے چکے جب بادلِ شاد
بہارِ دامنِ صحرا ابھی سے
سرِ سگریو پہ جا کر رکھو تاج کو
بجاہ و شوکت و شانِ لطافت
سری لچھمن خوشی سے جا یکانہ
بردزہ احسن و تاریخ خوشتر
بصد شادی تلک کھینچا جبین پر
پھری سگریو کی ہر سو دوہائی کو
سری لچھمن نے از راہ شرافت
کیا تارہ کو پھر پیوند اُسی سے
وہ انگد بالی کا طفل قوی تن
ولیعہدی کا پایا اُس نے پایا
سگریو نے پھر ہو کے خوشتر کو
ہر اک پہ کی نگاہ مہربانی

سرِ لاشہ پہ آئی بادلِ زار
چھٹا دستِ خرد سے دامنِ صبر کو
سرشکِ خون کیے انگد نے جاری
تشفی دی سنائے کلمۂ پند
کہ سمجھا کر بجھایا شعلۂ سوز
کیا تب یون سری لچھمن نے ارشاد
مجھے بستی مین جانے کی قسم ہے
کہ بخشا مین نے بنیا پدر کا راج
رہے یہ زینتِ تختِ خلافت کو
ہوئے پھر سوئے بنیا پر روانہ
سرِ میمون پہ رکھا افسرِ زر
مچا شورِ طرب عرشِ برین پر
عروسِ عیش نے صورت دکھائی
دیا میمون کو اورنگِ خلافت کو
قرانِ زہرہ کو بخشا مشتری سے
کہ تھا بیٹا کہ دلیر و ضیغم افگن
ادب سے شیوۂ طاعت دکھایا
دیے پیر و جوان کو خلعتِ زر
برنگِ ابر کی گوہر فشانی کو

حضور رام و لچھمن چشم و سر کر
اداے شکر کو آیا وہ گھر سے

مہاراج الدھراج از رہ الطاف
ہوئے شکر فشان یون با دلِ صاف

نہو نا دولت دنیا پہ مغرور
کہ تا شمع خلافت مین رہے نور

رعیت کو کرم سے شاد رکھنا
میانِ گوشۂ دل یاد رکھنا

کہا پھر اُسکُو یون با دیدۂ تر
کہ فصلِ برشگال آتی ہے سر پر

رہین گے اب سرکتا رپہ ہم
زبس ہین مستقل اقرار پہ ہم

پراب آئینۂ دل مین کرو غور
وفاے وعدہ ہو واجب بہر طور

یہ فرما کر بہ فرطِ درد و اندوہ
ہوئے رونق فزاے دامن کوہ

سگریو کا عیش و عشرت مین مشغول ہونا اقرار فراموش کر کے اور جانا لچھمن کا واسطے یاد دہی اقرار تجسس سری جانکی جی کے اور عذر کرنا سگریو کا واسطے معافی تقصیر کے اور مستعد ہونا ایفاے وعدہ پر

جناب رام کی ہر دم رہے یاد
تصور سے دلِ مضطر ہے شاد

قلم نیسان کی صورت تر زبان ہی
زمین صفحہ پر گوہر فشان ہے

برنگِ تختہ گلشن ہی قرطاس
ہر اک نقطہ مین ہی غنچہ کی بو باس

بہ فیضِ مدح ہے مخملِ سخن سبز
زر افشاں صاف دامانِ ورق ہے
ہوائے موسمِ گرما جو بدلی
ہوئے مخمل کہن تازہ چمن میں
سبز تھی زمیں چادرِ عرش
ہر اک جانب بہارِ لالہ و گل ہے
بے نظارۂ کیفیتِ عام
جو دیکھا آسمانی خیمۂ ابر
طپش دیکھی جو برقِ پُر شرر کی
بھریں جھیلیں نظر آئیں جو کیسر
جناب جانکی جی کی ہوئی چاہ
کہیں بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش
کہیں طوطی خوشی سے تر زباں تھی
کہیں پر قیدِ غم سے ہو کے آزاد
کہیں نسریں کہیں سنبل کی بو تھی
ہجومِ مرغِ خوش آواز دیکھے
کہیں پریاں شوخی سے سر دست
چنبیلی سے بہارِ جانفزا تھی
نشیلی آنکھ میں سُرخی کے ڈورے

ورق ہی صورتِ رنگِ چمن سبز
رخِ شنجرف بر رنگِ شفق ہے
تو ابرِ تر نے بارش کی سند لی
جوانانِ چمن پھولے بدن میں
ہر اک سو سبزۂ خودرو کا تھا فرش
صدائے قمری و آوازِ بلبل
خراماں تھے جنابِ لچھمن و رام
بڑھا دریائے بیتابی گھٹا صبر
تو شدت ہو گئی دردِ جگر کی ہے
بھر آئے چشمۂ چشمِ منوّر
کیے نالے تپ غم سے بھری آہ
کہیں قمری صنوبر سے ہم آغوش
صدائے نغمہ میں رطب اللساں تھی
اکڑ دکھلا رہے تھے سرو و شمشاد
ہوائے عنبر آگیں چار سو تھی
چکوروں کے خرامِ ناز دیکھے
اشارے کر رہی تھی نرگسِ مست
کہیں البیلے بیلے کی فضا تھی
کھلے تھے چشمِ نرگس کے کٹورے

ہوئی دل مین دو بالا شدت درد
وہ رنگِ عارضِ تابان ہوا زرد

جمالِ گل تھا خار آنکھو مین انکی
خزان تھی سب بہار آنکھو مین انکی

چڑھا زور رون پہ بحرِ نالہ و رنج
رہے برسات بھر محوِ شش و پنج

سنبھل اے توسنِ کلکِ جوان بخت
کہ طے کرنا ابھی ہے منزلِ سخت

بیان سب ہو چکا بارش کا احوال
رقم کر اب شہ سگریو کا حال

کہ یعنے وہ مہِ برجِ شرافت
ہوا جب رونقِ تختِ خلافت

ہوا سرگرمِ کارِ بادشاہی
رہا محوِ بہارِ پادشاہی

سراسر عیش و عشرت کا جما رنگ
کہین طبلہ کہین دف تھا کہین چنگ

خوشی سے جامۂ تن مین گیا پھول
وہ اقرار و قسم دل سے گیا بھول

جنابِ رام نے جوشِ غضب سے
کہا یہ لچھمن عالی نسب سے

کہ گذرے یان ہین ایام برسات
ہوا کچھ حاصلِ مطلب نہ ہیہات

ہوا سیمون سے نخوت سے مدہوش
کیا پاسِ وفا دل سے فراموش

شرابِ خود پسندی سے ہوا مست
ذرا اوجِ تجسس پر نہ کی جست

کہو سگریو سے جا کر کہ بھائی
یہی شاید ہے رسمِ آشنائی

در مطلب نہ مطلق ہاتھ آیا
سراغ جانکی اب تک نہ پایا

نہین واجب ہے یا مردونکو سستی
وفاے وعدہ مین لازم ہے چستی

قدم چھو کر چلے لچھمن سوے شہر
جبین سے آشکارا جلوۂ قہر

نوید مقدم لچھمن جو پائی
گیا سیمون براے پیشوائی

نظر آئی تشکن لوحِ جبین پر
غضب غصہ عیان ابرو کی چین پر

تن سگر کا نیا صورت بید
غبار پا کو ماتھے پر لگایا
کہا لچھمن نے اے میمون نادان
مے عشرت سے ہو کر مست و مخمور
جناب رام کے احسان کو بھولا
یہی واجب تھا اے احسان فراموش
خبر کچھ جانکی جی کی نہ لایا
جناب رام نے شاہی عطا کی
یہی واجب ہے اے برگشتہ تقدیر
اتاروں فرق نخوت سے ترے تاج
سنا سگر یو نے جبدم یہ مضمون
عرق آیا اسے از پا سے تا فرق
قدم پر گر بفرط آہ و زاری
کہا اے سر چشمۂ جود و کرامات
بلاشک میں نے ہاں تقصیر کی ہے
مگر امید ہے چشم کرم کی
کئے ہیں رام نے مجھ پر وہ احسان
نہ بھولوں گا کہ جبتک زندہ ہوں میں
تغافل کے سبب سے حاصل شرم

گرا جا کر قدم پر با صد امید
قدم پر سر بتسلیم و سر جھکایا
یہی ہے شیوۂ عالی نژادان
تو دل سے کیا پاس سخن دور
بہار جشن سلطانی پہ بھولا
برنگ شمع بیٹھا بن کے خاموش
نہ آئینہ کی صورت منہ دکھایا
عطائے تازہ پر تو نے خطا کی
کروں تجکو اسی دم کشتۂ تیر
کروں تخت خلافت تاخت و تاراج
بہایا آنکھ سے فوارۂ خون
سراپا بحر خجلت میں ہوا غرق
گزارش کی براہ انکساری
کرم بخشِ جہان ہے آپکی ذات
خطائے واجب التعزیر کی ہے
ملے برکت مجھے خاک اس قدم کی
کہ بخشا از سر نو گوہر جان
خطا سے اپنی خود شرمندہ ہوں میں
تجسس میں بسر اب ہوتا ہوں سرگرم

سری لچھمن کی آمد کی مچی دھوم / قدمبوسی کو آئے پیر و معصوم
زنِ تارا ہوئی پا بوس والا / قدم پر لا کے خود انگد کو ڈالا
پھرے بارے سری لچھمن وہان سے / کیا رگھبر کو خوش اس داستان سے

آغاز سندر کانڈ بھیجنا سگریو کا بندرون کو تلاش جانکی مین اور ہنومان جاموںت اور انگد کا پہونچنا سمندر کے کنارے پر اور بعد ملاقات سنپات گرگس کے سمندر پھاند کے لنکا مین جانا ہنومان کا اور مارنا ان کے بیٹے کو معہ فوج اور جلانا لنکا کو اور خبر لانا سیتا کی ایہ ابچندر کے پاس

ملے رگھبر قلم کو پاے سبقت / خرام کبک پر لیجائے سبقت
زمین صفحہ مانند چمن ہے / قلم بصورت شاخ سمن ہے
ہر اک نقطہ مین زیبائش بڑی ہے / زمین صفحہ پہ بوٹی جڑی ہے
شہ میمون جو تھا سگریو نامی / سپہ سالار و سردار گرامی
ہوا تختِ شہی پر جلوہ آرا / کیا یون خیل میمون کو اشارا
تلاشِ جانکی مین سربکف تم / پھرو صحرا بہ صحرا سربکف تم

سراغ شاہ مطلب جو لائے
وہی میمون ہو سردار گرامی ہے
ہوا نازل جو یہ حکم شہنشاہ
ہجوم خرس و میمون خیل در خیل
پھرے کوچہ بکوچہ شہر در شہر
مکان و کوچہ و بازار ڈھونڈھے
پھرے صحرا بہ صحرا کوہ در کوہ
ہر اک صحرا کی خس جا کر اکھاڑی
درندوں سے پتا پوچھا نہ پایا
گل و بلبل سے ہر گلشن میں پوچھا
زبس کی دوڑ دھوپ ور شل کیے پاؤں
پھرے سب دشت پیما پر کو ناچار
وہ بے نیل و مرام آئے جو ناکام
عرق شرمندگی سے تن بدن میں
خجالت سے خیال چشم پوشی
کوئی غمگین کوئی مضطر کوئی زار
گزارش دست بستہ کی بصد شرم
ہر اک ناکام ندامت میں یکتا تھا
سپیری رگھبر ہوئے یہ سنکے خاموش

سرافرازی وہ ہم چشموں میں پائے
وہی پائے متاع نیکنامی
صبا بنکر چلے بن کو ہوا خواہ
چلے جوشان امنڈ کر صورت سیل
قدم سے سب نے ناپا تختۂ دہر
سراسر تختۂ و گلزار ڈھونڈھے
نہ کچھ حاصل ہوا جز نقد اندوہ
نظر آئی جہاں جھاڑی وہ جھاڑی
پرندوں سے نہ مطلب ہاتھ آیا
ہر اک پیک صبا سے بن میں پوچھا
پتی کی پر نہ صحرا میں ملی چھانو ن
غریق بحر غم با دیدۂ زار
گئے پیش جناب لچھمن و رام
چھپے جاتے تھے میمون پیرہن میں
ہر اک کے لب پہ تھی مہر خموشی
کوئی ششدر کوئی از بس دل افگار
بچشم تر ہوئے صحرا میں سرگرم
ملکشبار فکر ابھی تک تار سے
اٹھا درد شکیبائی کا اک جوش

اسی انبوہ میمون مین قضا را — ہنومان جری تھے جلوہ آرا
سری رام ان سے بولے اٹھکے کہ بھائی — دکھاؤ تم طریق آشنائی
تمھین ہو پایۂ ہمت بلندی — تمھارے سر ہے تاج ارجمندی
تمھین سے حاصل آرام ہوگا — تمھی سے سب یہ کام انجام ہوگا
یہ فرما کر براہِ قدردانی — انگوٹھی اپنی دی بہرِ نشانی
کہا اب صورتِ صرصر رواں ہو — برنگِ موجِ آب تر رواں ہو
ہنومانِ دلاور با دلِ شاد — اٹھے ہنسکر پئے تعمیلِ ارشاد
قدم کو چھو کے آئینِ ادب سے — چلے مثلِ صبا فرطِ طرب سے
شہ میمون نے باصد عقل و تدبیر — کیا انگد کو ہمراہِ بہا بیر
شہ خرسان نے از راہ صداقت — بہا بیر جری کی کی رفاقت
یہ تینون جامونت انگد ہنومان — بہم تھے صورتِ چشم و دل و جان
روان مثلِ صبا ہر ہر قدم تھے — برنگِ برق تابان ہر قدم تھے
نسیم صبح ہمراہی سے ہاری — روش پہ تھی فدا بادِ بہاری
پتا پوچھا ہر اک دیوار و در سے — سحر سے شاخ سے برگ و ثمر سے
ہوا مین خاک مین پانی مین ڈھونڈھا — ہر اک بستی مین ویرانی مین ڈھونڈھا
پھرے صحرا بصحرا صف شکن سب — شمال و مشرق و مغرب دکن سب
کبھی تھے تختۂ گردون پہ جویان — کبھی تحت الثری مین تھے وہ پویان
برنگِ موجِ دریا دوڑتے تھے — حباب آسا قدم مین آبلے تھے
غرض جوشان خروشان تینون شہ رو — ہوئے وارد کنارِ قلزمِ شور

وہان شپات تھا اک کرگس پیر
اسیر حلقۂ درد و الم وہ
ضعیف و لاغر و بے بال و پر تھا
نظر آگئے جو یہ سرچشمۂ جود
بس آنکھیں کھولدین روزن کی صورت
کئی فاقے سے تھا از بس دل افگار
مقدر سے ملا اک لقمۂ تر
سنا جب یہ کلام کرگس پیر
برنگ بید کانپ اٹھے صف افگن
گئے لرزان بہ پیش کرگس زار
کہ اے شاہنشہ شاہین شاہین
سری سیتا سری لچھمن سری رام
کوئی راچھس فریب و مکر و فن سے
تری شکل ایک تھا کرگس جٹائی
عدو نے سر بسر نوچے پر و بال
گئے جب وان جناب لچھمن و رام
گران تھی زندگی اس تیز دم پر
جو تھا وہ طائر بے پر ہوا خواہ
دیا راہ قدم سے پایۂ مکت

بیابان ریگ وان پر مثل نخچیر
پڑا تھا صورت نقش قدم وہ
نحیف و ناتوان و چشم تر تھا
تو سمجھا لقمۂ حلوا اسے لے دو دد
دہن کو وا کیا گلخن کی صورت
نہ تن مین طاقت جنبش تھی زنہار
غذا اسے خوشنما آئی میسر
اڑا مرغ حواس و ہوش و تدبیر
دبے سمٹے میان جامۂ تن
ہوئے نیسان صفت لب گہربار
مبارک طلعت و فرخندہ آئین
ہوئے ہین جانب صحرا سبک گام
اڑا کر لیگیا سیتا کو بن سے
ہوا آمادۂ جنگ آزمائی
تن کرگس کیا تیرون سے غربال
اسے دیکھا اسیر درد و آلام
تو چھوڑا قالب خاکی قدم پر
ادا کی دست اقدس سے اگن داہ
ہوا حاصل اسے سرمایۂ مکت

تلاش جانکی مین اے وفاکار
ہم آئے ہین ادھر با دیدۂ زار

مناسب ہے خطا سے درگذر تو
اجازت دے ہمین بہر سفر تو

سنا کرگس نے جب حال جٹائی
کہا وہ نوجوان میرا تھا بھائی

زبس عقل و خرد سے دور تھے ہم
سر و بر خود سری سے چور تھے ہم

براہ نخوت زور آزمائی
اڑے اوج ہوا پر دونون بھائی

وہ تاب نیر اعظم نہ لایا
زمین پر اوج گردون سے پھر آیا

مری چشم بصیرت ہوگئی کور
بڑھا یا اسے سبقت کو بصد شور

برنگ موجۂ صرصر بڑھا مین
عروج بام گردون پر چڑھا مین

ضیاے مہر سے بس یہ ہوا حال
جلے مانند خس میرے پر و بال

پریشان اوج گردون سے پھرا مین
کنار بحر شور آکر گرا مین

مثل ہندی کی پیش آئی یہ فی الحال
چلا کوا بدل کر ہنس کی چال

اسی دم سے نحیف و ناتوان ہون
مثال ماہی آبی طپان ہون

مجھے اک رکھ نے دیکھا بس کہ دلگیر
ہوئے جوتش کرم سنئے گرم تقریر

جب آئین گے یہان پر قاصد رام
جمینگے بال و پر بے درد و آلام

یہ تقریر رکھیشر کا اثر ہے
وہی پایان ماجرا پیش نظر ہے

بس اب ضعف بدن ہو جائیگا دور
جمینگے بال و پر تن مین بدستور

سنو اب جانکی جی کا فسانہ
کہ ہین مضطر وہ مخدوم زمانہ

شہ لنکا جو راون ہے زبردست
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ مست

اڑا لایا ہے سیتا کو وہ بن سے
برنگ بوے گل قید چمن سے

بسایا ہے سیان تختہ باغ
یہان سے جانکی گو دور تر ہین
تب فرقت سے ہو گو ہونٹھ پر دم
نہین تن مرے سے تاب پرواز
جسے کچھ زور و طاقت کا گمان ہو
ہوئے شادان بہ سنکر قاصد رام
غریق بحر حیرت تھے وہ شہزور
کہا تب شاہ خرسان نے کہ بھائی
جوانی مین یہ کچھ مشکل نہ تھا کام
پڑا ہے شدت ایام پیری
کہا انگد نے جا سکتا ہون مین پار
جناب انجنی نندن تھے خاموش
شہ خرسان زبس تھا دانش آگاہ
کمال فطرت و انشوری سے
کہے لب پر عبث ہے خموشی
دعا کی وجہ سے تم اسے نکو خواہ
ازل سے وہ تمہین طاقت بہم ہے
نہین مطلق مقام پیش و پس ہے
یون سنے جب کلمہ ہوش

دیے ہین بجلی نے داغ پر داغ
مگر ہر دم مرے پیش نظر ہین
یہان سے دیکھتا رہتا ہون ہر دم
نقاہت کے سبب جنبش سے ہون باز
تہ دریا وہ دریا دل روان ہو
ہوئے پھر قصر گرگس سے سبک گام
رکے پھر عبور قلزم شور
نہین میری وہان تک ہے رسائی
توانائی مری ہے شہرہ عام
عصا نے کی ہے آکر دستگیری
نہین طاقت مجھے پھرنے کی زنہار
ہر اک بحر تکلم مین تھا پر جوش
فہیم و اہل تدبر و نکو خواہ
ہوا گویا ہنومان جبری سے
کرو بحر دنا مین گرم جوشی
نہین اپنی توانائی سے آگاہ
کرو گے قلزم زخار کو طے
خبر لاؤ تمہین گو دسترس ہے
تو دریا سے شجاعت نے کیا جوش

دمِ رخصت ہوئے سب سے بغلگیر
کمالِ زورِ بازو سے وہ کی جست
تری مین مایۂ جابکتری وہ
صبا نے گرچہ ہمراہی کی چاہ
دمِ رفتار سرعت کا یہ تھا حال
میانِ قلزم اک اچھس تھا ناکام
زبس نیرنگ و افسون ساز تھا وہ
جہان کچھ سایۂ مرغ سبک پر
اسی دم کھینچکر اوجِ ہوا سے
جو دیکھا سایۂ پا سے ہنا بیر
خوشی سے دفعتًہ کھولا دہن کو
رہائی کی نہ دیکھی جب کوئی چال
اسے مارا بصد زور آزمائی
بصد سرعت سمندر پار پہونچے
کنارِ قلزم اک کہسار دیکھا
پئے تفتیشِ اسرارِ نہانی
وہان سے شہر لنکا پر نظر کی
نظر آیا عجب اک شہر رخشان
نہ پوچھو کچھ مکانون کی صفائی
چڑھے اک کوہ بالا پر ہنا بیر
کہ کانپے انجم گردون سر دست
چلے جو شان بصد دانشوری وہ
نہ لیکن بجز قدرت کی ملی تھاہ
جھپٹ مین توسنِ صرصر تھا پامال
دل آزاری کے فن مین شہرۂ عام
پرانے مرغ دل شہباز تھا وہ
نظر آتا میانِ قلزمِ تر
دہن مین جھونکتا طرز جفا سے
تو مرغ آسا وہ پھڑکا اہلِ تزویر
سرِ گردون سے کھینچا صف شکن کو
کیا قدمون سے اس سرکش کو پامال
اڑے پھر صورتِ تیر ہوائی
وہ دریا دل سبک رفتار پہونچے
نظیرِ چرخ نا ہنجار دیکھا
چڑھے اس پر بہ فرطِ شادمانی
تہِ دل سے مٹی کلفت سفر کی
سراسر معدنِ لعلِ بدخشان
کہ آئینہ سے مانگے رونمائی

مکان خوشنما ہمپایۂ عرش
مطلّا کوچہ و بازار سارے
اگر عرض اُسکی وسعت کا کرون طول
زمین طاق و رواق و در سنہرے
سراسر خوبی و نزہت سے معمور تھا
قریب گنبدِ گردون ہر اک قصر
ہر اک جانب دیتان تو مسند
تماشا دیکھکر لنکا کا سارا
چلے جب سوے لنکا بے تامل
کیا خوش ہوکے سرسا کو روانہ
زن سرسا جب آئی جسم و سر
مقابل ہوکے آئینہ کی صورت
چلا تو کس طرف کو بے محابا
ذرا گر مجھسے تو زور آزمائی
لبون پر دم ہے فرطِ اشتہا سے
کہا ہنسکر کہ مین ہون قاصدِ رام
الجھکر راہ مین دکھلا نہ بل تو
خبر لنکا سے لے آؤن بآرام
فراغت کرکے سب کا یاد سے

بچھا فرش زمین پر نور کا فرش
ستون و سقف مینا کار سارے
خیالِ خام ہے اور عقل مجہول
مکان و گوشۂ و منظر سنہرے
نظر آتا تھا شہر اک بقعۂ نور
لطیف و دلکش و مرغوبۂ عصر
طلایہ مین دوان تھے چاق و چوبند
بڑھے آگے ہنومانِ صف آرا
ہجوم دیوتا مین مچگیا غل
کہے وہ امتحان جا دوانہ
درندے کانپ اُٹھے صحرا مین ڈر سے
ہوئے گرم سخن باصد کدورت
اجل نے حلقۂ گردن ہے دابا
مرے پنجے سے مشکل ہے رہائی
ملا تو یاوری بخت رسا سے
ہنومان دلاور سے میرا نام
نہ کر کار ضروری مین خلل تو
کہون حال سیتا پیش سر رام
ترے پاس آؤن بفرطِ طرب سے

سُنے اُس نے نہ لیکن کلمۂ پند
برائے امتحان کھولا دہن کو
دہن جب چار جوجن کا بنایا
دیا عرض دہن کو اُسنے پھر طول
کہ لینے جب چڑھی زور دن پہ سرسا
گئے منھ مین نسیم آسا بصد جوش
یہ جس دم شمۂ قدرت دکھایا
کہ بیشک اہل طاقت ہین مہابیر
کہا تب یون ہنومان جری سے
کہ ہو تم فی الحقیقت قاصدِ رام
دعا سے رکھ ازل سے ہے مجھے یاد
گری یہ کہکے بالاے زمین وہ
مہابیر جری سرمایۂ نور
نظر اک دیونی آئی بد اختر
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ کام
قوی ہیکل جسیم و زشت خو تھی
بھڑک اُٹھی بشکل شعلۂ نار
کہان جاتا کدھر اے بیخبر ہے
چلا لنکا کے اندر جیسے چالاک

فسونِ تازہ دکھلائے دم چند
بڑھایا صاف بجرنگی نے تن کو
دوچند اُس سے تنِ اقدس کو پایا
کیا تب جلوہ گر اعجاز معقول
کیا طولِ بدن کو مختصر سا
نکل آئے براہ گوشۂ گوش
یقین اُسدم دل سرسا کو آیا
کرینگے سرکشون کو کشتۂ تیر
یقین ہے مجکو اس دانشوری سے
کرینگے کار مشکل سب یہ انجام
سہے سر پہ بلا سب جاتی ہون دلشاد
اُڑی فوراً یہ بشکل نازنین وہ
ہوئے آگے روانہ شاد و مسرور
نگہبان حصارِ قلعۂ زر
میانِ شہر لنکا لنکنی نام
ازل سے دشمن و طائر کی عدو تھی
بھڑک اُٹھی مثالِ دیدۂ زار
نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
مگر جامِ اجل کی ہے تجھے تاک

لیے مرغ روان شہباز ہون مین
سنی جس دم یہ تقریر آشکارا
پڑی وہ ضربِ دستِ تومند
کمالِ سرکشی سے منھ کی کھائی
اڑا مرغ توانائی بدن سے
چلے پھر صورتِ بوے گل تر
زبس دل کو ہوا سے جستجو تھی
حجابِ شب پڑا جس دم جہان پر
تھا بیر دلاور با دلِ شادمان
نگاہِ چشمِ مردم سے نہان وہ
پھرے ہر گوشۂ گلشن مین ہیاک
ہوئے چشمون پہ جاکر جلوہ آرا
غریقِ غم اسیرِ پنجۂ درد
سراسر تھے وہ بامردی مین یکے
ظہورِ صبح پر جس دم پھٹی پو
کہ یعنے جانبِ قصرِ بھبھیکھن
حقیقی سرورِ لنکا کا بھائی
وفادار و وفاکار و وفاکیش
ہمیشہ بوے الفت دلنشین تھی

ستمگر تفرقہ پرداز ہون مین
طپانچہ اقدس سے مارا
کہ منھ غنچہ کی صورت ہوگیا بند
یہ منھ زوری نے کیا صورت دکھائی
بہا خون چشمۂ چشم و دہن سے
ہوئے داخل میانِ قلعۂ زر
تجسس کی دماغ و دل مین بو تھی
ستارا مہ کا چمکا آسمان پر
لگے پھرنے ہر اک سو صورتِ باد
ہوئے بیک تنظر آسا روان وہ
ہر اک سو گوشۂ مطلب کی تھی تاک
نہ دیکھا بحرِ مطلب کا کنارا
پھرے خانہ بخانہ صورتِ گرد
روان تھے بادہ حیرات سے چھکے
تو جیتی بازیِ مطلب سے نرد
ہوئے جوشِ طرب سے جلوہ افگن
سدا غواصِ بحرِ آشنائی
فہیم و نکتہ سنج و نکتہ اندیش
محبت رام کی نقشِ نگین تھی

ظہور صبح سے جاگا لب بام ۔ لگا لینے خوشی سے رام کا نام
ہوا یہ نام جب آویزۂ گوش ۔ یون سُست رہ گئے سکتے مین خاموش
زبس حیرت نے آئینہ دکھایا ۔ تعجب خاطر اقدس مین آیا
ہوئی حیرت کہ یہ کس کی ہے آواز ۔ کہ ثابت جس سے ہے الفت کا انداز
نہان اس گھر مین نیک انجام ہے کون ۔ ہوا خواہ جناب رام ہے کون
وفا کا کچھ بظاہر ہے اسے پاس ۔ گل مضمون مین الفت کی ہے بو باس
یہان محو خیال خام سب ہین ۔ دل وجان سے عدوے رام سب ہین
جو لین اس نام کو ڈالین زبان کاٹ ۔ دکھائین آب خنجر کا اُسے گھاٹ
زبس یان نارسا فکر رسا ہے ۔ یہ گل اس باغ مین کیونکر بسا ہے
خیال آیا یہ پھر بعد از تامل ۔ میان خار رہتی ہے جلوۂ گل
بدون مین نیک بھی ہوتے ہین دو چار ۔ یہان شاید کہ کوئی ہو نکوکار
قمر کا ہے شب دیجور مین نور ۔ مثل وہ نیک اندر بد ہے مشہور
عجب کیا گر کوئی اہل خرد ہو ۔ مرا الفت سے سرگرم مدد ہو
مناسب ہے کہ اس سے پوچھکر راز ۔ کرون اس ہمدم الفت کو دمساز
غرض آہستہ با شیرین زبانی ۔ ہوئے یون کاشف راز نہانی
کہ اے دانندۂ نام سری رام ۔ شریک درد و آرام سری رام
انھین کے کام کو آیا ہون بھائی ۔ مناسب ہے تجھے کچھ رہنمائی
جو نکلا نام اقدس تیرے لب سے ۔ وہ لب چومون ترا فرط ادب سے
سمجھ کر طالب دیدار مجھکو ۔ دکھا آئینۂ رخسار مجھکو

سنے جب یہ کلام فرحت انجام
کہا فرط تعجب سے کہ بھائی
کہا رام و لچھمن دونون برادر
یکایک ترک فرما کر وطن کو
ہوئین صحرا سے غائب زوجۂ رام
پتا پایا نہ از راہ نکوئی
انھین کی جستجو مین ای برادر
یہان تک یاری بخت رسا سے
ہوا خواہ جناب رام ہون مین
تصور مین انھین کے ہون مین مسرور
یہان تک نیک و بد سے ہے تو آگاہ
نہ کر مانند مژگان چشم پوشی
سب اسرار نہان مجکو بتا دے
کرم سے کر مجھے ممنون احسان
کہا اون چڑیا نے جس ہے بد انجام
رکھا ہے باغ مین خوف و خطر سے
ہزارون پاسبان فتنہ پرور
نگہبان روز و شب اون پر جٹا ہے
ہوا گو گو زبس سے چپا پی
اُتر آیا وہ مثل سایۂ بام
ہوئی کیونکر تری یا تک رسائی
مجسم جلوۂ نور منور
ہوا سے سیر مین آئے تھے بن کو
پتنی ہر تا جناب جانکی نام
اُڑا کر لے گیا راچھس ہے کوئی
پریشان ہون برنگ باد صرصر
گذر میرا ہوا اوج ہوا سے
مطیع و بندۂ بے دام ہون مین
بہ اسم انجنی نندن ہون مشہور
مرے دل کو مدد کی تجھ سے ہے چاہ
کہ ہے یہ عین وقت سر فروشی
خوشی سے نخل مطلب کا پتا دے
رہون گا تا ابد مرہون احسان
اُڑا لایا ہے بن سے زوجۂ رام
یہان مانند پوچشم و منظر سے
برائے پاسبانی ہین مقرر
محیط بوستان کالی گھٹا ہے
نہین لیکن مجال بار پائی

جو اجیا نگا روان ہو نادکِ وہم
نہین یہ طاقت و تاب پرندہ
وہان تک نارسا ہیک نظر ہے
مگر مجکو تعجب ہے کہ بھائی
کہا اس بات کا مجکو نہین غم
مجھے راہ وفا کی پیروی ہے
کرونگا مین بآسانی یہ سب کام
یہ فرماکے چلے اُس راستے پر
نظر آیا وہ گلزار طرب خیز
شجر پھولے پھلے سرسبز و شاداب
ہمیشہ زرد رو فصل خزان ہے
یون سُست پھول کھلے جوش کے مین
سراغ جانکی مین صف شکن وہ
سیاکو اک طرف غمناک دیکھا
فراق رام مین با دیدہ زار
سراسر جامۂ تن کا نہ تھا ہوش
کبھی سوے فلک حسرت سے تکنا
جو دیکھا جلوہ روے مقدس
پر اُن کے درد سے حاصل ہوا تو

تو ڈر کر گوشۂ دل مین رہے سہم
جو اُڑکے جاسکے گلشن کو زندہ
صبا کا اُس مین ناممکن گذر ہے
تری کس طرح وان ہوگی رسائی
مرا کچھ زور بازو ہے نہین کم
نگہبان میرا دشمن سے قوی ہے
مرا رہبر ہے اقبال سری رام
نسیم آسا گلستان کے پتے پر
روان موج بہار فرحت انگیز
سرشک آسا روان ہر چشمۂ آب
تماشاے بہار جاودان ہے
بہار آسا ہوئے داخل چمن مین تو
ہوئے جھک جھاک کے نظارہ فگن وہ
تب غم سے گریبان چاک دیکھا
برنگ دُرِ نیسان تھی گہربار
کبھی گریان کبھی رونے سے خاموش
اگر چپکے نہ رہ سکتا ہے سکتا
ہنومانِ دلاور جوش ہوئے لبس
ہوئے شاخ شجر پر جلوہ افروز

بغل مین فرط غم سے دل دو پارہ — ہوئے جھک جھک کے سرگرم نظارہ
یکایک آمد آمد کا مچا غل — اُٹھے تعظیم کو سب بے تامل
مچا شور قیامت زیر افلاک — کہ چونکا سبزۂ خوابیدۂ خاک
وہ راون آتش حسرت سے پر داغ — ہوا با صد تجمل داخل باغ
سر نخوت پہ دیہیم مغرق — کہ مہر آسمان کا رنگ ہو فق
مسلح برق دم تیغ و تبر سے — عیان جوش غضب چشم و نظر سے
برنگ قلزم پر جوش جوشان — حضور جانکی آیا خروشان
کہا اُلفت سے اے سرمایۂ نور — سراسر شیشۂ دل ہے مرا چور
مرا دل جلوۂ عارض پہ غش ہے — جرس سان ہر گھڑی فریاد کش ہے
خیال بندش کاکل ہے دن رات — پسا منہدی کی صورت ہوئین سہات
مری نیسان کی صورت چشم تر ہے — تمھین مطلق نہین دل کی خبر ہے
نگاہ دیدۂ اُلفت اِدھر کر — عنایت مرہم زخم جگر کر
تمنا ہے بس اب اے پیکر ناز — مجھے کر اپنی خدمت مین سرافراز
خیال رام کر دل سے فراموش — نہ ہو تصویر سان سکتے مین خاموش
بمنت مین نے سمجھایا کئی بار — مگر لب پر ترے ہے حرف انکار
مجھے مقبول کر لے منت غیر — اسی مین جانکی ہے جان کی خیر
قسم ہے تجھکو اے سرمایۂ ناز — کرون سب اپنی زوجون مین سرافراز
سُنے سیتا نے جب یہ کلمۂ گرم — تو سمٹین جامۂ تن مین بصد شرم
ہٹین پیچھے سمجھے رکین وہ پاکدامان — تحیر سے ہوئین سر در گریبان

تصور رام کی زلفِ دوتا پر
جواب گفتگو بخشا بصد جوش
نہین تجکو موثر کلمۂ پند
دوا سے ہوش کر اے خود فراموش
چھلکنے پر ہے جامِ زندگانی
مٹا دینگے جنابِ رام تجکو
ترا دم بھر مین ہوگا راج تاراج
سیا نے جب کہے یہ کلمۂ پند
ہوا یہ میان سے باہر جفا کار
جو تھا خنجر صفت تیزی پہ مائل
مگر ساتھ اُسکے تھی اک زوج گلفام
وہی تھی ہمدمِ اخلاص اُسکی
برنگ سایہ شوہر کے جو تھی ساتھ
کسی کی خونفشانی کر نہ شوہر
حماقت کی بصد اندیشۂ خام
نہین یہ رسمِ شاہان سبک سیر
کسی کا پردۂ عصمت نہ کر فاش
اہلیہ کو جو دیکھا بد نظر سے
سرِ سرسیت یہ داغ اتبک الف ہین
جھکی گردن نظر تھی پشت پا پر
کہ اے بے خانمان خاموش خاموش
تری غفلت سے آنکھین ہوگئین بند
قضا ہے سامنے پھیلائے آغوش
مٹے گی شان و شوکت کی نشانی
فنا کر دینگے اے ناکام تجکو
رہے گا یہ سرِ نخوت نہ یہ تاج
مثالِ شعلہ کانپ اُٹھا تو منند
کھینچی میان سے تیغِ شرربار
ہوا سیتا کی خونریزی پہ مائل
یہی بر تا زنِ مشہور ہی نام
وہی تھی زوجہ خاص الخاص اسکی
ہوئی شکر شکن یون باندھکر ہاتھ
نہین ہین یہ صف آرا اُن کے جوہر
کہ لایا بن سے جاکر زوجۂ رام
نگاہِ بد سے دیکھین جانبِ غیر
اسیرون کو نہ دے زخمِ جگر پاش
ملا کیا پھل محبت سے تجھے سُن
جبینِ ماہ تابان پر کلف ہین

نہ ہوویں بادۂ نخوت سے مدہوش
جناب جانکی ہیں زوجۂ رام
مناسب ہے بچشم و سر پرستش
جھکا گردن بچشم و سر قدم سے
سنی مندودری سے جب یہ گفتار
دمِ رخصت ولیکن کھا کے سوگند
انھیں اک ماہ کی مہلت فقط ہے
غضب سے آکے بعد از عرصۂ ماہ
اگر سمجھیں تو سمجھیں شر نہیں ہے
معین کر دیے کچھ پاسبان اور
ستائیں جانکی کو تا بہ مقدور
مری جوشِ محبت کا کرو ذکر
مری الفت انھیں نقش نگین ہو
گیا دولتسرا کو جب وہ بدبخت
اجازت لینی راون سے جو پائی
بشکل ہولناک آئین خروشان
کوئی جلتی برنگ برق تڑپی
کوئی گلخن صفت کھولے دہن تھی
کوئی بیکی برنگ شعلۂ نار

ذرا جامے میں آ کر خود فراموش
سزاوار اطاعت اہل اکرام
پرستش کر پرستش کر پرستش
غبار نقش پا ہر ہر قدم سے
تو خونریزی سے باز آیا ستمگار
ہوا گرمِ سخن شاہِ تنومند
پھر آئے سر تا مانند قط ہے
کرونگا خونفشانی حسب دلخواہ
نہ سمجھیں گر تو سمجھیں سر نہیں ہے
کہا ان سے کرو ستانی جور
کبھی پاس شرارت سے نہو دور
کہ بھولیں دل سے سیتا رام کی فکر
کہ نقش مدعا کرسی نشین ہو
ہوئے یاں جانکی پر صدمہ سخت
تو دھوم اک پاسبانوں نے مچائی
سیہ رو تھیں برنگ ابر جوشان
کوئی آتش صفت غصے سے بھڑکی
کوئی ضیغم کی صورت نعرہ زن تھی
کوئی دوڑی بشکل مار خونخوار

کوئی کالا کوئی کالی بلا تھی
کسی پر کالۂ آتش سے تھے چلکے
ہر اک نے دست دیا اپنے کیے شل
جناب جانکی با دیدۂ تر
جو پہلو مین دل غمناک دیکھا
کہا اے چرخ کیا چکر دکھایا
بہار زیست تھی شوہر کے دم سے
یہ بہتر ہے نکلجائے مرا دم
کہا پھر تر جٹا سے اے وفا ساز
ترے دم سے ابھی تک زندگی ہے
نہین مخفی کوئی اسرار تجھ سے
سہا جاتا نہین بار جدائی
ہر اک دم وردہی غم ہی ستم
مری جانب سے کیا دلمین ہوا شک
نہ آپ آئے نہ خط آیا نہ پیغام
کہون کیونکر کہ وہ ناہر سین ہین
وہ ہین داناے ابر پردہ غیب
دل اقدس مگر برہم ہے مجھ سے
چھٹی یعنی مین ہمراہی سے بن مین

کوئی افسون سے شکل اژدہا تھی
دکھائے شعبدے تیور بدل کے
نہ لیکن نخل مطلب کا ملا پھل
فراق رام مین بیٹھی تھین مضطر
تو رو کر جانب افلاک دیکھا
نجوم بخت کو گردش مین لایا
سو منھ دی کی روش چھوٹی قدم سے
نہین ہے تاب قید کلفت و غم
انیس و ہمدم و ہمدرد و ہمراز
نہین تو موت سے شرمندگی ہے
بیان کرتی ہون اے غمخوار تجھ سے
نہین ممکن ہی شوہر تک رسائی
لبون پر جان ہی تھنون مین دم ہی
مہاراج الدھراج آئے نہ اب تک
نظر آیا نہ کوئی قاصد رام
یہ اسرار نہان ظاہر نہین ہین
سزاوار پرستش ہین بلا ریب
حقیقت مین حصول غم ہے مجھ سے
نہ گم ہوتی جو رہجاتی وطن مین

خطا بھی اک مری لا انتہا ہے
کہ میں نے جب شہِ راون نے بن سے
نہ چھوڑا این کے دم اس دم صد افسوس
سوا اسکے مری اک ہے خطا اور
جدا اتنے دنوں رہکر قدم سے
اسی پہ ہوں جو برہم کیا عجب ہے
زبس وہ ترجٹا تھی نکتہ اندوز
بہ باطن تھی وہی غمخوار سیتا
وہ بولی کل عجب اک خواب دیکھا
کہ اک میمون نے ہے لنکا جلائی
کیا ہے رام نے راون کو تاراج
نہ ہو تم صدمۂ فرقت سے دلگیر
شتاب اب غنچۂ مقصد کھلے گا
ڈریں سنکر زنانِ اہلِ جفا سب
سیا بولیں کہ یہ قسمت کہاں ہے
یہ فرما کر لگا ئے عشق کا روگ
کہا رو کر کہ اے نخلِ ثمر بار
کھڑا ہے عشق میں اک پاؤں سے تو
مرے دل میں ہے جیسی عشق کی لاگ

بے اقتضا بزرگوں نے کہا ہے
اُڑا لایا مجھے نیرنگ دفن سے
اٹھایا سر پہ بارِ غم صد افسوس
نہیں وہ لائقِ بخشش کسی طور
ابھی تک سلسلہ توڑا نہ دم سے
یہ ظاہر ہے تامل کیا سبب ہے
مطیعِ حکمِ سیتا تھی شب و روز
شریکِ محنت و آزار سیتا
قریبِ ختمِ شب اک خواب دیکھا
پریشانی صفِ راچھس پہ آئی
مگر فرقِ بھبھیکھن پہ رکھا تاج
ہویدا ہو گی کچھ جلد اس کی تعبیر
تمھیں نقدِ مرادِ دل ملے گا
ہوئیں سیتا کے آگے جیہہ سیا سب
تصور اس طرح کا رائگاں ہے
تہِ نخلِ اسوگ آئیں بصد سوگ
ترے دل میں بھرے ہیں شعلۂ نار
محبت کی ترے پتوں میں ہے لو
ترے دل میں بھری ہے ویسی ہی آگ

کہان پر ہین جو مین سوکے سما جاؤن
نہ پانی ہی کہ ڈوبون کیا کرون مین
مجھے اک شعلۂ آتش اگر دے
ہنومان جری بادیدۂ زار
خیال آیا کہ غم افزون ہی حد سے
اگر پیش نظر جاؤن مبادا
مخالف جانکر کچھ بد دعا دین
یہی آئینۂ خاطر مین کر غور
انگوٹھی پھینک دی فرش زمین پر
خیال آیا یہ سیتا کو بہر رنگ
لپک کر دست نازک سے اُٹھائی ؎
یہی ہاتھون کو مل ملکر کہی بات
تہ گردون وہ ایسا ہی جری کون
گمان بد کرون ہی عقل جھوٹھی
خیال آیا کہ شاید خواب ہے یہ
انگوٹھی پھر بچشم غور دیکھی
کہا یہ ہے نشان پنجۂ رام
گران مایہ انگوٹھی ہی یہ ازبس
ہمایہ چہری فرخندہ فرجام

مگر بطن زمین شق ہو سما جاؤن
نہ آتش ہی کہ جس سے جل مرون مین
دوا اگو یا دل سوزان کی کردے
شجر پر سن رہے تھے طرز گفتار
نہ ٹوٹے رشتۂ دم شدہ مد سے
شکیبائی گھٹے غم ہو زیادہ ؎
عدم کا مفت مین رستہ بتا دین
براہ عقل سوچی مصلحت اور
منقش نام اقدس تھا نگین پر
شجر نے آگ دی ہی صورت سنگ
تو دستاویز کابل ہاتھ آئی ؎
انگوٹھی کس طرح آئی یہ یہہ بات
یہ لایا رام کی انگشتری کون
کہ لایا چھپ کے راچھس ہی انگوٹھی
کہ سودا سے دل بیتاب ہے یہ
وفور شوق سے فی الفور دیکھی
عبث ہے ہر طرف اندیشۂ خام
بنا سکتے نہین مایا سے راچھس
لگی پڑھنے شجر پر قصۂ رام

بہ حکم کیکئی آنا وطن سے — سیری سیتا کا گم ہونا وہ بن سے

شہ سگریو کا پربت پہ ملنا — سراسر غنچۂ مطلب کا کھلنا

بیان یہ داستان فرما کے ساری — ہوئے گویا بہ فرط انکساری

کہ ہوں میں انجنی ست قاصد رام — حضور جانکی لایا ہوں پیغام

سنا سیتا نے جب نام مبارک — یقین کچھ آگیا لیکن ہوا تنگ

کہ تھا یہ کوئی راچھس اہل فن ہو — دغا سے چاہتا ہے ہم سخن ہو

مگر افسانۂ نام وتمگین سے — دل مضطر ہوا بولے یقین سے

تہِ دامن چھپا کر چہرۂ پاک — ہوئیں گرم سخن با چشم نمناک

اگر ہے فی الحقیقت تو قاصد رام — مقابل ہو تو اے فرخندہ فرجام

ہنومان جری اترے شجر سے — کف پا کو ملا میں اپنے سر سے

پھرے گرد تن اقدس بصد شان — ادب سے سامنے آئے ہنومان

کمال لہجہ و فہم و ذکا سے — کیا افسانہ آغاز ابتدا سے

ملاقات ست سگریو کا حال — وہ نوک تیر سے خونریزی بال

شہ سگریو کی خاطر نوازی — وہ انگد پر نگاہ سرفرازی

عطا کرنا وہ مال و ملک سارا — زن تارا کا چمکانا ستارا

تلاش جانکی میں جا بجا نہ — وہ گھر نا لشکر میمون روانہ

یون ست نے غرض افسانۂ رام — سنایا ابتدا سے تا بہ انجام

جناب جانکی پھولیں بدن میں — نہ تنگی سے سمائیں پیرہن میں

ہوئیں پھر مجہ تفسیر یہ گہربار — کہ میں سو طرح سے اک دل پہ آزار

زبان پر سوز دل مین بیقراری — ہمیشہ شب کو ہے اختر شماری
نکلتا دم نہین جاے عجب ہے — مگر یہ سخت جانی کا سبب ہے
بسی ہے رام کی صورت نظر مین — بدن مین جان مین جی مین جگر مین
انھین مطلق نہین ابتک خبر ہے — مری فریاد و زاری بے اثر ہے
بھلا یہ تو کہو اے انجنی زادہ — مری بھولے سے کرتے ہین کبھی یاد
یون سنکے کہا اے فخر عالم — کئی درجہ سواے رام کو غم
فغان ہونٹھون پہ دل مین شدت درد — روان صحرا بہ صحرا مین جہان گرد
نہین گو فرقت اکدم کی گوارا — مگر تھا جز شکیبائی نہ یارا
سراغ ابتک نپایا تھا کسی سے — تامل ہوگیا اس بیکسی سے
سنین گے آپکی جب مجھ سے روداد — خوشی سے خانہ دل ہوگا آباد
چڑھین گے لیکے اک فوج گران وہ — دکھائین گے بہار جاودان وہ
کرین گے کشور لنکا کو تاراج — تمھین لیجائینگے آکر مہاراج
سنتے سیتا نے جب یہ کلمہ ہوش — ہوئین عیش و طرب سے دوش بدوش
دل پر غم سے نکلا غم کا آزار — ہوئین پھر فرط حیرت سے گہربار
تمھین سے جان زور آور وہان ہین — زیادہ اس سے یا خوش قد جوان ہین
تمھین سے صف شکن صفدر سپہدار — کرین گے کشور لنکا کو مسمار
یون سنکے کہا فرط ادب سے — کرین زور آوری مین کم ہون سب سے
وہان پر جملہ جرار و جسیم ہی ہین — نہنگ قلزم زور آوری ہین
یہ کہکر قد بڑھایا اپنا ناگاہ — کہ جس سے قامت گردون ہو کوتاہ

سیانے قد جو یہ دیکھا یکایک
تو صاف آئینۂ دل سے مٹا شک

تبسم کرکے پھیرا پشت پر ہاتھ
جبین وابرو بالا سے سر ہاتھ

کہا یا زوین زور رشد و مدد ہو
جناب رام و لچھمن کی مدد ہو

کہا قاصد نے اے فخر زمانہ
کئی دن سے ہون مین بے آب و دانہ

اجازت ہو تو اس گلشن مین جاؤن
بقدر اشتہا پھل جنکے کھاؤن

کہا بہتر مگر اے راحت جان
ہزارون اسکے سرکش ہین نگہبان

کہا مجکو نہین خوف زیان ہے
مددگو مخلبند دو جہان ہے

اجازت جانکی جی سے جو پائی
چمن مین جاکے اک آفت مچائی

شجر پر چڑھکے کھائے پھولکر پھل
برنگ سبزہ توجے سربسر پھل

اکھاڑے نخل بڑے دیکے جھٹکے
زمین پر باغبان ٹپکے جھپٹ کے

نگاہ قہر جس ڈالی پہ ڈالی تو
ہوئی دم بھر مین برگ و بر سے خالی

وہ پھل سب توڑکر جھٹکے گرائے
ملے توجے پسند آئے وہ کھائے

شجر توڑے نگہبانون کو مارا
بیابان بنگیا گلشن وہ سارا

میان شہر لنکا مچگیا غل
نیا اک باغ راون مین کھلا گل

محافظ کچھ وہ پوشیدہ جو بھاگے
گئے نالان شہ راون کے آگے

دوہائی دی کہ سارا لٹگیا باغ
نگہبانون کو حسرت سے ملا داغ

کسی بندر نے ہے آفت مچائی
خزان کی بھر گئی ہر سو دہائی

سنا باغی نے جسدم باغ کا رنگ
نہایت بیکلی سے ہوگیا تنگ

اچھے نام اسکا فرزند جری تھا
مدام اسکو سر پرخود سری تھا

دیا حکم اسکو راون نے سر دست
کہ ہمراہی ہیں لو فوج سیہ مست

نکر تا تا بہ امکان کشتۂ تیر
کرو میمون کو زندہ یا بزنجیر

سیہ دل الغرض حکم پدر سے
چلا انبوہ راچھس نکلے گھر سے

چلے تنتے غرور زور تن پر
گھٹا کی طرح سے چھائے چمن پر

بڑھے لڑنے کو چلا کر کماندار
ہوئی تیرونکی ہر گوشہ سے بوچھار

یون ست نے جو دیکھا اہرمن کو
اکھاڑا جڑ سے اک نخل کہن کو

جمایا پھر تو خونریزی کا یہ رنگ
کہ تھا سب پر لباس زندگی تنگ

کسی کو زور بازو سے پچھاڑا
کسی کو پنجۂ و ناخن سے پھاڑا

کسی کو قتل کیا مار اکثیکو
پہونچکر سر پہ للکارا کسیکو

کسی کا منہ کیا زخمون سے گلگون
کسی کے تن کو کاٹا پیگئے خون

کسی سرکش کو دی ٹھوکر قدم سے
ملا منھ دھری کی صورت سر قدم سے

جدھر کو زور پا مردی سے کی جست
مثال نقش پا دم مین کیا پست

بیابان شجاعت کو کیا طے
اچھے راچھس کو مارا کر دیا چھے

جو بھاگے فتنہ گر با جان ناشاد
در راون پہ پہونچے بہر فریاد

سنا جس دم یہ حال مرگ فرزند
برنگ شعلہ تھرایا تنومند

غم لخت جگر نے آکے گھیرا
تو چھایا دیدۂ دل مین اندھیرا

دیا حکم اپنے فرزند کلان کو
کہ باندھو جاکے اس بیخانمان کو

غرض راچھس وہ تھا فتنہ کا بانی
ڈرے جس سے بلائے آسمانی

بپا تھا ہر طرف شور اسکے شر کا
لقب تھا میگھناد اس فتنہ گر کا

مہ و مہر اسکے ڈر سے کانپتے تھے ستارے عرش پر منہ ڈھانپتے تھے

جو غالب اندر پہ آیا تھا نا کام وہ ہوا تھا اندرجیت اسوجہ سے نام

بڑھا دریا صفت بارے وہ جوشان چمن میں میگھناد آیا خروشان

یوں ستے نے دکھایا پھر وہی رنگ کہ دشمن شکل آئینہ ہوئے دنگ

جدھر پہونچے ادھر صف ہو گئی صاف مچا شور انکی نامردی کا تا قاف

قدم سے پس گئے مثل حنا سب رہے بیجس مثال نقش پا سب

مخالف شل ہوا جب کر و فن سے نہ کچھ مطلب بر آیا بانکپن سے

عروج شاخ تک کرکے رسائی گلو میں پر مہ پھانس آکر لگائی

جناب انجنی نندن نے فی الفور بصد دانشوری دل میں کیا غور

کہا کاٹوں تو مطلب میں خلل ہو ابھی قول سری برہما میں بل ہو

پھنسوں گر خود تو زحمت کا سبب ہے نکل جاؤں تو یہ دور از ادب ہے

سمجھکر الغرض آغاز و انجام پھنسایا حلقۂ گردن تہِ دام

ہوا خواہِ جناب رام تھے وہ سیا کے بندۂ بے دام تھے وہ

لہذا دام راچھس میں وہ دانا پھنسے خود صورت صید توانا

غرض حلقہ جو وہ پہنا گلو میں تو مچا شور طرب فوج عدو میں

ستمگاروں نے باندھا کر و فن سے کمند و طوق و زنجیر و رسن سے

زبس آمادۂ شر تھے وہ ناکام پکڑ لائے میان محفل عام

ستمگر راون تھا تخت زر پہ مغرور سراسر بادۂ نخوت سے مخمور

غضب سے پہلے راون نے نظر کی غم نخوت جگر میں چشم تر کی

برنگ شعلہ تھرایا تن زار — اکڑ کر پھر ہوا سرگرم گفتار
ارے تو کون ہی آیا کدھر سے — کسی کا ایلچی یا نامہ بر ہے
تجھی نے یہ کیا ظلم آشکارا — اچھے کو دیدہ و دانستہ مارا
مرا لشکر کیا برہم۔ کہا ہان — کمال غم و یا بے غم کہا ہان
مجھے جب صورت مژگان لیا گھیر — بمجبوری مجھے کرنا پڑا زیر
ہنوماں جری ہون قاصد رام — حضور جانکی لایا تھا پیغام
مگر اے جاہل و نادان بدبخت — سمجھ پہ تیری کیا پتھر پڑے سخت
کیا مطلق نہ پاس حرمت و نام — اڑا لایا دغا سے زوجۂ رام
زبان اب تک نہین اے پر تجھمین پیر — کرے گر دست بستہ عذر تقصیر
اگر ہو بحر رحمت کی تجھے چاہ — تو کر دے جانکی کو میرے ہمراہ
فساد اس مین کچھ اے بدخو نہین ہے — سمجھ لینا نہین تو تو نہین ہے
یہ سنکر جل گیا غصہ سے ناری — پڑھا دل مین ہجوم شرمساری
کہا ارکان دولت سے کہ کیا خوب — ملا اک اوستاد رہنما خوب
سکھاتا ہے یہ دانشمند مجھکو — سناتا ہے کلام پند مجھکو
مناسب ہے کرون مرشد کو راضی — مٹے دل سے غبار اعتراضی
ارے حاضر کوئی ہے اہل شمشیر — کرے اس پرخطا کو کشتۂ تیر
روا ہے گرچہ کھینچون پوست تن سے — زبان کھینچون ترے درج دہن سے
یہ گستاخی یہ شوخی بیحیائی — یہ بیباکی یہ دیدے کی صفائی
زبس بھولا ہے تو انسان کے بل پر — نظر در پردہ ہے لیکن اجل پر

بھبھیکن بھبھا کھڑا اوان دلشکستہ
خلاف رسم قتل نامہ پر سے ہے
پئے عبرت سزا کچھ دیجیے اور
کہا راون نے باچشم غضبناک
ذلیل میمون نحیف و ناتوان ہے
یہ کہتا تھا کہ جھنجھلا کر سیہ دل
بڑھایا قد وہ بجرنگی نے یکبار
ہوئے محو جفا راچھس وہ سارے
نہ فرق آیا سر مو زور تن مین
وہی بل تھا وہی طاقت وہی ڈھنگ
کہا راون نے تب باجان ناشاد
زبس بھی فکر د امنگیر سب کو
مکان و کوچہ و بازار کی سب
برائے سرخروئی سمجھن دوڑے
بڑھائی دم وہ بجرنگی نے یکبار
سراسر گوشۂ دم مین ہوئی صرف
لباس و جامہ دستار و کمربند
ہر اک جا سے سبو سے روغن تر
کیے لاکھون پہ نگ موے سر پیچ

کہا اُس نے ادب سے دست بستہ
روا شاہا معافی کی تنظیم ہے
کہ ہے شان عدالت کا یہی طور
اسے سب ملکے مارین جست و چالاک
سر اسکے تن پہ اک بار گران ہے
بصد جوش غضب آئے مقابل
کہ تھا پست اُسکے آگے اوج کہسار
کیے شل دست و پا تھک تھک کے ہارے
شجاعت مین اکڑ مین بانکپن مین
وہی تیور وہی چتون وہی رنگ
لاکر دم کرو میمون کو آزاد
پسند آئی یہی تدبیر سب کو
روئی لا لا کے وان انبار کی سب
بتایا یا جہان سر دھنکے دوڑے
کہ کم ٹھہرا وہ سب روئی کا انبار
لگے خجلت سے نا رہی صورت برف
مکانون سے اُٹھا لائے تو مند
لیے ان سرکشون نے جمع لاکر
دم اقدس لپیٹی پیچ بر پیچ

زبس اُن شعلہ انگیزون کو تھی لاگ
لگا دی جلکے دم مین سر بسر آگ

ہنومان دلاور نے سر دست
زمین سے کی عروج قصر پہ جست

ہزارون کو جھپٹ مین لے اُڑے وہ
جلایا جس پہ تیغ آسا مُڑے وہ

چپ و راس و زبر زیر و پس و پیش
جلے قصر و بتان جفا کیش

رواق و روزن و طاق و در و بام
جلے دم بھر مین تشکل نقرۂ خام

ہوا خواہی ہوا نے کی جو دلخواہ
جلا قصر طلائی صورت کاہ

انار آسا جلے برگ و شجر سب
چنار آسا جلے لنکا کے گھر سب

چمن مین قصۂ آتش کو تھا طول
انارون کے تھے سرو نخل مین پھول

فلک کا نیا زمین گردش مین آئی
اُڑی مہتاب کے منہ پر ہوائی

بنا کر چادر گردون کی ٹٹی
ستارون کی چھپی محفل اٹھی

پٹاخے کی طرح نکلی نہ آواز
اکڑ کر رہ گئے جا کر سٹے باز

جو دیکھے یہ شہ راون نے حشرات
کہا تب ہاتھ مل مل کر یہ ہیہات

مری سب دیدہ و دانستہ تقصیر
ہوا ہے حلقۂ زنجیر گلوگیر

برائے حاصل نقد کرامات
پرستش شیو کی کرتا تھا مین دن رات

تراشے سب جو تھے زیب بدن سر
گیے دس اور دیے دس آرپن سر

ہر اک سر کی کمی سے بیش دس تھا
ہرا دل غرقۂ بحر ہوس تھا

نہ پوچھا گیا رکھوالان رودر راہ مین سے
اُٹھایا صدمۂ جانکاہ مین نے

ہنومان جب ہی ہین گیا رکھوالان رودر
عطا پاش و خطا پوش جہان رودر

سزا دی مجکو با چشم غضبناک
جلا کر کر دیا سونے کا گھر خاک

مگر ہان شیوۂ عادل یہی ہے
سزاے مجرم کامل یہی ہے

غرض سب جلگئے ایوان و مسکن
فقط باقی رہا قصر بھبھیکن

پر لے انطفاے آتش دم
گئے شادان وہ قرب بحر قلزم

سمندر نے کہا تب دست بستہ
کہ اے وارد ے درد شکستہ

بجھائین گے جو آپ اس بحر مین دم
براے ماہیان ہوگا تلاطم

بنے گا برج آتش خانۂ آب
پرندے جلکے ہونگے گرم شب تاب

برنگ موج ہوگی بیتابی
جلینگے سربسر مرغان آبی

نہو گر ناگوار طبع تمکو
بجھادون موج آب تر سے دم کو

اجازت انجنی ست سے جو پائی
تو دم قلزم نے لہرا کے بجھائی

گئے پیش سری سیتا ادب سے
سنائی داستان فرط طرب سے

کہا مجکو اجازت ہو تو جاؤن
یہ ہونچکر سب یہ کیفیت سناؤن

سنی جب جانکی جی نے یہ گفتار
تو ٹپکی یون روکے تقریر گہربار

ترے دیدار رخ سے چشم بد دور
نگاہ دل مین آیا تھا مرے نور

ترے باعث کھلا تھا غنچۂ دل
پر اب چھاتی یہ پھر رکھنا پڑی سل

کیا تب انجنی ست نے یہ اظہار
کہ ہون مین تمکو لے چلنے کو تیار

اڑا کر از رہ اکرام تمکو
بٹھادون جاکے پیش رام تمکو

مگر بے حکم یہ کیونکر کرون کام
کہ ہون پابند ارشاد سری رام

خوشی ہوتی ہے چندے کیجیے صبر
گوارا دل پہ کیجیے صدمۂ جبر

سیا نے اپنا چوڑامن اتارا
دیا بہر نشانی آنسکارا

کہا رو کر کہ جاتے ہو تو جاؤ — مگر سب داستانِ غم سُناؤ
کہو دم تک ہیں ہونٹھوں پہ ہی جان — نفس کاشانۂ تن میں ہی مہمان
تنظر ہی منتظر آنکھیں ہیں پر جوش — لگے رہتے ہیں در پر پردۂ گوش
ہما بیرِ جری سے کر نشانی — ہوئے رخصت بعیش و کامرانی
کیا طے بحرِ بے پایاں بیک جست — قریب جاموَنت آئے سپر دست
ہوئے پھر شاہ خرسان سے بغلگیر — ملے انگد سے مثل شکر و شیر
چلے باہمدگر منزل بمنزل — ہوئے پھر شہر پنپا پر میں داخل
کہا سارا شہ سگریو سے حال — دکھایا رشتے مطلب کا خط و خال
سُنی جس دم نوید کامرانی — ہوا دہ ہمکنارِ شادمانی
میانِ باغ میمون ملکے آئے — خوشی سے پھول پھل کھائے لٹائے
گیا سگریو اُس دم رام کے پاس — کھڑے تھے جاموَنت انگد جو پاس
براہِ نذر دکھلائی نشانی — کہا قصہ بصد شیرین زبانی
جنابِ رام و لچھمن انجمن میں — یہ مژدہ سنکے پھول اُٹھے بدن میں
ہما بیرِ جری سے خوش ہوئے بس — جبین و سر پہ پھیرا دست اقدس

آغاز لنکا کانڈ لشکر کشی کرنا رامچندر کا واسطے جنگ راون کے اور روانہ ہونا فوج خرس و میمونکا شہر پنپا پر سے اور خبر سنکر عرض کرنا بھبھیکن کا راون سے واسطے صلح کے اور نہ راضی ہونا اسکا اور نکالنا بھبھیکن کو اپنے دربار سے

جنابِ رام ہو مالک سخن فتح — پکارے منشی چرخِ کہن فتح

مدد لے توسن کلک سبک گام
وہ مضمون صف آرائی رقم ہو
جناب انجنی نندن سے جس دم
نشانی دست سیتا کی جو پائی ہے
اسی ساعت میان مجمع عام
کرو تیاری فوج زبردست
عدو کو گر ہوائے سرکشی ہے
سنا جس دم یہ ارشاد سریرام
ہر اک جا نامہ و پیغام بھیجے
کیا سب لشکر میمون فراہم
جوان و کودک و پیر کہن سال ہے
گران بالا جسیم و کوہ تن سب
برنگ تیغ سب تیزی کے مشتاق
بصد چستی لیے گرز گران سب
شہ سگریو تھا ازبسکہ دانا
جداگانہ کیا سردار سب کو
گنید و کیسری انگد ہما پیر
وہ لشکر جوق جوق و خیل در خیل
بجا نقارۂ نہضت بصد ساز

بیابان سخن ہو طے بہ آرام
سر حاسد قلم مثل قلم ہو
سنا وہ سر بسر افسانۂ غم کا
گران دل پر ہوا بار جدائی
شہ سگریو سے بولے سریرام
بروج قلعۂ لنکا کریں پست
ہمیں بھی خواہش لشکر کشی ہے
ہوا وہ درپے ساز و سرانجام
طلب کو پیک نیک انجام بھیجے
صف آرائی کا دعوی جن کو ہر دم
قوی ہیکل قوی بازو قوی بال
قوی قامت صف آرا صف شکن سب
تبر کی طرح خونریزی کے مشتاق
سر افگن قاتل گردنکشان سب
قوی زور آور و صفدر توانا
دیا اک لشکر جرار سب کو
نل و نیل و سگند نیک تدبیر
چلے جوشان خروشان صورت سیل
کڑک کر دی لب قرنا نے آواز

گئی کو سون تلک آواز طنبور
زمین بھر اگئی شور طبل سے
بتاریخ سعید و روز احسن
ظفر نے گوشۂ دامن کو چوما
دلیری جرأت و ہمت شجاعت
جلو مین سب سوار توسن فیل
چلے سب افسر نامی بصد اوج
سپاہ خرس میمون یون بہم تھی
صبا ہر دم فدائے نقش پا تھی
بہار آسا چلے کرتے ہوئے گشت
روان مانند موج باد صرصر
بپا خیمے ہوئے ہر سو بچھے فرش
پڑا میدان مین لشکر سیکڑون کوس
جناب رام و لچھمن شاہ و خوش تر
مشیر و اہلکاران ہوا خواہ
یکایک شہر لنکا مین مچا شور
بھبھیکن سرور لنکا کا بھائی
خبر جیسدم ہوئی یہ حلقہ گوش
ہوا بارے خطر سے دل شکستہ

جمال مرودون کے رخ پر چھا گیا نور
دہل اٹھا فلک بانگ دہل سے
چلے دونون جناب رام و لچھمن
لب نصرت نے پیراہن کو چوما
جھکے مثل کمان بہر اطاعت
یون ست کیسری انگد نل و نیل
بڑھی دریا صفت فوج ظفر موج
یہ ابر تردہ برق برق دم تھی
نسیم صبح ٹھوکر پر فند اٹھی
کیے طے جملہ کوہ و دامن دشت
ہوئے وارد کنار قلزم تر
کہ تھا حیرت مین جس سے پردہ عرش
فلک نے خیل انجم پر پڑی اوس
ہوئے رونق فزا سے خیمہ زر
جدا خیمون مین سب اترے بصد جاہ
کہ آیا لشکر میمون شہ زور
زبس تھی جی مین بوے آشنائی
شتاب بید کانپ اٹھا وہ ذی ہوش
گیا پیش برادر دست بستہ

کہاں اے سرورِ شاہانِ نامی — کریں اہلِ جہان تیری غلامی
فروغِ نیرِ مہر و کرم ہو — طلوعِ اخترِ جاہ و حشم ہو
رہے اقبال یاور ہر گھڑی ساتھ — ظفر پابوس ہو باندھے ہوئے ہاتھ
رہے مثلِ سپر سینہ سپر فتح — میانِ قبضۂ تیغ دو فتح
تو ہی ہے نازبردارِ برادر — شریکِ درد و غمخوارِ برادر
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو — تو کچھ گرمِ سخن یہ بے ہنر ہو
نہ کر چلکر جو دریا کی طرح جوش — دُرِ مضمون کرون کچھ حلقۂ گوش
سنا ہین سے نے جناب لچھمن و رام — ہوئے ہین برلبِ دریا سبک گام
جلو مین اُنکے اک فوجِ گران ہے — صف آرا صفدر و کشورستان ہے
سپاہ خرس و میمون ہے وہ شہزور — ملے ہیں وہان کو صورتِ مور
گنید و جامونت انگد ہین ذیشان — نل و نیل انجنی تندن ہنومان
شہِ خرسان و میمون ہین مددگار — مسلح ہین فسادشدہ و مدبر
برائے جانکی شاید کہ تشکے ہے — عداوت ہے ستم منظور تنظے ہے
مجھے اک مصلحت سوجھی ہے کیا خوب — اگر ہو خاطرِ اقدس کو مرغوب
تواضع سے کریں ہم انکو راضی — مٹے خوفِ فسادِ اعتراضی
بہت دونون طرف سے کشتِ خون ہو — جہان مین گردشِ گردون دون ہو
خوشی سے حسبِ دستورِ زمانہ — کرین شہی جانکی جی کو روانہ
زبان سے کیون کلامِ تلخ نکالین — کرین منت تحائف دیکے ٹالین
کبھی ہنگامۂ جنگ و جدل ہے — کبھی طرزِ لجاجت کا محل ہے

شہنشاہون کو واجب ہے ہر طور
جو دیکھین صلح مین شکل صفائی
مناسب ہے یہی اے صاحب شان
سُنی جسدم یہ تقریر بھبھیکن
میان گوشۂ دل صورت تیر
ہوا جام غضب سے مست مدہوش
سُناتا ہے کلام فتنہ جوئی
یہ گستاخی یہ شوخی یہ شرارت
حضور بادشاہان خردمند
مری طاقت کا بحر و بر مین ہے شور
ابھی ہی چرخ گردان تک مری دھوم
کیا سر اگن کو جل کو پون کو
اگن بے حکم جل سکتی نہین ہے
بغیر از حکم سلطانی یہ کیا تاب
سمندر گر کبھی بڑھا کرے گا
مجھے کیا خوف شر نسل بشر سے
یہ کہکر پھر براہ شرساری
بھبھیکن نے کہا اے صاحب تخت
خبر کر دی بصد اخلاص مین نے
برائے حاصل مطلب کرین غور
کرین کیون تیغ سان جوہر نمائی
تواضع سے کرین مشکل کو آسان
تو کانپ اُٹھا شہنشاہ توہی تن
چُبھی برجستہ اِس دانا کی تقریر
کہا بس بے ادب خاموش خاموش
نہ کر بے فائدہ بیہودہ گوئی
بڑھاتا ہے مری نار حرارت
سکھاتا ہے تو نادان کلمۂ پند
درندے دب لے سے ہین صورت مور
کیا مہر و مہ و انجم کو محکوم
پون کو اندر کو جم کو جون کو
صبا خود اُڑ کے چل سکتی نہین ہے
فلک سے ہو زمین پر بارش آب
اُتارون اُسکو آب تیغ کے گھاٹ
ہجوم دیوتا لرزان ہے ڈر سے
تن اصح پر اُٹھکر لات ماری
نہ ہو برگشتہ مجھسے صورت بخت
نصیحت کی مفید خاص مین نے

کرو منصوبہ کامل وہ فی الحال
رضامندی جو ہو گردن جھکائے
عداوت ہے خلاف عقلمندی
نہین ہے فائدہ بغض و حسد سے
سراسر اسمین نقصان و خلل ہے
اب آگے رائے اقدس مین جو آئے
نہ راون جو تھا از بسکہ مغرور
کہے گا پھر سخن ایسا جو لب سے
یہ منہ کس کا جو آ کر منہ چڑھائے
ارے تجکو نہین کچھ جوش مردی
نہین لوے حرارت تیرے سر مین
ڈبویا راچھسون کا نام تو نے
کہے گا گر کلام لا ابالی
ببھیکن نے کہا پھر تیسری بار
مجھے اس خواب غفلت سے ہے ڈر یہ
تری چشم بصیرت ہو گئی کور
زوال نشہ بس اک دم مین ہو گا
رہے گا نشا نہ راچھس نہ یہ راج
مجھے اس دلنشینی سے نشان ہے

نہ جس سے غروب مہر اقبال
تو شر کیون مول لین بیٹھے بٹھائے
بعید از شیوہ دانش پسندی
شر و شور و فساد و تشدد سے
کہ ہر جنگے دو سردار و مثل ہے
وہی مضمون رنج مطلب دکھائے
ہو اگو یا کہ چل آگے سے ہو دور
تراشون گا زبان فرط غضب سے
مثال آئنہ صورت دکھائے
خجالت سے نہین چہرے پہ زردی
عبث پیدا ہوا آنکھین گئین گھر مین
کیا ایسا خیال خام تو نے
لیے عبث سر کرونگا گوشمالی
نہ ہو میری سخن سنجی سے بیزار
ملے گا خاک مین سونے کا گھر یہ
یہ زور زردن پہ چڑھا ہے نشہ زور
ترا دل حلقہ ماتم مین ہو گا
نہ یہ دولت نہ یہ حشمت نہ یہ تاج
ترے گلشن مین آثار خزان ہے

پڑا لشکر ہے قرب بحر زخار — ابھی تک ہے غفلت سے سرشار
بداقبالی یہی ہے کے تنومند — قضا سر پر ہے آنکھیں ہیں ابھی بند
سنی راون نے جب بھائی کی گفتار — تو کرکا صورت برق شرربار
ہوا زبس غریق قلزم شرم — غضب سے قلزم آتش ہوا گرم
ہوا جو یان براہِ فتنہ جوئی — نکالو اسکو ہان حاضر ہے کوئی
حجاب چشم سے اسکو کرو دور — ملا گوش حماقت شکل طنبور
یہ کہکر بزم شاہی سے نکالا — طریق کینہ خواہی سے نکالا
دم رخصت بھبھیکن نے کہا خیر — ترے باغ سخن کی کر چکا سیر
سخن سنجی سے میری گل کھلا خوب — گلستانِ عوض سے پھل ملا خوب
مگر اچھا ہوا اس غم سے چھوٹا — عذاب زحمیت ہر دم سے چھوٹا
قدمبوسِ جناب رام ہونگا — اطاعت سے پسند عام ہونگا
دہان ذلت ہیں ہی اک شان توقیر — کرے ہے وہ خاک پا مانند اکسیر
کبھی بارِ دگر ہو کر سبکبار — کرونگا اب نہ اس دربار میں بار
مگر مجکو ابھی تک ہے یہ منظور — ترے شمع خلافت میں رہے نور
مثالِ خیر خواہانِ تکو ذات — بتاؤں دم میں سب بگڑی ہوئی بات
کہوں جا کر زبان جو یاد ری دے — سناؤں تیرے مطلب کے جریدے
بس اب جاکر براہِ انکساری — کرونگا رام کی خدمتگزاری
ملے ذلت وہان یا نیکنامی — بنونگا خادم پاے گرامی
بنانے سے مرے جو بن سکے کام — کروں سب عاقبت بینی سے انجام

کردن عذرات ماضی چند در چند — فساد تازہ کار رخنہ کردن بتر
نگہ دہ بادۂ نخوت سے تھا مست — عروج نکتہ بینی پر نہ کی جست
ببھیکن نے بہت کی نکتہ دانی — مگر بات اک نہ بے بختی نے مانی

آنا ببھیکن کا راجہ رامچندر کی ملاقات کو اور سردار ہونا خلافت پر لنکا کی اور گرفتار ہونا سارن جاسوس کا لشکر رامچندر میں اور آزاد ہو کر پھر جانا راون کے پاس شہر لنکا میں اور خبر کرنا

رہیں ورد زبان رگھبر کے اوصاف — مرا دل شکل آئینہ رہے صاف
ببھیکن کو جو راہ شور و شر سے — نکالا حاکم لنکا نے گھر سے
نکل کر گوشۂ ایوان سے دلگیر — چلا تا کیجیے تب صورت تیر
کمال صدمۂ رقت سے ناکام — گیا نالان میان لشکر رام
یکایک آمد آمد کا مچا غل — جمے سب گرد و پیش آکر جز و کل
خوشی سے کھلکھلا کر غل مچایا — ببھیکن فوج سلطانی مین آیا
کوئی سمجھا کہ شاید نامہ بر ہے — مقرر پھر تفتیش خبر ہے
اگر آیا تو آیا کام کیا ہے — طبیعت مین خیال خام کیا ہے
کریگا کچھ نہ کچھ افسون غضب ہے — کھلے گا گل کوئی اسکے سبب ہے

سنی جب شاہ میمون نے یہ روداد ۔ کہا تب رام سے یون با دل شاد
بھبھیکن سرورِ لنکا کا بھائی ۔ ہوا حاضر ہے بہرِ جبہہ سائی
کرے کچھ فتنہ ایجادی مبادا ۔ کہ ہے یہ سرگروہ فوج اعدا
مناسب اسکی صحبت سے حذر ہے ۔ بظاہر راستی باطن مین شر ہے
نہین راکھس مروت کرنیوالے ۔ یہ کالے ہین یہ کالے ہین یہ کالے
کرین گے کب کمی یہ کمین یہ ۔ کہ ہین دربردہ مارِ آستین یہ
نہین اِن سے امیدِ آشنائی ۔ دغا دے کر کرے گا بیوفائی
اب آگے ہو جو تجویزِ خوش اسلوب ۔ وہی بہتر وہی عمدہ وہی خوب
کہا سب سچ ہے اے سرمایۂ نور ۔ مگر بدباطنی ہمت سے ہے دور
جو میرے دامنِ دولت مین آئے ۔ فروتن ہو کے یا گردن جھکائے
روا چشمِ ترحم ہے بہر طور ۔ کہ ہے اک آن ہر اک پر گردشِ دور
نہین واجب مریضِ غم سے پرہیز ۔ کہ سب پر برقِ آفت ہے شرر ریز
سدا ہین دوست اور دشمن سمجھے ایک ۔ نہین کچھ اسمین تفصیل بد و نیک
کرے زیرِ شجر جو آکے آرام ۔ اُسے ہو سایہ بخشی سے فقط کام
یہ ہے خاصیتِ ابرِ سیہ تاب ۔ کرے دشت و چمن مین بارشِ آب
جو نیک و بد پہ کچھ اُسنے نظر کی ۔ تو پھر ٹھہری صفت کیا ابرِ تر کی
نہین دل پر مرے کچھ گردِ وسواس ۔ خوشی سے اُسکو آنے دو مرے پاس
یہ فرما کر زبانِ درفشان سے ۔ بلایا اُسکو اک لطفِ نہان سے
نگاہِ لطف کی سوے بھبھیکن ۔ ہوے الفت سے دلجوے بھبھیکن

کہا ہنسکر کہ لنکاپت ادھر آؤ
جو دیکھا ابر رحمت کو کرم پر
عدو کو صادق الالفت جو پایا
بٹھالا پاس اسے پاس کرم سے
منگا لہرا کے آب قلزم تر
نہلایا دست اقدس سے اسے تاج
سنا ت سارن وہ دو راچھس جو بد خواہ
پے تفتیش احوال بھبھیکن
پکڑ کر بندرون نے انکو بیباک
تماشا جانکر ہر سو پھرائے
رہائی دی تو بھاگے جی چھپا کر
کہا اس درجے فوج سر رام
ہر اک میمون جسیم و کوہ تن ہے
تو ہی ہیکل جسیم و گرز بر دوش
روش مین اک شجاعت کا چلن ہی
جلائی جسنے تھی لنکا غضب سے
بھرے ہم جا کے لشکر مین صبا دار
اجل لرزان ہی انکے شور و شر سے
بصد شوکت جناب رام و لچھمن
تمھارا گھر ہے بے خوف و خطر آؤ
بھبھیکن گر پڑا جا کے قدم پر
سر اسکا دست شفقت سے اٹھایا
زمیں دو رہی عطا کی قرب غم سے
بصد شفقت تلک کھینچا جبین پر
خوشی سے اسکو لنکا کا دیا راج
برائے مخبری آئے تھے ہمراہ
کھڑے تھے چھپکے و تبال بھبھیکن
پھرایا گرد لشکر جیت و چالاک
بہ رنگ آسیا چکر دکھائے
سنایا ماجرا راون کو جا کر
کہ شل ہین قاصدان عقل و اوہام
پلنگ بیشۂ دل شکر شکن ہے
عروس فتح و نصرت سے ہم آغوش
ادائے گفتگو مین بانکپن ہے
وہان چھوٹا نظر آتا ہے سب سے
نہ پائی انتہا کا فوج جرار
سنا کانون سے تھا دیکھا نظر سے
لب دریا ہین دونون خیمہ افگن

یون ست جامونت انگد ہین ممتاز — نل و نیل جری ہین کارپرداز
مشیر میمون کو ہی کار وزارت — وہ ہے رونق دہ بزم امارت
شہ خرسان شیر نیک و بد ہے — دغا مین مستعد بہر مدد ہے
تماشائے عجب دیکھا مگر اور — دل مضطر کو حیرت ہے بہر طور
بھبھیکن جب گیا پیش سری رام — ملا سرمایۂ اعزاز و اکرام
عداوت کے عوض کی قدردانی — دیا خلعت براہ مہربانی
کیا چشم ترحم سے نظارا — زبان سے کہکے لنکاپت پکارا
کیا تاج مرصع زینت فرق — خجل ہو جسکے زرق و برق سے برق
جبین کج ادا پر ہو کے مغرور — بدست خاص کھینچا قشقۂ نور
بگوتن نے یہ لشکر مین سنا غل — عدو کو راج لنکا کا ملا کل
لڑائی یہ بڑھی دکھلائیگی رنگ — بہت کام آئینگے سرکش دم جنگ
ادا آسا کرینگے دانت کھٹے — کرہین لا انتہا میمون اکٹھے
برنگ نقش پا جمنا ہے مشکل — صف آرائی تو کیا تھمنا ہے مشکل

راہ مانگنا رامچندر کا سمندر سے اور پل تیار ہونا نل اور نیل کے ہاتھ سے بموجب درخواست سمندر

قلم بحر سخن مین تر زبان ہو — صفات رام مین رطب اللسان ہو
بھبھیکن سے یہان لیجے سرانجام — کہ اے دانشور فرخندہ فرجام

وہ کر حکمت براہِ خیر خواہی
سمندر پار اترے فوج شاہی

ببھیکن نے کہا تب دست بستہ
نہیں ممکن ہے اس دریا سے رستہ

سمندر وہ نہیں جسکی ملے تھاہ
شناور پار اترنے کی کرے چاہ

کنارے سے یہ دریا بیکران ہے
برنگ موجۂ صرصر دوان ہے

کرے شل دست دریا غواص شہزور
نہیں ممکن عبورِ قلزم شور

تصور سے ہے عقل ناتوان چرخ
زمین کشتی ہے اسکی بادبان چرخ

یہ ناپیدا کنارا ایسا ہے قلزم
کہ چرخ ناتوان کی عقل ہے گم

اگرچہ آپ کا تیر شرربار
فقط کافی ہے بہر بحر زخار

کرے خشک آب تر کو صورت خاک
تری سے دامن قلزم کرے پاک

مگر اے راحل کشتی گشتہ
طلب فرمائیے قلزم سے رستہ

ببھیکھن نے جو ٹھہرائی یہ تجویز
پسند خاص و عام آئی یہ تجویز

لب دریائے شور اٹھکر بصد جاہ
ہوئے زینت وہ فرش پر کاہ

رہے تا عرصہ سہ روز اس جا
نہ سنگ آسا دل قلزم نے دی جا

کیا جب غضب نے دلمیں تب جوش
کہ کانپا ڈر سے خورشید شفق پوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ ہاں جاؤ
اسی دم ترکش و تیر و کمان لاؤ

کروں تیر اجل سوز اس طرح پر
کہ جل دم بھر میں جلجائے سراسر

ڈرا قلزم کلام پُر غضب سے
بشکل برہمن آیا ادب سے

معافی اپنی تقصیروں کی چاہی
قدم پر گر پڑا کی عذر خواہی

سر اقدس پہ سے اندیشہ و بیم
لٹائے گوہر و لعل و زر و سیم

کہا ازرہ دانش باندھیے پل | کہ اُترین دم مین موج آسا جزو کل
وہ نیل و نل جو افسر ہین انکو نام | کرینگے کار مشکل کو وہ انجام
رکھیشر کی دعا سے ہون ہین آگاہ | جو شئے چھوڑین یہ جل مین صورت کاہ
حباب آسا نہ غرق آب تر ہو ٭ | نمایان صورت آب گہر ہو
نہ نہان غبار دل کی صورت | دل دریا پہ ٹھہرے سیل کی صورت
جناب رام نے یہ سنکے فی الحال | کہا سارا شبہ میمون سے احوال
اُسی دم خرس و میمون جہان گشت | ہوئے پویان میان دامن دشت
تلاش سنگ مین پھرتا تھا انبوہ | اُٹھا لائے لپک کر کوہ کے کوہ
وہ نیل و نل براہ نکتہ دانی | ہوئے قائم بنائے پل کے بانی
کیا حرف ر کا اک سنگ پر نقش | م کا اک بر سر سنگ دگر نقش
بہایا جب تو دونون ملگئے نام | ہویدا ہو گیا نام سری رام ٭
طفیل نام سے کیونکر نہو وصل | کہ پیوند دل و جان ہے وہ در اصل
ہر اک پتھر پہ لکھ لکھکر یہی حرف | کیا دریا مین چسپان عقل کی صرف
بنایا پل باقبال سری رام | وسیع و پختہ و مرغوب عام
جناب رام نے خوش ہوکے لیے یو | بنایا لنگ رامیشر مہادیو ٭
کمال صدق و حشمت و سر سے پوجا | بگل و صندل برنج تر سے پوجا
دعا مانگی براے فتحمندی ٭ | جھکایا سر براہ سربلندی
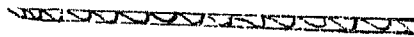
چرتر راد بدھ رامائن یعنی راون کا مع سیتا لنکا سے راجہ رامچندر کے لشکر مین آنا اور رامیشر مہادیو کی استھاپنا کرنا سیتا سے گرہ بندن کر کے اور واپس جانا اسکا لنکا کو مع سیتا کے

عنایت جانکی جی کی عیاں ہو
کہ دل کی جان کی جی کی اماں ہو

جو رامائن ہزارہ بدھ شہرۂ عام
رقم ہے اس مین سب ذکر سیر رام

اسی مین ہی یہ مضمون طرب خیز
یہ اسے سامعین تنگ شکر ریز

کہ یعنی جب کہ رامیشر کی مورت
لب دریا نہی حسب ضرورت

منگائی پھر لو جا حسب دستور
برنج و دھوپ دیپ اور مشک کافور

پہنچ و جوب صندل پھول پھل سب
بہم تھے ایک جا تیرتھ کے جل سب

غرض ہو چکا جب سب سرانجام
ہوا نازل یہ ارشاد سری رام

لیے پوجا تلاش برہمن ہو گئے
جو استاد و فہیم و اہل فن ہو

مشیر و نکتہ دان ہر سو پھرے سب
نہ ہاتھ آیا ولیکن نقد مطلب

ہوئے گرم سخن پیران دانا
کہ ہے مشکل و مقصد کا پانا

نہیں راون سا کوئی صاحب علم
فہیم و استاد و چاردہ علم

وہ ہے حاجت روائے اہل امید ۔ برہمن جوتشی دانندۂ بید
بجز اُسکے نہین ایسا ہے کوئی ۔ کرے جگ آکے از راہ نکوئی
کہا بعضون نے سب سچ ہی یہ مانا ۔ خلاف عقل ہی راون کا آنا
یہان آنے لگا وہ کیون اولوالعزم ۔ مقام رزم ہے یا عرصۂ بزم
تمناسے وفا کب غیر سے ہے ۔ غرض کیا اُسکو کار خیر سے ہے
پس از اندیشہ و غور دم چند ۔ ہوئے گویا وہ پیران خردمند
نشہ راون نہین ایسا ہے زنہار ۔ خبر سُنکر نکالے حرف انکار
زبس دھرم اُسکو منظور نظر ہے ۔ بدل پابند حکم شاستر ہے
طلب کیواسطے جائے جو پیغام ۔ کرے آکر پرستش کا سرانجام
غرض قاصد براہ خیر خواہی ۔ ہوا مثل صبا لنکا کو راہی
کہا راون سے پیغام سر رام ۔ وہ سامان اور وہ امید سرانجام
کہا اون سب سے سامان طرب حصیر ۔ فقط اب آپکے چلنے کی ہی دیر
ہنسا وہ سُنکے تقریر خوش اسلوب ۔ کہا کیا مصلحت سوچی ہی کیا خوب
نہین خواہش مری وان آنے سبب ہے ۔ جناب جانکی جی کی طلب ہے
سمجھے ہین جناب جانکی ناتھ ۔ گرہ بندان کو سیتا آئینگی ساتھ
کہ کار عمدۂ مسعودۂ احسن ۔ نہین ہوتے کبھی بے شرکت زن
پے نظارۂ سیتا ہوس ہے ۔ پریشان بیکسی سے دل زبس ہے
نکالا دل کی اُلجھن سے بہانا ۔ کیا کیا گیسوے مضمون مین شانا
یہی مد نظر گر ہے تو پھر خیر ۔ شریک بزم ہونگا گو کہ ہون غیر

یہ کہکر جانکی کو لے کے ہمراہ
ہوا داخل میانِ فوج شاہی
ہوا حاضر بہ پیشِ لچھمن و رام
ہر اک سے گفتگو کی با دلِ نرم
پھر لا جانکی کو رام کے پاس
طلائی طشت مین نیہ معقول
بہت اشلوک پڑھ پڑھ کر کیے جاپ
خوشی سے دفعتہً پھولے جزو کل
زبس وہ واقفِ رازِ نہان تھا
یہ دی آشیرباد اُس برہمن نے
سپھل کاج اور پھلے اچھا رہے جو
غرض سیتا کو لیکر شاد و مسرور
ہما سے خامہ کس رخ اُڑ کے پہونچا
بروز احسن و تاریخ انسب
شہ خرسان و میمون نکونام
بہ آسانی سمندر پار پہونچے
کنار کشور لنکا بصد اوج
بحکم شہ میانِ ظفر العین
ہر اک ستونشا میانے سحر بنیاد

چلا ذوق طبیعت سے وہ ذیجاہ
نظر آیا کمال اوج شاہی
ہوئی محو تحیر محفل عام
ہوا پھر انصرام جگ مین سرگرم
گرہ باندھی تھی وہ شبھ لگن شبھ راس
چڑھائی دھوپ دیپ اچھت پھل پھول
دیا اُس لنگ رامیشر کو استھاپ
فلک پر تھا مبارکباد کا غل
سدا اول کو نشان بے نشان تھا
شہادت دی لبِ چرخ کہن نے
اٹل راج اور تھالے سترکی چھیو
گیا لنکا کو راون مست و مغرور
کدھر اوج فلک سے مڑ کے پہونچا
چلی اُس پل سے فوج صف شکن سب
نل و نیل انگد و لچھمن سریرام
سپاہ دلستان جرار پہونچے
ہوئی خیمہ فگن فوج ظفر موج
سواران دلاور کی پڑی [illegible]
ہوئے چوب طلائی پر نسب استاد

قنات و خیمہ و نمگیرہ و فرش — لگے پڑنے قریب پردۂ عرش
کسی خیمہ مین اترا شاہ سگریو — کسی مین ہمدم دلخواہ سگریو
کہین پر کیسری اترا بصد شان — کہین نیل و نل و انگد ہنومان
کسی جا پر میان حلقۂ فوج — مہاراج الدھرج اترے بصد اوج
بصد شادی کنار قلزم تر — پڑا اشتم صفت میدان مین لشکر
ہوئے بہر مقرر از رہ ہوش — طلایہ کو سواران زرہ پوش

خبر پانا راون کا آمد لشکر سے اور مسلح کرنا اپنی فوج کو اور روانہ کرنا میدان وغا مین

سری رگھبر براہ عز و اکرام — ادھر بھی ہو نگاہ بخشش عام
سپاہ خرس و میمون نے بصد زور — کیا جس دم عبور قلزم شور
پڑا اک تہلکہ لنکا مین ہر سو — ہوئے راچھس پریشان مثل گیسو
خبر گذری شہ راون کو بارے — کہ فوج اتری سمندر کے کنارے
برنگ شعلہ کانپ اٹھا تب سے — بنا پرکالۂ آتش غضب سے
بلائے جملہ سرداران نامی — مشیر و خیرخواہان گرامی
کہا تیار فوج صف شکن ہو — سوئے دشت وغا خیمہ فگن ہو
یہ سنکر افسران فتنہ ایجاد — ہوئے آمادۂ تعمیل ارشاد
بجے قرنا گرج اٹھا جو طنبور — ہوا لشکر مے نخوت سے مخمور

چلے تن تن کے سرداران جنگی
بدن کو جستی جوشن سے تنگی

ہوئے آراستہ ہتھیار سج کے
چلے لہرا کے ابر آسا گرج کے

سپہداران و سردار زرہ پوش
کمانداران نامی گرز بردوش

چھلکیت اور برق دم برچھیت طناز
وہ بانکے ترچھے کشتی گیر اکڑباز

چلے پنجون کے بل تن تن کے بانکے
ملائم دل کڑے لیکن زبان کے

سوارون کے پرے شمشیر در دست
پیالے بادۂ نخوت سے سرمست

مسلح سب قریب صد یدم فوج
چلی تیغ و تبر سے پر قدم فوج

شہ راون بجاہ و شوکت اوج
ہوا خود مائل نظارۂ فوج

دیا پھر صیقل زر سے دلاسا
مٹی زنگ کدورت خنجر آسا

کہا ہان ہے یہ وقت گرم جوشی
نہین واجب دریغ سرفروشی

سپاہ خرس و میمون پر کرو وار
کرو جستی سے سب تیرون کی بوچھار

یہ دیکھونگا کہ سرخشنر نپائے
سوے میدان قدم بڑھنے نپائے

مبادا کوئی بھاگ آیا جو رن سے
جدا کردونگا سر اسکا بدن سے

ہوا یہ حکم جب آویزۂ گوش
چلا لشکر وہ سیل آسا سبکدوش

چلے شوخی سے چشم آسا پھڑکتے
اکڑتے جھومتے تنتے کڑکتے

کبھی خنجر کبھی اس تن پہ تھی آنکھ
کبھی بازو کبھی جوشن پہ تھی آنکھ

کوئی کہتا یہ ہے وقت نمائش
مقام امتحان و آزمائش

دکھائین جوہر تیغ شجاعت
ادا ہو جاے تا حق اطاعت

غرض آکر حضور لشکر آرام
ہوئی خیمہ فگن فوج بد انجام

صف افگن میگھ ناد اُترا بصد اَوج — رہے خیموں کے اندر افسر و فوج

ناچ دیکھنا راون کا بام لنکا پر مع احباب و رمن دوری سے اور تیر مارنا رامچندر کا اور اُڑ جانا تاج راون کے سر سے اور برہم ہونا صحبت رقص کا

بہ فیض بخشش الطاف رگھپت — رہیں وردِ زبان اوصاف رگھپت

کسی دن عنقریب جلوهٔ شام — خراماں تھے لبِ دریا سر بام

جلو میں افسران صف شکن تھے — خوشی سے ہر طرف نظارہ زن تھے

نظر کی جانب لنکا جو یکبار — تو دیکھی تابش برق شرربار

مشیروں سے کہا دیکھو سوے شرق — چمک کوندے کی ہے یا تابش برق

ببھیکن نے گزارش کی یہ فی الفور — ذرا بھر تماشا کیجیے غور

نشستہ راون ہی محفل میں لب بام — بہم ہیں مطرب و نُقل و مے و جام

سر محفل جما ہے ناچ کا رنگ — بہم ہیں نازنینان خوش آہنگ

زن مندودری ہمخوابهٔ خاص — خوشی سے ہے شریک بزم اخلاص

وہ ماہ برج حسن و سرو بالا — ہے زرق و برق میں بجلی سے بالا

اُسی گوشہ کے جھمکے کی چمک ہے — کہ جس سے ظاہرا بجلی کا شک ہے

یہ رنگت ہے جو تابش ہے مہاراج — مغرق وہ سر راون یہ ہے تاج

سوے لنکا جو کوندھے کی لپک ہے | وہ رقاصون کے زیور کی چمک ہے
جناب رام نے جب یہ سنا رنگ | یکایک فرط حیرت سے ہوئے دنگ
کہا اس درجہ راون بےخبر ہے | نہین کھٹکا اجل یا لاے سر ہے
ذرا لشکر کی آمد سے نہین پاس | کہ ہے محو طرب بے خوف و وسواس
ابھی تک ہے وہی شور وہی شان | وہی موجین وہی دھن ہے وہی دھیان
کیا سر دفعۃً تیر سبک پر | اڑا راون کے سر سے افسر زر
مچا غل درہم و برہم ہوئی بزم | مثال حلقۂ ماتم ہوئی بزم
سدا ہو سایۂ فضل سری رام | کہ ہو حاصل دل مضطر کو آرام
مزاج خامہ مین جودت بھری ہے | روش مین جلوۂ کبک دری ہے
شہ راون بصد اعزاز و اکرام | برنگ آفتاب آیا لب بام
پریشان تھا زبس مانند بو وہ | ہوا محو تماشا چار سو وہ
لب دریا نظر آیا اک انبوہ | قوی ہیکل توانا صورت کوہ
پھریرے صورت شہپر کھلے ہین | پے قتل عدو نیزے تلے ہین
سک سارن وہ جاسوس صف آرا | ہوئے گرم سخن کرکے اشارا
وہ دو میمون جو یکجا جلوہ گر ہین | موصل صورت شیر و شکر ہین
مبارک سیرت و فرخندہ کردار | یہی ہین دو بدم میمون کے سردار
یہی دو ہین نل و نیل جری ہین | مہ و مہر سپہر برتری ہین
لب دریا جو ہے وہ شامیانہ | وہان ہے اک سپہدار یگانہ
جبین سے ہے نمایان شعلۂ نور | بنام دلکشا انگد ہے مشہور

یہی ہے بال کا طفل دل آرا | یہی تارا کی عین آنکھون کا تارا
اُمنڈتا ہی دل اسکا صورتِ موج | پدم پانچ اسکی ہمراہی مین ہے فوج
وہ پیر زرخیمہ جو پیش نظر ہے | کو مدنام اسمین میمون جلوہ گر ہے
وزیر شاہ میمون ہے نکو خواہ | سپہ اسی کرد ہا اسکے ہی ہمراہ
یہ انبوہِ گران جو نعرہ زن ہے | ہر اک اسمین صف آرا صف شکن ہے
قوی قامت قوی ہیکل قوی بال | کرین سیلِ دمان کو پل مین پامال
شمار اسکا چہار وسہ پدم ہے | برنگ تیغ بران ہر قدم ہے
خروشان ہین برنگ ضیغم نر یہ | ہوا خواہ سپہ سالار دھومر
جو خیمہ سوے چپ پیش نظر ہے | اسی مین جامونت نکتہ در ہے
بظاہر گو ہے پیری عائد حال | بباطن ہے جوان دولت جوان سال
سر دشمن کو گرز اسکا ستم ہے | غضب آب دم تیغ دودم ہے
زبس یہ اہل دانش ہے نکونام | لہذا ہے مشیر خلوت رام
فہیم و نکتہ دان اہل ہنر ہے | وکن مین نربدا تیرتھ پہ گھر ہے
شہ خرسان یہ ہے سردار نامی | قوی ہیکل سپہ دار گرامی
جو ہے وہ چیل میمون گرز بردوش | برنگ موج دریا بر سر جوش
مٹا دے لشکر خونخوار کو یہ | کرے نشتر تن کہسار کو یہ
مثال شعلہ ہے یہ پر غضب فوج | روان ہی چار سو چوبیس لب فوج
ہے اس لشکر کا افسر کیسری نام | ہوا خواہ جناب لچھمن و رام
اسی کا کوہ کنچن گر مین گھر ہے | سپہ تیغ دغا سینہ سپر ہے

سو جیب وہ جو انبوہ گران ہے — خروشان صورت سیل روان ہے
ہر اک میمون ہے اسمین جسیم اور تگن — قوی قامت قوی بازو قوی تن
یہ ہین تیزی مین مثل آب شمشیر — قوی ہین اسکے ناخن صورت شیر
دل اہل جہان مین ڈر ہے ان کا — سپہ دار تیش افسر ہے ان کا
مثال بیشہ اسکے آگے ہے سیل — شمار فوج ہمراہی ہے دو میل
جو خیمہ جانب دریا عیان ہے — سکھن نام اسمین اک کشورستان ہے
یہی تارا کا ہے طفل قوی بال — ظفر ہے سایہ سان قدمون کے دنبال
یہ ہے ہم لہجہ و ہم خوے انگد — حقیقی قوت بازوے انگد ہو
کمال دولت و جاہ و حشم ہے — جلو مین فوج میمون دس پدم ہے
متفرق خیمہ جو دریا کے ہے پاس — ہجوم خرس و میمون ہے جیب و راس
اسی مین ہین ہنومان دلاور — مجسم جلوۂ اقبال یاور
یہی آئے تھے بنکر قاصد رام — حضور جانکی لائے تھے پیغام
جلایا تھا حصار زر انھین نے — کیا تھا گھر کو خاکستر انھین نے
کئی میمون جو یکجا ہین قوی تن — کماندار و دلیر و ناوک افگن
رکھب یادن گنید و کت ہین یہ — جوان بخت و سعادتمند ہین یہ
وہ خیمہ آسمانی ہے جو استاد — وہان میمون ہے اک فرخندہ بنیاد
سراسر غرقہ بحر غضب ہے — جہان مین نیراج اسکا لقب ہے
تناور وہ جو میمون ہے سو راس — نہین جسکو صف آرائی سے وسواس
اجل کا اسکے خنجر مین اثر ہے — بنام نیم ور شن مشتہر ہے

وہ خیمہ ہے جو رشک شعلۂ نور
بپا ہے ستون زر سے جس مین
بشان و شوکت و اعزاز و اکرام
ابھی کمسن ہین دونون چشم بد دور
شجاعت لوح رخ پر جلوہ گر ہے
وہ خیمہ جو وسیع و لق و دق ہے
شہ میمون ہے اسمین جلوہ آرا
بلا ہے اسکے آگے سر بسر رد
رقم سے ہے دل کاغذ مین تنگی
سنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش
جو دیکھی بام سے فوج سری رام
بلائے جملہ سرداران جنگی
کرو تاراج فوج خرس و میمون کو
کرو تیر افگنون کو کشتۂ تیر کو
ہوا یون حرف زن جب دمدمہ خونخوار
جناب رام نے پائی خبر جب
ہوئے یون شاہ خرسان سے خبردار
شہ راون کو عزم شور و شر ہے
غضب سے تیز ہی طرفین ہو گی

فروغ شمع بھی ہو جس کا نور
شعاع مہر کی جھالر ہے جس مین
اسی مین جلوہ گر ہین لچھمن و رام
قدم سے ہے نمایان جلوۂ نور
برنگ تیغ ابھی قد باڑھ پر ہے
ہویدا جلوۂ رنگ شفق ہے
مطیع حکم یہ لشکر ہے سارا
بہم ہے زور پیل شصت و صد
ہین اٹھارہ پدم سردار جنگی
ہوا رنج و الم سے دوش بر دوش
تو خورشید غضب آیا لب بام کو
کہا واجب ہے تمکو بے درنگی
رہے تاراج قائم زیر گردون
کرو لہرا کے غرق آب شمشیر
سوئے میدان رزم آئے سپہدار
گھری فوج آ کے مثل ظلمت شب
کرائی تیار اختر و فرخندہ کردار
فساد بے سبب پر نظر ہے
عبث خونریزی طرفین ہو گی

مناسب ہے کہ آئین سلف سے ❊ پیام صلح دین اپنی طرف سے
کرے راون جو سیتا کو روانہ ❊ تو کیون تیر اجل کا ہو نشانہ
بچے فوج دو رویہ کشت و خون سے ❊ بری ہو گردش گردون دون سے
نہین مطلق فساد عام سے کام ❊ فقط ہے ہمکو اپنے کام سے کام
سنے جب یہ کلام دانش و پند ❊ ہوا گرم سخن پیر خردمند
مجھے بھی تھا یہی مد نظر آج ❊ بہت انسب ہے تجویز مہاراج
زبس انگد ہین ہشیار و خردمند ❊ فہیم و اوستاد و کلمہ پسند
سو سے راون جو لیجائین یہ پیغام ❊ طفیل نام اقدس سے بنے کام
جناب رام نے دل مین کیا غور ❊ بنایا ایلچی انگد کو فی الفور
طلب فرما کے کلک عنبر افشان ❊ کیا خط ترتیب قرطاس زرافشان

نامہ لکھنا رامچندر کا راون کو اور جانا انگد کا قاصد بنکر

کہ اے سرحلقۂ سردار لنکا ❊ شہ دربار گوہر بار لنکا
ترے دس سر پہ ہین دس جلوہ گر تاج ❊ کہ ہے تو لشکر راچھس کا سرتاج
بہم تا ہی ہے تدبیر و خرد سے ❊ کہ ہے واقف جہان کے نیک و بد سے
بہم دولت ہے یا مردی سے تجکو ❊ خبر ہے گرمی و سردی سے تجکو
کمال سرکشی ہے سر اٹھانا ❊ نہین ہے شیوۂ پیران دانا
مبدل رنگ دنیاے دنی ہے ❊ حکومت چار دن کی چاندنی ہے
کسی کا تا ابد رہتا نہین نام ❊ کہ بعد از صبح ہے تاریکی شام

حکومت کو حباب آب سمجھے
محبت مین بسا رزندگی ہے
کسی سے بے سبب لڑنا جھگڑنا
خلاف عقلمندان کہن ہے
ہجوم فوج جنگی لے کے ہمراہ
سزائے سرکشان مدنظر ہے
ہوائے باغ ہستی ہو جو کھانا
خیال سرکشی سے درگذر تو
تجھے مجکو اسے سرمایۂ شر
بٹھاؤن تخت پر بخشون تجھے تاج
مناسب ہے کہ کھول اب دیدۂ ہوش
متاع زندگانی ہو جو درکار
غرض یون لکھ کے خط مین کلمۂ پند
لیا انگد نے نامہ بے کدورت
ہوئے فوراً نسیم آسا ہوا دہ
جو دیکھا راچھسون نے نامہ بر کو
مچایا غل کہ آتے ہین ہنومان
غرض وارد ہوئے جب لہ بلند رسے
ہوئے منہدی کی صورت دست بستہ

غنیمت صحبت احباب سمجھے
عداوت مایۂ شرمندگی ہے
اکڑنا تن کے نخوت سے بگڑنا
بیرون از شیوۂ اہل سخن ہے
لب دریا ہم آئے ہین بصد جاہ
پھر اکدم بھر قدم تیغ دو سر ہے
تو کر سیتا کو لنکا سے روانہ
قدمبوس آ کے ہو باچشم و سر تو
کرم سے پھر تجھے بخشون ترا گھر
ازل سے تا ابد قائم رکھون راج
اجل ہے ورنہ پھر ہوگا ہم آغوش
تو ہو آکر مطیع حکم سرکار
برنگ مہر خاموشی کیا بند
سوے لنکا چلے صرصر کی صورت
کہ تھے سرعت مین ہمدوش صبادہ
گریزان ہو گئے گھبرا کے گھر کو
پھر اب لنکا کے جلنے کا ہے سامان
مخالف چھپ گئے گوشون مین ڈر سے
بتایا راستی سے سب نے رستہ

ملا رستہ مین اک راون کا فرزند | ستمگر فتنہ ایجاد و تنومند
دیا گیسو صفت انگد نے جھٹکا | میانِ رہگذر پتھر پہ پٹکا
غبار آسا اُسے سب کر دیے زیر | درِ راون پہ پہونچے صورتِ شیر
دیا راون کو جاسوسون نے پیغام | کہ حاضر در پہ ہے اک قاصدِ رام
ہوا نازل یہ حکم بار یابی | گیے انگد بجوشِ اضطرابی
پس از رسم ثنائے عز و اکرام | دیا فرطِ طرب سے نامۂ رام
غرض کھولا جو مثلِ چشم تر خط | تو پایا اپنی پابوسی کا سر خط
برنگِ شعلہ تھرّایا وہ سفاک | جواب خط لکھا ہو کر غضبناک

جواب لکھنا راون کا اور گفتگو ہونا انگد سے اور قدم جمانا انگد کا زمین مین اور نہ جنبش کرنا باوجود زور متواتر کے کسی راچھس سے اور حاضر ہونا انگد کا رام چندر کے پاس جواب لیکر

لکھا اے سرورِ دانش پسندان | فہیم و سر گروہِ عقلمندان
لکھا خط مین جو حال شوکت و جاہ | نہین شاید مری طاقت سے آگاہ
بہم تن مین مرے زور اسقدر ہے | نظر مین سنگ خارا مثل پر ہے
ترقی پر ہے ہر دم اوج لنکا | یہ میمون ہین خوراکِ فوج لنکا
مناسب ہے براہِ نکتہ بینی | کرو مثلِ گدا صحرا نشینی

نصیحت کی جو تمنے اے نکو ذات
مین ہون سر حلقۂ پیران دانا
تملق سے نہ ہاتھ آئیگا مطلب
لباس زندگانی ہو جو درکار
دگر دل مین ہے کچھ نوع دگر عزم
بپیش نامہ بر آئین شکر
کہا انگد نے اے شاہ تنومند
مقام ہوش ہے غفلت نہ کر تو
اگر ہو چل کے پابوس سری رام
ہوا گیسو صفت برہم وہ سفاک
تجھے اے بے حیا غیرت نہین ہے
کیا جس نے پدر کو کشتۂ تیر
اگر فرزند با اقبال ہوتا
عوض مین اسکے دشمن کا ہوا دوست
مگر مینا لباس بے حیائی
مقام حیف ہے مطلق نہین شرم
ہیشت تارا کے گھر پیدا ہوا تو
نہ تھی طاقت تجھے لڑنے کی بالفرض
برائے انتقام و کینہ خواہی

تعجب ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
حماقت خود ہی سیکھے کو سکھاتا
کہ ہے یان ساغر جرأت لبالب
تو ہو اس سرکشی سے دست بردار
تو آجا و سنبھل کر بر سر رزم
وہ خط پھینکا فراز تخت زر سے
نہ مانی کچھ جناب رام کی پند
حماقت سے تبس اپنی درگذر تو کر
رہے تخت شہی قائم رہے نام
کہا انگد سے باچشم غضبناک
پدر مارا گیا غیرت نہین ہے
اسی سے تو ہوا جا کر بغلگیر
خیال انتقام یاں ہوتا بکہ
روا ہے گر ابھی کھینچون ترا پوست
غضب ہے تیرے دیدے کی صفائی
برنگ موم ہے سینہ ترا نرم
غضب ہے کیون نہ جلتی جی ہوا تو
عجب ہے مجھ سے آکر کیون نہ کی عرض
عطا کرتا تجھے کچھ فوج شاہی

لڑائیں سے ڈبویا بال کا نام
بیان کرتا ہے اوصاف سرِ رام

یہ کھو بیٹھا کہاں عقل و ہنر تو
بنا صحرائیوں کا نامہ بر تو

جو ہو اُسکے قدم سے دست بردار
کروں سب لشکر جنگی کا سردار

متاع عزت و توقیر بخشوں
خطاب و خلعت و جاگیر بخشوں

بڑا ابل سُن کے انگد کی جبین پر
غضب سے ہاتھ دے مارے زمین پر

سرِ راون سے محفل مین گرا تاج
ہوئے اہل نشط کے ہوش تاراج

کہا انگد نے پھر اُس فتنہ گر سے
نہین کچھ غم تجھے مرگ پدر سے

ہوا دست مبارک سے جو انجام
تو پایا گلشن سُرپُر مین آرام

یہی انداز آئین شہی ہے
سزائے سرکشان واجب یہی ہے

ولیکن جسطرح مارا گیا بال
وہی ہوگا کوئی دن مین ترا حال

دکھا مجکو نہ یون بل کرکے بل تو
نہ اکڑ کر گلشن ہستی مین چل تو

شجاعت سے تری سب آشکارا
ہوا جب بال سے جا کر صف آرا

وہ دن بھولا گر اپنے خود فراموش
نہین روداد ماضی کا تجھے ہوش

ہوا پیش نظر جب بے محابا
بغل مین تب پدر نے دھر کے دابا

رہا شش ماہ تک زیر بغل تو
ہوا ازدیہ بدن گر کر کے شل تو

سنکر گیسو صفت بل ہوگئے یہ ہم
وہی بال اور وہی تو ہے وہی ہم

گیا جسدم سمندر پار اُسکے پاس
ہوا تو غرق دریائے وسواس

کیا قید اُسنے جب تجکو پکڑ کر
چراغ اُسنے جلائے دوش و سر پر

یہ طاقت اپنی کھو بیٹھا کہاں تو
بنا بزم شہی کا شمعدان تو

تری ناوان مطلق عقل ہی خام / سمجھتا ہے جو کم فوج سری رام
ہر اک میمون وہان لشکر شکن ہے / کہ حیران دیدہ چرخ کہن ہے
ہر اک ان ہی مری طاقت سے دونا / دکھادون اپنی طاقت کا نمونا
یہ فرماکر زبان سے بے محابا / قدم فرشِ زمین مین دھر کے دابا
کہا بس دیکے لغزش جو پا کو ہلا / وہی پائے متاعِ مدعا کو
فساد و فتنہ و شر کا ہوا انجام / سیا کو چھوڑ کر گھر کو پھرین رام
ادھر تھا بیک نیک انجام کا بل / ادہر حامی جناب رام کا بل
جو دیکھا مستقل قول و قسم کو / زمین مین سیس نے دابا قدم کو
اُٹھے یہ سنکے سب سرکش وہان کے / جھکے گیسو صفت بل کرکے بانکے
قدم پر سب نے دھر دھر کر کیا زور / مچایا آب دریا کی طرح شور
ہوا متفق گروہ فتنہ گر کا / صبر ہو پائے مستحکم نہ سر کا
ہٹے کیونکر دتیون کی جھپٹ سے / جمایا تھا قدم انگد نے ہٹ سے
ہوا جب شل وہ انبوہِ ستمگار / اُٹھا راون سر مسند سے لاچار
برائے لغزشِ پائے گران وہ / جھکا خم ہو کے مانند کمان وہ
قدم انگد نے کھینچا اُسی آن / کہا راہِ فراست سے کہ نادان
بر آئیگا نہ ہرگز مطلب دل / نہین کچھ میری پابوسی سے حاصل
وہی گر ہو قدم بوس سری رام / حصولِ تخت ہو قائم رہے نام
سنا یہ جب کہ قاصد کی زبانی / ہوا انجان سے راون پانی پانی
دکھا کر اپنی طاقت کا تماشا / چلے خط لے کے انگد بے تحاشا

عدو چلائے گھر لئے لیجائے — پکڑ نا لیجیو جانے نپائے
مگر انگد نے کی مشکل نظر چست — جو آگے فتنہ گر آیا کیا پست
جڑی لات اک بصد زور آزمائی — گرا اک برج ایوان طلائی کا
ہوئے حاضر جناب رام کے پاس — کہی سب داستان بے درد وسواس
دیا تا سر براہ نکہت سر دانی کا — سنائی سب جو گذری تھی کہانی
کہا شہ اسکو منظور نظر کے ہے — نہیں راضی پیام صلح پر ہے
شہ میمون نے تب بولے سریام — کرو تیاری فوج نکو نام ہے عدو
صف آرائی بوقت سحر ہو — زمین خون ستمگاران سے تر ہو
شہ سگریو تھا ازبس نکو خواہ کا — کیا اس نے سپہداروں کو آگاہ
ملا حکم کپ بندری جو سب کو — نہ سوئے نشۂ غفلت سے شب کو
کھلیں آنکھیں رہیں تا روشنی صورت — طلایہ گھومے سیاروں کی صورت

جنگ بانزول میگھناد اور کمبھین جی اور شکست پانا میگھناد کا

زبان ہو دام سا مداح رہ گیر — کہ تا صید سخن ہو پا بزنجیر
سحر کو جبکہ خورشید شفق پوش — سوئے میدان چرخ آیا بصد جوش
شعاع مہر کا چمکا جو بھالا کو — رہا ثابت نہ ثابت کا رسالا کو
سوار توسن شب گم ہوا صاف — پریشان لشکر انجم ہوا صاف
بحکم شاہ سگریو خوش اقبال — مسلح ہو گئی فوج قزی بال
بجا میدان ہیجا مین جو طنبور نہ — پھڑک اٹھے ہر اک چشم تر سور

چلے بادل سے دل سوئے صف جنگ
پیادے توسن جرأت پہ اسوار
سوار ان کے پرے شمشیر در دست
لچھمن بھی حسب ارشاد سر رام
ادھر سے میگھناد آیا بصد جوش
جوانان جری بجلی سا کڑکے
جو تو ہے بہار عرصۂ جنگ
کرو تیزی میان مجمع عام
یہی ہے جوہر تیغ سعادت
مقام آزمائش ہے سنبھل جاؤ
مناسب ہے قدم آگے بڑھے جائے
جمے ایسا قدم ہٹنے نہ پائے
دلیر و صاحب جرأت جو تھی فوج
گھسے فوج عدو میں صف شکن سب
چلے دونوں طرف سے تیر پہ تیر
ہوئی یہ بارش تیر شرربار
چلے لشکر میں دکھلاتے ہوئے بل
کسی نے رزم میں مارا کسی کو
تراشا سر کوئی تیغ دودم سے

ہوا گردون پہ مریخ جری دنگ
بڑھے مانند موج بحر زخار
پیا اک جام شجاعت سے سرمست
سوئے میدان چلے با عز و اکرام
لیے فوج سواران زرہ پوش
نقیبوں نے دیے کڑکے اکڑ کے
جما دو اپنا مہندی کی روش رنگ
لڑو مارو بڑھو پیدا کرو نام
کھلیں تن پر گل زخم شہادت
اکڑ کر سامنے پنجوں کے بل جاؤ
بلا سے بحر خوں سر پر چڑھے جائے
متاع آبرو لٹنے نہ پائے
بڑھی لہرا کے آگے صورت موج
چلے جوش غضب سے پیلتن سب
رواں تھے خنجر و تیغ و تبر تیر
کہ تھا گرم آتش محشر کا بازار
کہیں نیل اور کہیں انگد کہیں نل
کسی نے بڑھ کے للکارا کسی کو
کسی کے سر کو دی ٹھوکر قدم سے

مخالف بحرِ غیرت مین گئے ڈوب
زبانِ تیغ نے چاٹا لہو خوب

ہزیمت لشکرِ راچھس نے پائی
اُڑے سب صورتِ تیرِ ہوائی

گھٹا کی طرح سے سارا گھٹا دل
ہوا سے تیرِ آتش سے پھٹا دل

برنگِ شبنم تر اشک ریزان تھے
ہوئے میدان سے خیمون کو گریزان

پریشان بے قرار و چشم تر سب
گئے خیمون کو اپنے نوحہ گر سب

ادھر سب مجمع فوج نکو نام تھے
ہوا آکر قدم بوس سری رام

حصولِ فتح سے لشکر شکن سب
شگفتہ مثلِ گل کے تھا چمن سب

طلایہ مین سپہداران ذیجاہ
پھرے شب بھر برنگِ اختر ماہ

جنگ دوسری لڑنا میگھناد کا اور مارا روپی جانکی کا سر کٹنا میدان مین اور تیر مارنا لچھمن جی کا اور نابود ہونا مایا کا اور پھر آنا لچھمن جی کا بعد فتح اپنے لشکر مین

رہے ہر دم بہ فضلِ سری رام
روانی پر قلم ہو مثل صمصام

سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور
ہوا فوجِ قمر پر حملہ آور

کھلے پرچم نشانِ فتحمندی
عیان نیزون سے شانِ سربلندی

طبل گرجا برنگِ ابرِ جوشان
بصد ساز طرب بجنے لگے ساز
سیاہ خرس و میمون خوش آہنگ
گئے لچھمن براہِ عز و اکرام کو
سیاہ میگھناد آئی ادھر سے
گھڑی بدلی کیصورت فوج جرّار
گنید و گند سرداران لشکر کو
کہین پہونچے سگبند کو بہ تمثیل
کسی کی قبائے زندگی چاک
کچل ڈالا کسی کو بے کدورت
کیا سب لشکرِ سرکش کو پامال
پیادے تھے سری لچھمن کی شہ پر
جھکے جس رخ سنبھل کر بے محابا
ہوئے شل حسبِ ستمگاران بدذات
کوئی جل جل کے برساتا تھا پانی
کبھی غائب کبھی ظاہر کبھی دور
کبھی پرّان ہوئے اوج ہوا پر
کئے سحر آتش افشانون نے چلکے

چلے ضیغم صفت میمون خروشان
لب قرنا نے دی لشکر کو آواز
ہوئے زینت فزائے عرصۂ جنگ
کہ تھے پابندِ ارشادِ سری رام
نمایان جلوۂ محشر نظر سے کو
ہوئی دونون طرف تیرونکی بوچھار
چلے جوشان برنگِ ضیغمِ نر
کہین انگد ہنومان نل و نیل
کسی کو دھر کے ٹیکا بر سرِ خاک
کسی کو مل دیا مہندی کی صورت
چلے وان مہرۂ شطرنج کی چال
ہوئے پویان بساطِ رزمگہ پر
عدو کی فوج کو اردب مین دابا
دکھائے شعبدے سحر و طلسمات
کوئی تھا مائلِ آتش فشانی
کبھی سوزان برنگِ شمع کافور
کمند افگن ہوئے موج ہوا پر
دکھائین پر غضب شکلین بد... لکے

کوئی دیکھا یکایک بن کے اندر ۔ کوئی گونجا برنگ ضیغم نر
حضور لچھمن سرمایۂ ہوش ۔ یکایک سامنا آیا بصد جوش
وہیں مایا سے از راہ کدورت ۔ عیاں کی اک سری سیتا کی صورت
وہی صورت وہی سیرت وہی چال ۔ وہی گوش و لب و رنگ و خط و خال
دکھا کر شعبدہ آئین شکستے ۔ جدا سر کر دیا تیغ دو دستے
جو دیکھا لشکر میمون نے یہ رنگ ۔ ہوئے حیران میان عرصۂ جنگ
سری لچھمن نے دیکھا جبکہ یہ طور ۔ بصاف آئینۂ دل میں کیا غور
خیال آیا کہ یہ سب خود سری ہے ۔ عدو کا شعبدہ بازیگری ہے
سیا ہیں صورت اصلی یہ سایہ ۔ وہ ہیں نور گرد تھا یہ مایہ
یہ جسم عنصری وہ صورت دم ۔ کہاں تار اور کہاں نور ریشم
یہی کر کے تصور با دل نیک ۔ کیا سر ناوک جادو شکن ایک
ہوئے سب تیر آفت کے نشانہ ۔ مٹا سحر عدو کل کا کارخانہ
چھپے گوشہ میں جا کر اہل شمشیر ۔ پریشان ہو کے بھاگے صورت تیر
بصد خواری غریق ورطۂ غم ۔ گئے نالان میگھا کر تصور با غم
ادھر سب لشکر و فوج ظفرمند ۔ گئے لچھمن کو اپنے شاد و خرسند

روز سوم جنگ کرنا میگھناد کا اور مارنا برہمہ شکتی راون کا بیچ لنکا سے لچھمن پر اور بسبب سرگرمی ہنومان جی کے واپس جانا شکتی کا اور آنا نارد کا برہما کے حکم سے اور غافل کرنا فوج کو اپنی خوش الحانی سے اور دوبارہ شکتی مارنا راون کا لچھمن جی پر

سری رگھبر عیان ہو جو ہر طبع ‌‌ ‌ روانی پہ ہو ہر دم خنجر طبع
سحر کو جب سوار ہوتا یان ‌ ‌ ‌ ہوا میدان گردون پر نشا یان
یکایک سُنکے آوازِ طبل سب ‌ ‌ ‌ ہوئے آمادۂ جنگ و جدل سب
سو میدان چلے فرطِ طرب سے ‌ ‌ ‌ تبسم آشکارا مین لب سے
چلے انگد ہنومان دلاور ‌ ‌ ‌ جاوین نصرت و اقبال یاور
سری لچھمن میان حلقۂ فوج ‌ ‌ ‌ عیان رخ سے جلال قدرت اوج
جناب رام نے دانشوری سے ‌ ‌ ‌ یہ فرمایا ہنومان جری سے
سری لچھمن کی کرنا غمگساری ‌ ‌ ‌ مناسب ہے وفا سے شرط یاری
اکیلے رزم مین پڑنے نہ دینا ‌ ‌ ‌ کسی راچھس کے سر چڑھنے نہ دینا

تمھین سے ہے فقط تقویت دل | تمھین سے اک ہے اطمینان کامل
ادھر وہ میگھناد اہل شمشیر | ہوا پیش پدر یون گرم تقریر
صف میمون تہ خنجر کرون گا | لہو سے رزمگہ کو تر کرون گا
عروج بام سے بے منت غیر | صف آرائی کی سیر دیکھے سپہر
غرض فوج ستمگاران بیدل | ہوئی مثل سپر آ کر مقابل
بلے دل مین سپہداران غازی | بڑھے افسر براہ سرفرازی
جما یا لشکر میمون نے یہ رنگ | کیا نیل ستمگاران کو چورنگ
کسی سرکش کا سر پھینکا زمین پر | کوئی پھینکا سپر عرش برین پر
کوئی ضرب قدم سے سر کو توڑا | زرہ کو خود کو بکتر کو توڑا
سلاح خود پسندی تن پہ سجکے | مقابل میگھناد آیا گرج کے
بڑھا وے دیکے لشکر کو بڑھاوہ | سر میدان یہ زلف آسا چڑھاوہ
ہوا جوش غضب سے گرم پیکار | کیا گرم اس نے خونریزی کا بازار
تہ خنجر کیا لاکھون کو رن مین | خزان نے کر لیا قبضہ چمن مین
جو دیکھا یہ پریشانی کا سامان | ادھر لچھمن ادھر پہونچے ہنومان
یون ست نے دکھائی گرز کی مار | ادھر لچھمن نے کی تیرون کی بوچھار
عدو چکر مین آیا مثل گردون | روان تن سے ہوا فوارہ خون
ادھر راون جو شاہ اہل فن تھا | عروج بام سے نظارہ زن تھا
پسر کو اپنے دیکھا جب کہ دلتنگ | ہوا چہرہ غضب سے ارغوان رنگ
وہین سے جانب لچھمن قضا را | سری برہما کا شکتی بان مارا

حضورِ لچھمن آ پہونچا جو وہ تیر
ہما بیرِ دلاور نے جو دیکھا
نگاہِ دل مین اشک آسا وہ گر کے
مشیت سے جو ناوک نے خطا کی
ہوا برہم شہنشاہِ نگون بخت
کہا یہ ہے فتور راس آن کیا
کہے جب بدزبان نے کلمۂ گرم
سری نارد سے فرمایا بصد جوش
مری شکتی کی جس سے شان رہجاے
سری نارد گئے سوے صف جنگ
لگے گانے جو وان ذکرِ سری رام
یون مست بھی لگا کر پردۂ گوش
جو دیکھا عالمِ غفلت قضا را
مچا غل پردۂ چرخ کہن پر
گرے فرش زمین پر ہوکے نمناک
ہلال آسا گھٹا ماہِ جہان گرد
ستارے عین غفلت ہوگئے تنگ
ہوا اچھس سے پیاسا لشکرِ رام
ہنومان دلاور نے بصد جوش

تو سہم اٹھے جوان و کودک و پیر
بصد زور بدن دریا مین پھینکا
سمایا ترکش راون مین پھر کے
ہوا راون کو جوشِ خشمناکی
ہے برہما کہے کچھ کلمۂ سخت
خطا جس مین وہ شکتی بان کیا
سری برہما کو سر برمین ہوئی شرم
کرو تدبیر کامل از رہِ ہوش
عدو کی آن بان اس آن رہجاے
ترنم کا جمایا جا بجا رنگ
ہوا محو سماعت لشکرِ عام
لگے سننے کتھا کو از رہِ ہوش
عدو نے پھر وہ شکتی بان مارا
غشی طاری ہوئی لچھمن کے تن پر
ہوا تن رونق آرائے سرِ خاک
رخِ مہرِ درخشان ہوگیا زرد
فلک کا غم سے نیلا ہوگیا رنگ
فروغِ صبح پر غالب ہوئی شام
کیا لچھمن جتی کو زینتِ دوش

پریشان مضطر و مغموم و ناکام   اٹھا لائے میان خیمۂ رام
رہے ہر لحظہ رگھبر کا تصور   کہ تا کاشانۂ دل ہو منور
قمر نکلا فلک پر جب کہ پر جوش   لباس ظلمت شب سے سیہ پوش
مچا غوغا میان لشکر رام   غریق بحر غم تھا مجمع عام
کوئی نالان کسی کو شدت درد   کسی کا رخ تب غم سے ہوا زرد
کوئی دریا کی صورت تھا پر از جوش   کوئی تصویر سان سکتے مین خاموش
جناب رام نے با چشم نمناک   سری لچھمن کو دیکھا بر سر خاک
رہے بس محو حیرانی دم چند   زبان غنچہ کی صورت ہو گئی بند
لپک کر گوشۂ بالین پر آئے   طپش سے شمع سان آنسو بہائے
ہوئے دل سے فدا آرسی شفاف   غبار گرد رخ کرنے لگے صاف
پریشان خود ہوئے رقت کے مارے   جبین سے گیسوئے لچھمن سنوارے
کبھی بوسہ دیا گیسو کے جبین پر   کبھی رخسارۂ لوح جبین پر
برنگ ابر نیسان چشم تر کی   غضب سے جانب گردون نظر کی
کہا اے آسمان فتنہ پرداز   ابھی تک حیلہ بازی سے نہین باز
ستمارے سے نہین باز اے فلک تو   تلاش حیلہ مین ہے اب تلک تو
دکھائے مہ کی صورت سر بسر داغ   دیے صدمہ پہ صدمہ داغ پر داغ
ملی غربت ادھر گھر بار چھوٹا   ہجوم مونس و غمخوار چھوٹا
پھرے چارون طرف تاب طاقت   غم و درد و الم نے کی رفاقت
پدر نے کشور محشر کی لی راہ   جوانی مین دیا اک درد جانکاہ

جمی رنج پر اُدھر گرد یتیمی
وطن سے جانکی آئی تھین ہمراہ
شریک غم بس اک لچھمن رہے تھے
آنکھون نے بھی یکایک ہو گئے نمناک
وطن کے سمت بے لچھمن جو پلٹ جاؤن
اگر جاؤن تو کیا منھ لیکے جاؤن
سو بہتر اسے پڑے گا منھ چھپانا
اگران تن پر لباس زندگی سے
یہی غم ہے کہ نادانی ہوئی مفت
نہیں ہے دستگیری کی مجھے شرم
اگر جو کچھ چکا کرنا ہے مجھکو
اگر سینہ مین دم قالب مین ہے جان
ملا شاید نہ لنکا کا اگر راج
ستم خرسان نے پھر یا وہ نہ زار
مناسب ہے کہ لچھمن کی دوا کر
سری لچھمن کو گر حاصل ہو آرام
کہ لچھمن نے سنا جب کلمۂ درد
میان شہر لنکا ہے طبیب ایک
وہ ہے علم طبابت مین یگانہ

چھٹے سب یار و دمساز قدیمی
چھٹین وہ خوبی قسمت سے ناگاہ
سو وہ بھی شکل حسرت بن رہے تھے
سراسر جامۂ الفت کیا چاک
پھر اک مردم کی عین آنکھون سے پھر جاؤن
وہان کس شکل سے صورت دکھاؤن
کرونگا شرم سے کیا بہانا
کمال خفت و شرمندگی سے
بھبھیکن سے پشیمانی ہوئی مفت
جگر مین آتش خجلت سے سرگرم
وفاداری کا دم بھرنا ہے مجھکو
نباہونگا سخن گو تا بہ امکان
اودھ کا اسکو دونگا سر بسر راج
بھبھیکن سے کہا اے یار غمخوار
کسی حکمت سے تدبیر شفا کر
ملے نقد قفا خنسہ ہو ترا نام
ہوا گرم سخن بھر کر دم سرد
سکھینا نام ہے دانشور و نیک
فن حکمت مین استاد زمانہ

وہ آئے یان تو شکل بہتری ہو — طبیعت حلقۂ رنج و غم سے بری ہو
جناب رام نے تب ہو کے دلشاد — کیا تھی انجنی نندن سے ارشاد
تمھین ہر دم شریک رنج و غم ہو — وفا کی راہ مین ثابت قدم ہو
خوشی سے ہو سوے لنکا روانہ — اسے لشکر مین لاؤ جا بکانہ
جناب انجنی نندن بصد ہوش — چلے لنکا کی جانب گرز بردوش
گئے قصر سکھینا پر بصد جاہ — ہوئے منزل مین داخل صورت ماہ
سکھینا بام پر سوتا تھا بیہوش — عروس خواب غفلت سے ہم آغوش
خلاف مصلحت اس کا جگانا — جناب انجنی نندن نے جانا
پلنگ اس آن ہوئے غفلت کا لیکر — اڑے خوش صورت بوئے گل تر
سر بالین لچھمن لا اتارا — اتارا عالم گردون سے تارا
جگا کر آخر اس نقش وفا کو — کہا منت سے تدبیر شفا کو
سکھینا [illegible] فی الفور — ستیبہ نبض لچھمن پر کیا غور
لب زخم بدن [illegible] خستہ دان — کہا اے چارہ ساز دردمندان
نہین ممکن دوائے زخم کاری — غشی ہے چہرۂ لچھمن پہ طاری
سجیون مول بوٹی ہاتھ گر آئے — جمال شاہد مطلب نظر آئے
وہ دوناگر جو پربت مشتہر ہے — وہان یہ دارُوے دردِ جگر ہے
دوائے اندمال زخم ناسور — منور ہے برنگ شمع کافور
جسے جانے کی طاقت ہو وہ جائے — دوا کو کوہ دوناگر سے لائے
امید زندگانی رات بھر ہے — طلوع صبح صادق سے خطر ہے

سُنا جب یہ تو محفل رہ گئی دنگ
کسی نے تن مین اپنے بل بنایا
نہ تھا کوئی جو جاتا با دلِ سخت
تھا بیرِ دلاور جیا بیکا نہ نہ
چلے رستہ مین اس جا بکتری سے
فدا تھی ہر قدم بادِ بہاری
ستاروں نے لٹکا مین قضا را
دوالائے اگرچہ کرد و داد ہ
بہ پیشِ کال نیم آیا ستمگار
وہ کر آئین دانائی سے تدبیر
گریبانِ سحر گر چاک ہو جائے
ہوا راجھس سوے صحرا روانہ
بنایا یعنے اک گلزار جادو
کتھا پڑھنے لگا بنکر مہاسُن
صدا جس دم ہوئی آویزۂ گوش
مخالف نے براہِ حیلہ سازی
میان باغ تھا اک چشمہ تر
قدم جل مین جو رکھا بے محابا
مبدل ہو کے تشکلِ نازنین وہ

سپہداروں کے چہروں کا اُڑا رنگ
گریبانِ الم مین سر جھکایا
قدم رکھتا میانِ منزلِ سخت
ہوئے فوراً قدم چھو کر روانہ
تھکا مرغِ گمان خود بے پری سے
ہوا لے مشکبو چلنے سے ہاری
کہ جاتے ہین جہا بیر صف آرا
تو زندہ ہو گئے پھر از سرِ نو
بہمت یون ہوا سرگرمِ گفتار
نہ پہونچین گوے مطلب تک تھا بیر
فسادِ نو کا قصہ پاک ہو جائے
کیا فوراً طلسمِ جادوانہ
مکانات و در و دیوار جادو
پرندے جسکو سُن سُنکر ہوئے سُن
ہنومان جری پہونچے بصد جوش
جبین دستکی جہان نوازی
بفرطِ تشنگی پہونچے وہ مضطر
بزور اک ماہیِ آبی نے دابا
ہوئی پران سوے عرشِ بریں وہ

دم رخصت کہا مین اپسرا ہون
دعا سے بڑے مین باصد تباہی
سدا چشمے کی صورت چشم تر تھی
تدبیو سی ہوئی درشن ملے آج
گلستان جو کہ پیش نظر ہے
کہا یا سیر راچھس نے یہ دام
یہ کہکر اڑ گئی سوے فلک وہ
سنی جب انجنی نندن نے یہ بات
اُجاڑا باغ تو مقصد کو پہنچا
اُسے ہے انتقام کینہ خواہی
طبیعت مین ہجوم درد و اندوہ
دیتون نے وہان پر بیشتر سے
کیے روشن چراغ و شمع کا نور
دوا و برگ مین پایا نہ کچھ فرق
ہنومان دلاور کو ہوئی یاس
خیال آیا کہ سارا تختۂ کوہ
طبیب نکتہ بین خود جانتا ہے
اٹھا کر الغرض کوہ گران وہ
خیال آیا یہ از بہر نمایش

اسیر حلقۂ درد و بلا ہون
رہی پانی کے اندر شکل ماہی
اسی دم پر رہائی منحصر تھی
ہوئی پھر شکل اصلی سے مہاراج
بناوٹ کا مکان برباد کا گھر ہے
خبرداری سے اپنا کیجیے کام
ہوا تھی یا کہ بجلی کی چمک وہ
سیر راچھس پہ ماری آ کے اک لات
دکھایا اپنی شہزوری کا لٹکا
ہوئے پھر منزل مقصد کو راہی
خراماں آ کے پہونچے بر سر کوہ
کیا افسون عداوت سی نظر سے
ہوا اک عالم نور اسکے نور
سراسر تھی بہار جلوۂ برق
ہوا دل غرقۂ دریاے وسواس
اٹھا کر لیچلون سب درد و اندوہ
دوائے زخم دل پہچانتا ہے
ہوئے پران سوے آسمان وہ
کرون چلکر بھرت کی آزمایش

بوقت مشکل و تشویش و آلام
بھرت کی یاد کرتے ہین سری رام

سدا جوش طرب سے مدح خوان ہین
صفات بھرت مین رطب اللسان ہین

براہ راستی رستے سے پھر کر
چلے تھے سیدا دوہ کے راستے پر

عروج عرش سے پہونچے قضا را
بھرت تھے جس جگہ پر جلوہ آرا

بھرت سمجھے کہ کوئی فتنہ گر ہے
سوئے لنکا یہ سرگرم سفر ہے

مبادا در میان لشکر رام
گرا دے کوہ کو سر سے بدانجام

تصور دل مین فرما کر یہ ناگاہ
کیا سر دفعتہً تیر پر کاہ

چبھا تو رگ پر جس صورت تیر
سراسر چھل گیا پائے مہابیر

گرے شل ہو کے وہ فرخندہ فرجام
لب شیرین سے کی یاد سری رام

بھرت نے نام اقدس جب کیا گوش
طپش نے دل مین برق آسا کیا جوش

کمال شرمساری سے گئے پاس
طبیعت مین تردد دل مین وسواس

کہا اے عاشق نام برادر
شریک درد و آلام برادر

کہو تم کون ہو اے صاحب رزم
کہان آئے کدھر جانے کا ہے عزم

کہا مین ہون فدائے جلوۂ رام
عیان ہے انجنی نندن مرا نام

لیے سیتا ہے لنکا مین لڑائی
تسہ راون سے ہے زور آزمائی

سری لچھمن ہوئے زخمی قضا را
دل ہر سامعین ہے پارا پارا

جناب رام سرگرم فغان ہین
برنگ ابر تر افسردہ دان ہین

طبیب کشور لنکا جب آیا
تب اسنے جادۂ مقصد بتایا

بتائی یعنی اک معقول بوٹی
دوا ہے دل سجیون مول بوٹی

دوا کے واسطے سوز جگر سے
نہ تھا لیکن جو بوٹی سے شناسا
اٹھا کر سر پہ سب کوہ گران کو
عبث گوشے کے تم نے تیر مارا
دوا پہونچی تو شکل زندگی ہے
تردد ہے مجھے اے پیکر نور
ادھر تو قصہ یہ سب مختصر ہے
زبس عاجز ہوں اے بحر کرامات
بدن ہے ناتوان زخمی قدم ہے
بھرت نے جب سنا لچھمن کا احوال
جگر کو تھام کر کھینچا دم سرد
کہا عین سعادت ہے نکو نام
ملا لچھمن کو نقد نیک نامی کو
کہا پھر اسے مہا بیر وفا کا
خوشی سے جم کے بیٹھو بر سر تیر
تمہیں تیر گران دم بھر میں پہونچا دے
لیے کوہ گران سر پر مہا بیر
ادھر تو جسم صف افگن کا تھا بوجھ
جو کی چلہ سے سرگوشی بھرت نے

ہوا تب میں شتابان چشم دسر سے
ہوا حیرت میں دل آئینہ آسا
اڑا دوے زمین سے آسمان کو
مجھے رستہ میں بے تقصیر مارا
سحر کو ورنہ پھر شرمندگی ہے
سحر قرب آئی منزل ہے ابھی دور
یہ تنگ دل ادھر طول سفر ہے
مقام حیف ہے ہیہات ہیہات
نہ رکنے کا نہ چل سکنے کا دم ہے
گریبان الم میں سر لیا ڈال
الم کی لوح دل پہ چھا گئی گرد
تن لچھمن جو آیا رام کے کام
ہوئے زخمی پئے کار گرامی
نہو اس زخم کاری سے دل افگار
اڑا دے تم کو دم بھر میں یہ تیر
جہاں چاہو وہاں دم بھر میں پہونچا
یکایک جم کے بیٹھے بر سر تیر
ادھر یہ بیت لاکھوں من کا تھا بوجھ
کمان سے کی ہم آغوشی بھرت نے

جناب انجنی نندن نے جانا
مقرر ناوک اب ہوگا روانہ

کہا بس بس نہ کیجے اضطرابی
نہیں مطلق مقام بیتابی

چلا جاؤنگا اب مین فارغ البال
مدد کو آپ کا کافی ہے اقبال

مہاراج الدھراج اکثر دم رزم
بیان کرتے ہین وصف ہمت و عزم

سُنتے تھے گو کہ اوصاف حمیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جو دیکھی طاقت جسم مبارک
یقین آیا تہ دل سے مثاشک

بظاہر حیلۂ درد جگر تھا
بباطن امتحان مد نظر تھا

لگی دل کو ہوائے آزمایش
بس اب بخشو خطائے آزمایش

یہ فرما کر رکھا پربت کو سر پر
کمر پھر چست کی عزم سفر پر

اُڑے اوج ہوا پر یوں کی صورت
جبین پر چین نہ تھی گیسو کی صورت

قریب رخصت لیلائے دیجور
ہوئے لشکر مین داخل شاد مسرور

میان فوج شاہی مچگیا غل
ہر اک قالب مین پھولا صورت گل

سکھینا نے غرض بوٹی کو لیکر
بلا زخم تن لچھمن جتی پر

ہوا درد جراحت خوار رخصت
شفا آئی ادب سے دست بستہ

ہوئے لچھمن برادر سے بغلگیر
ملے سب سے برنگ شکر و شیر

عروس عیش نے دامن لیا چوم
مچی ہر سو مبارکباد کی دھوم

ہوئے سب دیوتا سر پر گل افشان
بھرے سب کے گل مقصد سے دامان

دم رخصت سکھینا کو بلا کر
زر و سیم و الماس گوہر

یوں سب نے وہ پھر سے دردو اندوہ
شبا شب جا کے رکھا تختۂ کوہ

مشورہ کرنا راون کا وزیرون سے اور جگانا کمبھ کرن کو اور بیان کرنا سرگذشت لنکا کی

سری رگھبر روانی پر قلم ہو ‏ سخن کی رزمگہ مین برق دم ہو

سحر کو مہر عالمگیر نکلا ہے ‏ کرن سے برہنہ شمشیر نکلا

مفصل جب خبر راون نے پائی ہے ‏ کمال درد سے گردن جھکائی

بلائے کارپردازان شاہی ‏ دکھائین تا طریق خیر خواہی

عزیز و اقربا خویش و یگانہ ‏ مشیر کار و باتمیز دانہ

کہا کیا ہو جو تدبیر کیجے ‏ صف میمون تہ شمشیر کیجے

کچھ ایسی فوج میمون ہی زبردست ‏ ہوئے ہیں پادشاہان سیہ مست

ہر اکدم شام غم پیش نظر ہے ‏ گریبان چاک مانند سحر ہے

ستمگارون سے سب لنکا گھری ہے ‏ برنگ آئینہ قسمت پھری ہے

میان حلقۂ فوج کشیدہ ‏ صف مژگان مین ہون مانند دیدہ

سوا اسکے غضب تازہ کھلا اور ‏ بھبھیکن دشمنون سے جا ملا اور

بتاؤ عقلمندی سے وہ تدبیر ‏ کرون زیر آورون کو کشتۂ تیر

کرون قتل سرکشون کو دست پاکے ‏ بہاؤن خون مقتل مین خود نہاکے

کیا لشکر مرا جس طرح تاراج ہے ‏ اسیر حلقۂ آفت کرون آج

مشیرون نے سنے جب کلمۂ ہوش ‏ رہے کچھ دیر تک حلقہ مین خاموش

کہا بارے بیپل زغور و تامل
کہ اے سردار شاہان جزو کل ہو

ہر اک دم کثرت عیش و طرب ہو
عروس شادمانی لب بلب ہو

بہم ہو روے مطلب کا نظارہ
ترقی پر ہو دولت کا ستارہ

بہت آسان ہی تدبیر تو ہی بس
بشرط آنکہ ہو منظور اقدس

برادر آپکا ہے کمبھ کرن نام
جوان بخت و دلیر و شہرۂ عام

میان رزمگہ سینہ سپر ہے
سدا قبضہ مین شمشیر ظفر ہے

نہین اس کشتۂ خون کچھ ہے آگاہ
ابھی تک ہے وہ محو خواب شتاہ

جگا کر بھیجیے اسکو پے جنگ
کرے دم بھر مین شل فوج بد آہنگ

سمجھ کر لقمۂ حلوا ہے تر وہ
چکھے گا فوج میمون و بشر وہ

وہ خود بہر غذا بیتاب ہو گا
طپان دل صورت سیماب ہو گا

وہ جھنجھلا کر کرے گا نوش سب کو
چکھے گا خود وہ دریا نوش سب کو

نہین زور آزمائی کی ضرورت
بہر صورت یہی بہتر ہے صورت

اسی مین کچھ ظہور رفع شر ہے
حصول مدعا بے درد سر ہے

کہا راون نے خوش ہو کر کہ ہان جاؤ
سر محفل برادر کو جگا لاؤ

ہجوم سرکشان پہونچا وہان پر
برادر اسکا سوتا تھا جہان پر

کڑہی سی سقف گردون کی کڑا تھا
زمین پر کوہ کی صورت پڑا تھا

ہوئے وان حلقہ زن جا کر وہ شہ زور
گرج کر سب نے ابر آسا کیا شور

مچایا شور غل باجے بجائے
کہ تا غفلت سے بیدار ہین آئے

لا پیلون نے ملکر دست و پا کو
دبایا سینۂ و پشت و دوتا کو

ہوا بارے بصد مشکل وہ بیدار
سراسر بادۂ نخوت سے سرشار
غضب میں آکے تڑپا صورت برق
مچا غل غرب سے تا بہ دہ شرق
پلنگ خواب سے اُٹھا وہ دلیر
اکڑ کر گونج اُٹھا بصورت شیر
مہیا پیشتر سے تھے وہاں پر
غزال و گرگ و چاموش و بز و خر
بنایا اُس نے اک لقمہ سبھوں کا
اُٹھا کلخن کی صورت منھ میں جھونکا
نزد قامت میں تھا کالی بلا وہ
اکڑتا جھومتا تنتا چلا وہ
کہا راون سے لنکا میں بصد جوش
کہ اے شاہنشہ سرمایۂ ہوش
سبب کیا کس لیے مجھکو جگایا
پلنگ خواب راحت سے اُٹھایا
ترا چہرہ یہ کیون بے وجہ فق ہے
نصیب دشمنان کیا کچھ قلق ہے
کہا راون نے رو رو کر کہ بھائی
گھٹا آفت کی ہر لنکا پہ چھائی
نہ جاگا تو یہان برپا ہوا شر
ترے سونے سے سونیکا مٹا گھر
شہ دسرتھ کے فرزند انکو نام
جوان دولت بنام لچھمن و رام
ہوئے بن مین کچھ ایسے خود فراموش
تراشے سپ نکھا کے بینی و گوش
گریزان ہو گئے تب باحال ناشاد
کھر و دوکھن سے کی صحرا مین فریاد
گئے جب وہ بے امداد ہمشیر
ہوئے اُس رزمگہ مین کشتۂ تیر
طلسم سحر و فن سے لے دلارام
اُڑا لایا مین جاکر زوجۂ رام
خبر کیواسطے قاصد پھر آیا
سراسر شہر لنکا کو جلایا
زبانی اُسکے آگاہی جو پائی
چڑھے اک لیکے لشکر دونون بھائی
لب دریا خبر آمد کی پاکر
بھبھیکن ملگیا دشمن سے جاکر

ہر اک ساعت فساد و شور و شر ہے بد اقبالی کی صورت جلوہ گر ہے

ہوا دونوں سے سب کا حوصلہ پست مٹے لاکھوں دیتان زیر دست

سوا تیرے نہ دیکھا یار کوئی شریک محنت و غمخوار کوئی

مٹا جا کر غبار شور و شر تو انھین کر کشتۂ تیغ دو سر تو

سنی یہ مہر کرن نے جبکہ روداد مچایا فرط غم سے شور و فریاد

کہا اے لائق تاج امیری تجھے کیا ہو گیا ہنگام پیری

مٹائے رزم گہ مین غول کے غول لیا بیٹھے بٹھائے درد سر مول

مٹایا راچھسون کا مفت مین نام اڑا لایا عبث تو زوجۂ رام

تجھے کھویا تری نخوت کی بو نے خطا کی دیدہ و دانستہ تو نے

حماقت کی خردمندون کے نزدیک مثل ہے لاکھ کا گھر کر دیا لیک

کلام خواہر نادان پہ ہیہات بگاڑی تو نے اپنی مفت مین بات

جو دیکھا کمبھ کرن کو یہ سر جوش کہا اسنے براہ دانش و ہوش

یہی قسمت مین تھا ای نیک تدبیر نہین مٹتے حروف نقش تقدیر

لیے نیکی ابھی تو بیر وی ہے بدی ہو گی جو قسمت مین بدی ہے

نہین تو کار مشکل سے ہراسان مری مشکل ترے آگے ہے آسان

خوشی سے نوش کر صہبائے گلفام بہم ہے ساقی و نقل و مے و جام

سپاہ سرکشان ہر گز نکسے ہے عجب لطف غذا لے لینے کا ہے

کلام خوش سے ملکر روغن قاز وہ لایا اسکو دم دہا گئے مین پیاز

سبھی فرط طرب سے محفل عیش شبستان کو بنایا منزل عیش

بجے باجے میانِ صحبت سے
ہوئے سب سُن جو طبلے پر پڑی تھاپ
غرض شب بھر رہے مدہوش دونون

رباب و ارغنون چنگ و دف و نے
تو زہرہ برمحل حاضر ہوئی آپ
چھکے پی پی کے دریا نوش دونون

آنا کمبھ کرن کا میدان مین اور دبالینا انگداور سگریو کو اپنی بغل مین اور آگ لگنا کمبھ کرن کے بدن مین بہ سبب لپٹ جانے نیل کے اور غضبناک ہونا راون کا برج لنکا پر اور فرو ہونا آتش کا بہ سبب بارش باران کے اور مارا جانا کمبھ کرن کا اور لپیٹنا ہنومان جی کا کمبھ کرن کے بدن کو اپنی دم مین اور سمندر کے پار پھینکنا

سری رگھبر ہو بخشش کا ادھر جوش
سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور
سوار توسن شب خیز بھاگا
طبل گر جا برنگِ ابر پیہ زد در

کہ ہون مین شاہد مطلب سے ہمدوش
ہوا فوج قمر پر حملہ آور
صف انجم کو لے کر تیز بھاگا
صدا سے کوس و قرنا کا مچا شور

سپہداران لنکا ہو گئے چاق
سر و بادۂ احمر سے سرمست
لیے گرز و کمان و ترکش و تیر
کڑک کر سب برنگِ برقِ تابان
برنگِ لشکرِ انجم اک انبوہ ہے
نشہ مین جو مثل بادہ نوشان ہے
سیہ کاکل تھی سر پر شام قیامت
برنگ آتش آنکھین سر بسر لال
دہن ہم صورتِ گلخن زبان شہ
نقیبون نے ادھر آ کر خبر کی
بجے قرنامیانِ فوج شاہی ہے
طبل گرجا بپے تیاری جنگ
اُٹھے سب بسترِ راحت سے سردار
پہن چار آئینہ بکتر زرہ خود ہے
بندھی ہم صورتِ جوزا کمر چست
سجے پھر شہسواروں نے سب اکبار
سجے ساز طرب سے ساز خوش رنگ
لیے گرز دکتد و برق شمشیر
سجے تن پر لباسِ پرنیانی ہے

کہ تھے زور صف آرائی کے مشتاق
کبھی سے برہنہ شمشیر در دست
علم نیزے چمک پر برق شمشیر
سوے میدان رزم آئے شتابان
جا آ کر زمین پر صورتِ کوہ ہے
غضب سے کھینچ کر آیا خروشان
قد بالا مین آثارِ قیامت
بلا زلفِ مسلسل چال بھوچال ہے
غضب مژگان وہ آنکھین ساغر زہر
کہ فوج آئی مسلح فتنہ گر کی ہے
سر غفلت سے چونک اُٹھے سپاہی
اُٹھے فوراً جوانان خوش آہنگ
سنبھل کر ہو گئے لشکر خبردار
چلے جوشان برنگِ چشمۂ رود
کیے قبضہ مین شمشیر و سپر چست
کلاہ، طرہ و سرپیچ و دستار
بستی سب نے گھوڑون کے کسے تنگ
کمان و ترکش و تیغ و تبر تیر ہے
چلے جوشان براے خونفشانی

شہ میمون شہ خرسان بہوش
سلح جست چابک گرز بردوش

پہلے پیچھے براہ نکتہ دانی
بہار افشان قبائے زعفرانی

بہاوین افسر نامی بصد شان
نل و نیل انگد و بادون ہنومان

ظفر دوڑی جلو مین پا پیادہ
پکاری عمر و دولت ہو زیادہ

مہاراج الدھراج اُٹھے بصد عزم
ہوئے رونق فزائے عرصۂ بزم

منقش تیغ دست پاک مین تھی
ظفر خود گوشۂ فتراک مین تھی

فلک فرط ادب سے سر پہ گھوما
زمین نے نقش پا جھک جھک کے چوما

مچا شہر بھر مین ہر سو شور شادی
نقیب پیر گردون نے دعا دی

جنیبت خوش عدو پامال بادا
فروغ نیر اقبال بادا

لگے بڑھکر جوانمردان دلیر
جمے سب مورچون پر صورت شیر

نقیبون نے کڑک کر دی جو آواز
بڑھے لشکر دو جانب حسب انداز

کڑک کر اٹھے دلاور صورت برق
بھڑے سینے سے سینے فرق سے فرق

عیان تھی چار سو شان قیامت
بنا میدان وہ میدان قیامت

گروہ خرس میمون کا یہ تھا حال
کہ لاکھون کو کیا دم بھر مین پامال

غریق قلزم خون تھے دلاور
تن و سر سے حباب آسا شناور

عجب برق طپان تھی تاب شمشیر
ہوئے لاکھون غریق آب شمشیر

صفون کو گرز سنگین سے ہٹایا
زبان تیغ کو پتھر چٹایا

کسی صفدر نے وان زور آزمایا
کسی نے جوہر خنجر دکھایا

کسی نے تیغ سان تیزی دکھائی
کسی نے بڑھکے خونریزی دکھائی

کسی نے ترکش و خنجر کو توڑا
اٹھے دل مین سوارون کے رسالے
قدم مین تیز لوئی کی یہ تھی چال
تراشے سر خیار تر کی صورت
وہ سر جو جو پناہ خود مین سے تھے
کسی کو دشت مین انگد نے ٹپکا
کسی کو کیسری نے بے محابا
سید وگند نے کاٹا کسی کو
دریدہ پہونچا کہین پر لیکے شمشیر
کسی صف پر شہ میمون نے کی جست
مخالف کے جو زخم تن پھٹے تھے
ستمگارون نے بن مین خاک پھانکی
ہوئے چارون طرف کشتون کے انبار
دلاور رن مین کوہ آسا جمے تھے
شکست فاش جب دشمن نے پائی
بڑھا پھر کوہ تیر افگن نہ آگے
یہ سیکھی بخت واژون کی جو شامت
چلا میمون نے دل مین بے تامل
نہ پوچھ اُٹھا جو لشت ناتوان سے

حباب آسا کسی کے سر کو توڑا
علم نیزے کیے بھالے سنبھالے
ہوئے لاکھون سُم توسن پامال
سوے گردون اُڑا کے پر کی صورت
پلک جھپکی تو دیکھا گو دہین سے تھے
دکھایا زور توسن کی جھپٹ کا
بزور تن زمین مین دھنسے دابا
سری لچھمن نے دھر ڈاٹا کسی کو
کسی پر نل نے مارا دوڑ کر تیر
کسی کو شاہ خرسان نے کیا پست
بدن کے قلعہ مین رخنے کٹے تھے
اجل ہر گوشۂ قالب سے جھانکی
ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
مگر لاشون کے کشتے دمدمے تھے
نجوم بخت نے گردش دکھائی
یکایک سہم کر گوشون مین بھاگے
تو کانپا کبھ کرن شکل قیامت
برنگ ابر تر کرتا ہوا غل
زمین خستہ ہو گئی بارگران سے

چڑھا لرزہ تن جن و ملک پر　　ستارے ہل گئے برج فلک پر
تڑپ کر برق سان نعرہ جو مارا　　ہوئے دل پہلو تن مین دوپارا
چھپے گھبرا کے گوشون مین درندے　　دبے سب آشیانون مین پرندے
جوانمردون نے دیکھا جب کہ یہ طور　　سر دشمن پہ پہونچے جاکے فی الفور
کہا جھنجھلا کے راچھس نے کہ بس بس　　مرے آگے ہو تم تشکیل پر خس
نہین مطلق جوانمردی کے فن یاد　　عبث کرتے ہو تم جان اپنی برباد
پٹ کر لقمۂ حلوا سے تر ہے　　ہجوم وحشیان اک مشت پر ہے
متاع زندگانی ہو جو منظور　　چلو بھاگو دبو جاؤ ہٹو دور
مجھے خونریزی میمون سے ہے عار　　نہین نیل و نل انگد سے سروکار
نہین مطلب گروہ عام سے ہے　　فقط دعوے جناب رام سے ہے
مگر سنتی تھی کب فوج ظفر موج　　سمٹکر سر پہ جا پہونچی بصد اوج
ہوئے پویان سواران جوانمرد　　سیاہ فتنہ گر کو کر دیا گرد
یہ کاوش بار ہا دیکھی کا وے　　کیے برچ تن مفسد پہ دھاوے
کسی نے بڑھ کے دی ٹھوکر قدم سے　　کھلائے زخم شمشیر دو دم سے
کسی نے دی بصد سختی کڑی لات　　تن سنگین مفسد پر چڑھی لات
چڑھا جا کر کسی نے گرز سر پر　　دیا صدمہ تن ودوش و کمر پر
کسی نے دی تڑپ کر ضربت مشت　　تبر مارا کسی نے جانب پشت
کسی نے پنجہ و دندان سے نوچا　　کسی نے تن کو ناخن سے دبوچا
جو دیکھا راچھس مفسد نے یہ رنگ　　کہ ہی فوج دلاور برسر جنگ

مثال شعلہ کانپ اٹھا تعب سے
بھبھوکا ہوگیا چہرہ غضب سے

چلا آندھی کی صورت غل مچا کے
گرج کر گونج کر آنکھین دکھا کے

بسانِ اژدہا کھاتا ہوا مار
دہن کھولے ہوئے پہونچا ستمگار

ہزارون صف شکن جھونکے دہن مین
ہوا لے آفت اک چلتی تھی رن مین

جو آیا سامنے دیکھا نہ بھالا
اٹھا کر بے تامل منھ مین ڈالا

کفِ پا سے دبا ڈالے ہزارون
تہِ دندان چبا ڈالے ہزارون

سر و بادہ مین مطلق نہ تھا دھیان
نہ تھی کچھ اپنے بیگانے مین پہچان

نکل بھاگا ولیکن خوار و خستہ
ملا جیتے جدھر سے جسکو رستہ

بچے کچھ سخت جانی کی سبب سے
پھسل کر گر پڑے راچھس کے لب سے

ہوئے کچھ کان کے گوشون سے ظاہر
نمایان ہو گئے نکل جو باہر

بہت سے رخنۂ بینی سے نمناک
نکل آئے جوانمردان سفاک

جدھر چلتا تھا آندھی سان بصد اوج
تو پھٹ جاتی تھی بادل کیطرح فوج

کسی کو خاک پر پٹکا غضب سے
کچل ڈالا تپ درد و تعب سے

کسی کو زور بازو سے پچھاڑا
جگر کو ناخن و دندان سے پھاڑا

جدھر پہونچا وہ آفت کی نشانی
ہوئی نازل بلائے آسمانی

کچل ڈالا کسی کو پشت پا سے
کسی کو مل دیا انگشت پا سے

کسی کو شل کیا گردن دبا کر
کسی کو خاک پر پٹکا گھما کر

کسی کو خاک پر ٹھوکر سے ارا
کیا شور قیامت آشکارا

کسی کو مثل خس پھینکا ہوا پر
عجب آفت تھی میدانِ دغا پر

ستہ سگرپو نے دیکھا جو یہ رنگ
تب غصے سے تہ و بالا ہے لشکر
عدو کے واسطے پہونچا وہ شہزور
مخالف نے پکڑ کرنے بہت چاہا
جو دیکھا سرور انگد نے یہ طور
کمال زور بازو سے جڑا گرز
عدو نے لیکے انگد کو جدل مین
پکڑ کر دونون سرداران جرار
ہوئے دونون جو اشتر ندہ درگور
یکایک گردش گردون نے گھیرا
سراسیمہ بچشم تر ہوئی فوج عدو
ادہر حبس ظفر کے دشمن نے دبایا
ہجوم غم کمال بے قراری تہ
نہ تھی طاقت کسی دان کارگن کو
مگر جوش غضب سے نیل پہونچا
تن راچھس پہ مانند رگ تن
اگن کا تھا وہ فرزند صف آرا
کیا ایسا یکایک ضبط آتش
بدن مین بھہ کرن کے لگ گئی آگ

کہ ہے محشر میان عرصۂ جنگ
عدو سے بھاگنے والا ہے لشکر
جڑا گرز آکے راچھس پہ بصد شور
باسانی بغل مین دھر کے دابا
سر دشمن پہ پہونچے جاکے فی الفور
بدن پر برگ نخل آسا پڑا گرز
دبایا دوسری جانب بغل مین
چلا لنکا کو خوش ہوکر ستمگار
میان فوج شاہی مچگیا شور
ہوا لشکر کی آنکھون مین اندھیرا
پریشان صورت دختر ہوئی فوج
دم سگرپو گھٹ کر لب پہ آیا
غشی تھی دونون سرداروں پہ طاری
چھڑائے پنجۂ ظالم سے ان کو
سو میدان بصد تعجیل پہونچا
بصد جوش غضب لپٹا صف افگن
تن آتش سے تھا جسم آشکارا
ہوا تن مین دوبالا ربط آتش
مخالف ڈر کے گوشو مین گئے بھاگ

کمال درد سے گھبرا گیا وہ
جو جاگی دفعتہً تقدیر یاد
شہ میمون نے جھنجھلا کر بصد جوش
ادھر راون شہنشاہ بد انجام
تن دشمن کو جب دیکھا شرر بار
پڑیں چینیں جبین پر صورت فرش
جناب اندر سر پر پڑ گئے سہم
اڑی رنگت رخ خورشید وہ کی
بجھے تن سے سراسر شعلۂ نار
کٹے دیکھے جو رخ پر بینی و گوش
غریق بحر غم ساکی ہوا وہ
کہا کیا کشور لنکا کو جاؤں
یہی دل میں سمجھکر پھر پڑا وہ
دبے جسم گران سے خرس و میمون
بپا کی آفت تازہ یہ رن میں
کیا لاکھوں صف راون کو معدوم
ہزاروں پا کی ٹھوکر سے کیے پست
سواروں کو کیا پابند خواری
کسی پر یہ کیا جبر آشکارا

برنگ چرخ چکر کھا گیا وہ
تہ پر سے نکل بھاگے دلاور
لب دندان سے کاٹے بینی و گوش
تماشائی تھا لنکا میں لب بام
تو کانپ اٹھا برنگ شعلۂ نار
کمال غیظ سے دیکھا سوئے عرش
ہوئے کیا کیا دل امواج کو وہم
بدن نے بارش ابر سیہ کی
یکایک ہوش میں آیا ستمگار
اڑا اس کے قفس سے طائر ہوش
نجوم بخت سے شاکی ہوا وہ
حیا کی جا ہی کیا صورت دکھاؤں
صف میمون پہ آ کر گر پڑا وہ
ہزاروں ہو گئے آغشتۂ خون
صف میمونکو پھر جھونکا دہن میں
اتارے لقمۂ آسا زیر حلقوم
دبا ڈالے میان پنجۂ دست
جڑا گھونسا کسی پر لات ماری
طپانچہ پنجۂ خونین سے مارا

امان جیت ست راچھس سے نپائی — تو سب نے غل کیا کھینچی دہائی
پکارے لب پہ جان ہونٹھوں پہ دم ہے — مہاراج آئیے وقتِ کرم ہے
سنی یہ خود بدولت نے جو فریاد — تو آپہونچے خرامان بہرِ امداد
بصد جوشِ طرب میدان میں آئے — بہ آئینِ کرم تشریف لائے
جو دیکھا کمبھ کرن نے جلوۂ رام — دہن کھولے ہوئے لپکا بدانجام
وہ مارا رام نے تیرِ سبک پر — برنگِ خس سو گردون اُڑا سر
تنِ بے سر گر رن میں رواں تھا — برنگِ پارۂ آتش دواں تھا
جنابِ رام نے دیکھا جو یہ طور — تنِ بیجان پہ تیر اک سر کیا اور
مہابیر جیری کو آگیا دھیان — عیاں پھر ہوگا خونریزی کا سامان
کہ نخلِ زندگی اُکھڑا جو جڑ سے — گریگا تن ابھی میدان میں دھڑ سے
صف افگن ہونگے لاکھوں تودۂ خاک — غریقِ بحرِ خون آلودۂ خاک
اُٹھی دل میں جو یہ موجِ تلاطم — لپیٹا دھڑ میانِ حلقۂ دم
فلک پر اُڑ کے دریا پار پھینکا — پرِ خس کی طرح کہسار پھینکا
بچے جو راچھس برگشتہ تقدیر — وہ بھاگے چھوڑ کر سب ترکش و تیر
دکھایا رخ عروسِ مدعا نے — بجے فوجِ تبھی میں شادیانے

پرستش کرنا میگھناد کا مندر مین اور برہم کرنا سامان پرستش مہابیر جی کا اور سانپ برسانا میگھناد کا میدان مین اور نجات پانا سب کا گرڑ جی کی مدد سے

سری رگھبر زبان گویا ہوئی ہو ۔ سمند خامہ مین جا بکتری ہو
سحر کو جب کہ خورشید صف آرا ۔ ہوا قصر فلک سے آشکارا
قمر مغرب کو بھاگا با رُخ زرد ۔ سواران ثوابت ہو گئے گرد
سنا راون نے احوال برادر ۔ ہوا محو فغان با دیدۂ تر
گریبان شکیبائی کیا چاک ۔ گرا فرش زمین پہ صورت خاک
کہا اے قوت بازو کہان ہے ۔ کدھر تو چشم ظاہر سے نہان ہے
ترے بن ہے ہجوم درد و آزار ۔ زمانہ ہے نظر مین تیرہ و تار
کیا راون کو تیر غم سے خستہ ۔ بنایا طائر بازو شکستہ
حرم شاہ لنکا مین مچا غل ۔ بصد جوش غضب آئے جز و کل
یہ سنکر میگھناد آیا بصد جوش ۔ کہا راون سے لے سرمایۂ ہوش
عبث بیتابی درد نہان ہے ۔ مناسب ضبط فریاد و فغان ہے
اسیر درد و غم دل ہین سبھون کے ۔ نسیم موت کے چلتے ہین جھوکے
فنا ہے لابدی اکدن ہر سب کو ۔ پہ بیت اس شے نا ممکن ہے جسکو

کرو تم کشورِ لنکا مین آرام ٭
ہر اک کو ورطۂ کلفت مین ڈالون
غبار آسا مٹا دون آج سب کو
نہ جیتون گر تو جیتے جی نہ آؤن
یہ کہکر سنگدل مندر مین آیا
ہوا محو پرستش حسب معمول ٭
دبے آہت پڑھے منتر از رہِ بید
کیا تشنکا دل مین مطلب خاص
گھسا صندل کی صورت سر ران پر
ہوا محو فغان گویا صد اندوہ
مشیت ہو تو کچھ مورت پسیجے
نہ رحم آیا جو حال سنگدل پر
بھبھیکن نے میان مجمع عام
ہوا ہی میگھناد اب لیکہ دلتنگ
تہان مندر مین بیٹھا ہے تنطر سے
بخوبی جگ اگر انجام ہو جائے
بہم ہو اسکو زورِ علم تسخیر
ہجوم خرس و میمون پر رہے شیر
ولے اب بھی کوئی صفدر چلا جائے

مین جاتا ہون میان لشکرِ رام
سراسر خون بہا کر خونبہا لون
تہ گردون کرون تاراج سب کو
نہ لنکا مین کبھی صورت دکھاؤن
سرانجامِ پرستش سب منگایا
چڑھانے پھل لگے ملنے کو پھل او پھول
بسوز دل جلائے دھوپ ونبید
جھکایا سر براہ لطف و اخلاص
ملا ماتھے کو سنگ آستان پر
پسیجی پر نہ مورت صورت کوہ
نہ لکھا ہو تو کس صورت پسیجے
تو سر مارا تپ رقت سے دل پر
کہا پیش جناب لچھمن و رام ٭
مقرر آئیگا سوے صف جنگ
پرستش کر رہا ہی چشم و سر سے
مدد کو حاصل آرام ہو جاوے
کرے میدان مین سب کو کشتۂ تیر
کسی سے صورت مژگان نہو زیر
بلا جھیلے گر سر پر چلا جائے ٭

سب اسباب پرستش کو کرے دور — ہوا مبتلا کے خود ہو جائے کافور
براہ عقل و آئین کرامت — ہٹا دے اسکا پائے استقامت
اسی صورت مین ہی کچھ صورت خیر — نمایان ورنہ ہوگی یورش غیر
یون سن تھے زبس سرمایۂ ہوش — ہوئے رخصت قدم چھو کر بصد جوش
گئے مندر کے اندر سب سمایا — جو الجھا اسکو ٹھوکر دیکے دابا
سبوے بادۂ گلفام توڑے — ظروف نقرہ طشت از بام توڑے
کیا دان درہم دیرہم سرانجام — لٹایا سب طعام پختہ و خام
ولیکن میگھناد اٹھا نہ جا سے — جما بیٹھا رہا عقل رسا سے
قدم جا سے نہ سرکایا سیر مو — نہ بل گیسو صفت آیا سر مو
نہ چھوڑا بیکلی مین دامن ضبط — سراپا بنگیا پیراہن ضبط
ہنومان دلاور نے جڑی لات — جو سنگ آسا پڑی دل پر کڑی لات
لیے گرز گران جوش تعب سے — یکایک میگھناد اٹھا غضب سے
تھا بیر دلاور جو یگانہ — ہوئے مندر سے لشکر کو روانہ
ہوا یان میگھناد از بس کہ دلگیر — مڑھی گویا کہ آپ تیغ تدبیر
بلا کر سب دیتان بد آہنگ — ہوا دار و میان عرصۂ جنگ
برنگ شیر نر گونجا جو رن مین — پڑا الرزہ تن چرخ کہن مین
خبر دی آکے جاسوسون نے فی الحال — کہ آپہونچے دیتان توڑی بال
بجے قرنا طبل گرجا بصد زور — ولا پڑے قلزم تن مین مچا شور
خروشان لشکر جرار پہونچے — جوان و افسر و سردار پہونچے

گنبد وکیسری بادن نل ونیل
تھا بیر ونبید دیکھن درام
بڑھے فوج عدو مین خرس ومیمون
کسی نے دی کسی پر ضربت مشت
تبر بجلی سا چمکا یا دکھایا
کسی کا سر تراشا قط کی صورت
تھا بیر دلاور کا یہ تھا رنگ
کسی کو پاسے مل ڈالا بصد جوش
ہوا جب میگھناد از بسکہ دلتنگ
کبھی ظاہر ہوا فرش زمین پر
کبھی اوجھل کبھی ظاہر کبھی گم
ہزارون بان ارافشان کیے سر
سپاہ خرس ومیمون وسپہ دار
ہوئی اک بیحیائی فرط غم سے
نل ونیل وگنبد وکیسری سب
نبید ولچھمن و فوج نکو نام
ہوئی دہشت جوانمردون کے جی مین
شہ خرسان نے دیکھا جب یہ اندھیر
بکڑ کر پانون صاف اس اہل کین کا

چلے فوج عدو مین صورت پیل
شہ خرسان ومیمون نکو نام
ہوئی دونون طرف سے بارش خون
ہوئے شل سینہ ودوش وسر وپشت
ہمائے تیغ کا سایا دکھایا
صدائے گریہ تھی ہر لب کی صورت
ستمگارون کو ٹپکا پر سر جنگ
کسی کا تن کیا سے بسکہ وش
ہوا آمادۂ تردید نیرنگ
چھپا گہ گوشۂ عرش برین پر
بچایا صورت محشر تلاطم
برنگ ابر تیر برسائے اژدر
ہوئے بالکل اسیر حلقۂ مار
کھڑے سم رہ گئے تاثیر سے سم
رکھب انگد ہنومان جری سب
میان ناگ پھانس آئے سیرام
نہ تھی وان طاقت جنبش کسی مین
سر دشمن پہ پہونچا صورت شیر
گھما کر قلعۂ لنکا پہ پھینکا

یہان لشکر ہوا پابند خواری
ہر اک سو تھا ہجوم بیقراری

ہر اک فرط الم سے مضمحل تھا
برنگ سرو بستان پا بہ گل تھا

اسیر غم ہوئے جب دم جز و کل
سر اوج فلک پر مچ گیا غل

جناب اندر نے تب ہو کے مضطر
گرڑ جی سے کہا با دیدۂ تر

کہ اے شاہنشہ مرغان پر دار
ہوا خواہ شریک درد و غمخوار

بلا مین رام کا لشکر پھنسا ہے
میان حلقۂ اژدر پھنسا ہے

مدد ہو اس گھڑی درکار تیری
کہ ہے اژدر صفت منقار تیری

فسون سم خوردگان پر جا کے دم کر
عطا لشکر کو تریاق کرم کر

گرڑ جی نے اسی دم بھر پرواز
ہوے اوج فلک سے پر کیے باز

خرامان لشکر شاہی مین آئے
نسیم آسا ہوا خواہی مین آئے

ہزارون مار کر اک دم مین کھا لے
برنگ لقمۂ تر منھ مین ڈالے

چھٹے سب حلقۂ قید گران سے
نہ تھی پر طاقت جنبش وہان سے

بدن مین لشکر شاہی کے سم تھا
روش کیسی نہ دم لینے کا دم تھا

جناب اندر نے گردون سے فی الفور
امرت ان سب پہ برسایا بہر طور

گھٹی ایک آن مین تاثیر سم سب
اٹھے خواب غشی سے تازہ دم سب

بہار آئی خزان نکلی چمن سے
چھٹے سب آفتاب آسا گہن سے

مچین دھومین میان لشکر رام
ملے باہم جناب لچھمن و رام

شہ میمون و خرسان و ہمابیر
برنگ دل ہوئے باہم بغلگیر

مارا جانا میگھناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور آنا سلوچنا زوجہ میگھناد کا رامچندر کے پاس اور سر شوہر کا لیکر ستی ہونا

سری رگھبر کرم کیجے کرم سے
رہائی دیجیے قید الم سے

زبان خامہ نے بیان کا لکھا حال
سنو اب شہ راون کا احوال

جگا یعنی وہ جب خواب غشی سے
اُٹھایا سر غرور سرکشی سے

پدر کے سامنے آئی اُسے شرم
برنگ آتش سوزان ہوا گرم

سنبھل کر پھر اُسی میدان مین آیا
غضب کے جلوۂ محشر دکھایا

شر و شور مجسم پا سے تا فرق
پکارا اُٹھا کڑک کر صورت برق

کہان نل ہین کہان لچھمن کہان رام
کہان ہین شاہ سگریو تکو نام

پون سُت ہین کہان انگد کدھر ہین
جو جیسل وحشیان مین نامور ہین

یہ سنکر طیش مین آئے سپہ دار
بڑھے فوراً سو میدان پیکار

ملے رن مین خرد شان صورت شیر
عدو کو صورت مژگان لیا گھیر

ہوئے دونون طرف سے وار پر وار
زبس تھی جوش پر آنی پہ تلوار

ہر اک سو نیزہ و پرچم علم تھے
زبان خامہ آسا سر قلم تھے

کسی نے تیغ سے مارا کسی کو
کسی نے سر پہ للکارا کسی کو

چڑھا تھا خون جو تیغ پر قدم پر
غرق خون تھے لاکھون ہر قدم پر

رخ عنبر اُٹھا خون تازہ سے لال
مچا تھا لشکر شاہی مین بھونچال

کسی کی تیغ چمکی ہمسر برق ہے
یہ وان ابن شبہ راون کا تھا حال
دوان ہر صف مین تھا غصہ کے مارے
زبس تھا اوستاد سحر وافسون ہے
وہ نو ایجاد افواج سیہ دل
بھڑے ہر ایک میمون پر وہ سفاک
جری میدان مین جب افسون سے ہارے
مہاراج آگئے وقت تعب سے
جناب رام نے مارا جو اک تیر
جو دیکھا راون مفسد نے یہ رنگ
کیا لاکھون کو دم بھر مین تہ تیغ
صف میمون کو ٹپکا بر سر خاک
گل زخم شہادت تھے جو تن مین
ہوا سب لشکر میمون ہراسان
پھنسے سب قبضۂ تیغ و دو دم مین
جو دیکھا زور مین لشکر سے سارا
کیا ترکش سے تیر آتشین سر
مگر ہاتھ اک جدا ہو کر بدن سے
سلوچن زوجۂ فرزند راون

غریق خون تھا کوئی پا سے تا فرق
قدم سے صف کی صف کرتا تھا پامال
جری چھیاسٹھ کرور اکدم سے مارے
کیے پیدا ہزارون خرس و میمون
ہوئے سب فوج شاہی کے مقابل
کیے لاکھون دلاور تودۂ خاک
کمال شدت غم سے پکارے
سپاہ بادشاہی جان بلب ہے
سراسر اڑ گیا نیرنگ تزویر
بڑھا غران میان عرصۂ جنگ
غضب اٹھا تھا لشکر صورت میغ
کہین رکھون پہ چڑھ جھپٹا غضبناک
بہار لالۂ خود رو دکھی بن مین
کہ مشکل تھا نہایت کار آسان
جگر کا نپا ہوئی لغزش بدن مین
سری لچھمن ہوئے آکر صف آرا
تن دشمن گرا فرش زمین پر
گرا قصر عدو مین اڑ کے رن سے
انیس و محرم دلبند راون

زنِ پردہ نشین فرخندہ فرجام
تجمل سے مکان مین جلوہ گر تھی
جو دیکھا بازوے شوہر قضا را
کمال غم سے فریاد و بکا کی
کہ اے دست زبردست
کہان تن ہی سر اقدس کدھر ہے
کیا تن کو خدنگِ تیر کس نے
دعا بر مہا کی تھی روز ازل سے
مگر چودہ برس تک آشکارا
رہے زیر فلک بے دانہ و آب
سر میدان وہی ہو حملہ آور
رہی مین ہو رہوت فدا گر نقش پا کی
جو کی ہو تیرے باغ حسن کی سیر
تو اے بازو بیان درد و غم کر
قرار آئے زوال شدّ و مد ہو
یہ سرکش نے کلاکے سادہ ہین پر
یہ سیتا دیا ہے عرصۂ جنگ
سری چھین ہین دمساز سر پرام
کنارا کر کے دریا سے ہوس کی

پتت برتا عروس نازک اندام
خرامان صورت بادِ سحر تھی
تو سر کو زانوے رقت پہ مارا
اڑائین دھجیان جیب و قبا کی
برنگ نقش پا کس نے کیے پست
کہان تاج مرصع جلوہ گر ہے
کیا طعمۂ شمشیر کس نے
قدم سر کے نہ میدان جدل سے
کرے جو صحبت زن سے کنارا
نہ ہو ہرگز انیس شاہد خواب
کرے تن قلزم خون مین شناور
یقین ہے دامن عصمت کی پاکی
نہ دیکھا ہو کسی دن جانب غیر
برے صفحۂ غبرا رقم کر
رقم یہ خط دست آشنا سند ہو
لکھا تب صفحۂ روے زمین پر
ہجوم عرصۂ راجھس سے دلتنگ
انیس و محرم رازِ سر پرام
وہ ہین بیخواب خور چودہ برس تک

خوشی سے بے غم تکلم سے خوشی | نگاہ خواب سے ہے چشم پوشی
سدا ہے بندگی سے رام کی کام | بچشم و سر کیا ہے ترک آرام
اُنھین نے رن مین اے زوج دل آرا | بصد زور شجاعت مجکو مارا
سواران دلاور لیگئے فرق | رہا تن قلزم خون مین میرا غرق
ادھر بازو اڑا لایا پرند سر | چبھی ہے دل مین پیکان سر تیر
سلوچن نے پڑھا نقش خط دست | دل و جان نشۂ غم سے ہوا مست
خیال آیا کہ ہے اب زندگی ہیچ | برنگ زلف پیچان پڑگیا پیچ
نہین رو رو کے دن بھرنا ہے اچھا | عبث ہے زندگی مرنا ہے اچھا
مناسب ہے کہ مانند پرکاہ | جلون مین لاشۂ شوہر کے ہمراہ
یہ کہکر ہمکنار شاہد یاس | گئی خوشدامن مندودری پاس
تپ غم سے پکار اُٹھی کہ مادر | ہوئی پرزے شکیبائی کی چادر
پسر مارا گیا رن مین تمھارا | نہین ضبط شکیبائی کا یارا
گران ہے مجکو بار زندگانی | خزان ہو اب بہار زندگانی
ہوس ہے رام کے لشکر مین جاؤن | بچشم و سر تن شوہر کو لاؤن
خوشی سے شمع کی صورت جلون ساتھ | کہ تا پروانۂ غیرت لگے ہاتھ
زبس تھی وہ وجود دلبری نیک | کہ چکنیان مین تھی مندودری ایک
سخن پرور زن فرخندہ فرجام | دل و جان سے فدائے جلوۂ رام
سنا اُسنے جو حال مرگ فرزند | کھلی آنکھین صدف آسا دم چند
کمال غم سے کی فریاد و زاری | غشی تھی قالب لاغر پہ طاری

بہو کو حالت درد و الم مین ٭ لیا رو رو کے آغوش کرم مین ٭
کہا اے راحت روح و دل من ٭ تن من جان من آب و گل من
یہ منزل ہر گھڑی پیش نظر ہے ٭ ہر اک کو باغ ہستی سے سفر ہے
کسی کو یا وجود نکتہ دانی ٭ نہین حاصل بقا جاودانی
غم فرزند سے گو چشم تر ہے ٭ تشفی ایک باعث سے مگر ہے
اگر مارا گیا پیش سری رام ٭ کریگا کشور سرمد مین آرام
ستی گر ہو تو ہے عین سعادت ٭ فدا ہے تجھپہ سو نقد عبادت
ستی ہونا ہے دستور رتیب رت ٭ چمکتا اس سے ہی نور تریب رت
اگر جانے کی خواہش ہی تو جا خیر ٭ نہین دان چشم ظاہر مین کوئی غیر
اہلیہ زوج راون اور تارا ٭ بباطن ایک تینون ہین دلارا
دلاور وان جو انگد مشتہر ہے ٭ زن تارا کا پیوند جگر ہے
عزیز بال ہی سگریو ذیشان ٭ اہلیہ کے نواسے ہین ہنومان
جو افسر رام و لچھمن ہین وہان کے ٭ وہ خاوند حقیقی ہین جہان کے
بھبھیکن ہین وہان بہر سفارش ٭ کرین گے تیری جانب سے گذارش
وہان جانے مین ہی ہر طرح بہبود ٭ کہ ہین وہ بیگیان چشمہ جود
اجازت جب کہ خوشدامن سے پائی ٭ سلوچن محفل راون مین آئی ٭
کہا رو رو کہ اے شاہ زمانہ ٭ جگر ہے تیر کلفت کا نشانہ
موا شوہر دغا سے آج میرا ٭ متاع ہوش ہے تاراج میرا
پریشان ہون برنگ تار گیسو ٭ اندھیرا دیدہ و دل مین ہے ہر سو

ہوئے ہین رام کے لشکر مین جاؤن
بجسم و سر چلون ہمراہ سر کے
سُنی کیفیتِ مرگِ پسر جب
سرشکِ چشم دریا سے بہایا
سلوچن کو براہِ جوش کھینچا
کہا گو ضبط کا یارا نہین ہے
بہادر یون ہی لڑ مرتے ہین رن مین
طلوع صبح تک اب ضبط کر خیر
سحر کو مین بصد زور آزمائی
مگر بیشک ہان جانے مین ہے ننگ
نہ ہرگز جا میانِ محفلِ غیر
سری سیتا کے بدلے لے جگر بند
سلوچن سنکے یون بولی بصد جوش
ابھی تک یہ ہزل گوئی غضب ہے
اسی نخوت نے گھر غارت کیا ہے
غریق خون ہوئے لاکھون جفا کوش
فنا ہو گئے جو کچھ رہا جس ہین باقی ہے
برون کر دل سے یہ اندیشۂ خام
نہین وہ ہین تری صورت خردمند

سرِ شوہر خوشامد کر کے لاؤن
پھپھولے ظاہر اٹھوئین جگر کے
ہوا وہ فرطِ غم سے تو جہ بر لب
طپش نے عالمِ شدت دکھایا
میانِ گوشۂ آغوش کھینچا
مشیت سے مگر چارہ نہین ہے
سدا زخم سنان کھاتے ہین رن مین
تو محو فغان با حالت غیر
پکڑ لاؤن گا جا کر دونون بھائی
سنینگے خرم و میمون خوش آہنگ
نہ دریاے ہتک مین سر کے بل پیر
کرینگے نور چشم آسا نظر بند
ضعیفی مین ترے برجا نہین ہوش
مگر ضعف و نقاہت کا سبب ہے
وہی جوش تکبر ہے ابھی ہاے
کھلے اب تک نہ لیکن دیدۂ ہوش
نہ مے ہوگی نہ خم ہوگا نہ ساقی
کہان یہ فوج بد باطن کہان رام
لیے سیتا کرین مجکو نظر بند ہو

وہ خاوند حقیقی ہین بلا ریب ۔ کرم بخش جہان بخشندۂ عیب
بنائے بخشش ور عالم کے مان باپ ۔ جدھر دیکھو ادھر ہین آپ ہی آپ
سنی جب شہر راون نے تقریر ۔ تو برگشتہ ہوا مانند تقدیر
غضب غصہ مین آیا صورت شیر ۔ سلوچن کی طرف سے منھ لیا پھیر
محافہ مین سلوچن ہو کے اسوار ۔ سوے لشکر چلی با دیدۂ زار
گروہ خرس و میمون مین مچی دھوم ۔ ہوئے گرد محافہ پیر و معصوم
خیال آیا کہ ڈر کر غائبانہ ۔ کیا راون نے سیتا کو روانہ
فساد شر مٹا اچھا ہوا خیر ۔ گل مطلب ملا بے منت غیر
بھبھیکن نے خبر جس دم یہ پائی ۔ تو کی جوش طرب سے پیشوائی
بصد درد و محبت ساتھ لایا ۔ محافہ اس کا ہاتھون ہاتھ لایا
حضور لچھمن و رام نکو نام ۔ اتارا درمیان محفل عام
سلوچن نے چھوئے پائے منور ۔ پھری گرد تن اقدس سراسر
زمین کی مثل صندل جبہہ سائی ۔ ادب سے سامنے گردن جھکائی
کھڑی ہو کر مودب دست بستہ ۔ کہا اے مرہم دلہائے خستہ
مبرا ہے خطا سے آپکی ذات ۔ قدم سے ہے عیان شان کرامات
سیہ کار و گنہگاران مغموم ۔ نہین پھرتے کبھی اس در سے محروم
ہوا دست مبارک سے جو انجام ۔ مرے شوہر نے پایا نقد اکرام
نہین غم ہے اگر مارا گیا خیر ۔ بہم ہے باغ سمرپر کی کرے سیر
مگر اسدم سر شوہر جو پاؤن ۔ بچشم سر تن خاکی جلاؤن

مہاراج از رہ عاجز نوازی
حصولِ عیش ہو میرا تبھی کام
ہوئی جب یون وہ محوِ خوش بیانی
کرم سے خود بدولت نے اٹھایا
اُسے نالان جو دیکھا فرطِ غم سے
ابھی اسکو براہِ مہربانی
ہوئے حیران ارکینِ خوش آہنگ
ہوئی ساکنانِ عرش کو یاس
کہا تارہ نے آکر اے مہاراج
ہوا زندہ جو بیخوف و خلل یہ
کریگا اک جہان کو کشتۂ تیر
کرینگے درگذر آپ اسکی جان سے
گذارش ہے یہی اے بندہ پرور
جناب رام نے یہ سن کے اُس آن
سلوچن نے کہا با دیدۂ زار
عنایت آپکی مجھپر تو بس ہے
نہ وقت ایسا ملے گا پھر کبھی ناتھ
ہمیشہ یاری قسمت کہان ہے
سلوچن کو سر شوہر عطا کر

مجھے سر دے کے بخشو سرفرازی
جہان مین مشتہر ہو آپ کا نام
تو کی اُس پر نگاہِ مہربانی
سرِ محفل سرِ راچھس منگایا
تو نے باکانہ فرمایا کرم سے
بنہادہ دل پھر تبکا زندگانی
اولی العزمی یہ محفل رہگئی دنگ
طبیعت کو ہوئے صد گونہ وسواس
یہ جان بخشی مناسب ہے نہین آج
تو ہارے گا نہ ہنگامِ جدل یہ
کہ ہے برقِ قیامت اسکی شمشیر
ملے گا مارنے والا کہان سے
سلوچن کو فقط دیدیجیے سر
کیا دل مین تامل آگیا دھیان
کہ اے بخشندۂ جرمِ خطاکار
نہین شوہر کے جینے کی ہوس ہے
کہ ہوا انجام شوہر آپکے ہاتھ
سدا گردش مین چرخ ناتوان ہے
کہا تب رام نے یون مسکرا کر

ترے شوہر کا سر گرخندہ زن ہو
کہا ہان بیشک سر راجھس یہی ہے
یہ سنکر اسنے زانو پر رکھا سر
اگرمین فی الحقیقت پارسا ہون
تبسم کرکے ذرا فرط طرب سے
سر شوہر نہ جب مطلق ہنسا وہ
نہین تمسا کوئی مرد دلاور ہو
جناب اندر کو تم نے کیا زیر
تہ پر وفتنہ گر جن جن کے مارے
کبھی کھوئی نہ دم بھر مہر آرام تہ
فلک لرزان رہا دہشت کے مارے
رہے مجھپر ہمیشہ عاشق زار
ولیکن کچھ سر راجھس نہ بولا
ہوئے خندان میان انجمن سب
وہ عاجز تھی جو اپنی زندگی سے
سر محفل ہوئی دل مین پشیمان
غرض آنسو بہا کر چشم تر سے
ملا تھا گر کسی سے درد جانکاہ
جناب شیش جی سے کر رہے ہین نہ

یقین سب کو میان انجمن ہو
جو امرد دلاور بس یہی ہے
ہوئی یون درفشان بادیدۂ تر
اسیر حلقۂ زلف دوتا ہون
کہ جاؤن سرخرو ہوکر مین سب سے
ہوئی تب گرم توصیف و ثنا وہ
کہ ہین لرزان مہ و خورشید خاور
پلنگ آسا ورندون پر ہے شیر
رہے جو شان کبھی ہمت نہ ہارے
ہمیشہ خونفشانی سے رہا کام
چھپے ہیبت سے گردون پر ستارے
تبسم کرکے ہو سر گرم گفتار
زبان سے قفل خاموشی نہ کھولا
ہنسے غنچہ کی صورت صف شکن سب
ہوئی وان سرنگون شرمندگی سے
خجالت سے ہوئی سر در گریبان
سلوچن نے کہا جھنجھلا کے سر سے
کیا مجکو نہ کیون مطلب سے آگاہ
جو شوہر افگن میان بحر و بر ہین

خبر کرتی انھین جا کرین فی الفور ‌ مدد کے واسطے آتے بہر طور

یہ سنکر سر یکایک کھلکھلایا ‌ تعجب مجمع لشکر کو آیا

کہا اسنے براہ نکتہ دانی ‌ نہین تو واقف راز نہانی

تجھے جسکی تمنا ہے مدد ہے ‌ وہی میرا عدوے شد و مد ہے

جناب شیش کا لچھمن ہین اوتار ‌ مجھے مارا انھین نے وقت پیکار

یہ سنکر اہل محفل رہگئے دنگ ‌ چلی اٹھکے وہ زوج خوش آہنگ

کنارہ بحر قلزم آکے یکبار ‌ چتا رہ آسا چلی وہ سرو گلزار

جو تھی پروانہ آسا دل جلی وہ ‌ لگن سے شمع کی صورت گلی وہ

مشورہ کرنا راون کا مالونت وزیر سے اور نکالنا شہر لنکا سے اور نصیحت کرنا مندودری کا خوابگاہ مین

سری رگھبر زبان شکر شکن ہو ‌ کہ طے یہ جادۂ ملک سخن ہو

شہنشاہ فوق جسدم غضبناک ‌ ہوا اردوتی فزاے بزم افلاک

شہ راون اٹھا بستر سے مغرور ‌ سرور بادۂ احمر سے مخمور

کھنچی ابرو شکن لوح جبین پر ‌ دماغ بیہودہ عرش برین پر

نہایت مضطرب درد جگر سے ‌ روان آنسو کے دانے چشم تر سے

دل و جان خنجر غم سے دو پارہ ‌ ہوا بزم طرب مین جلوہ آرا

وزیر اسکا تھا اک سرمایۂ ہوش ‌ بنام مالونت از بس وفا کوش

بلایا گوشۂ محفل مین اسکو — بصد شفقت جگہ دی دل مین اسکو
کہا راون نے اے دستور دانا — فراست تیری ہو آج آزماتا
شریک غم ہے ہمراز قدیمی — مشیر و کارپرداز قدیمی
براہ نمک ہمیشہ آج تک تو — ادا کرتا رہا حق نمک تو
بے گفت و شنید و پند گوئی — نہین تجھ سا ہے دانشمند کوئی
میان جنگ اے فرخندہ فرجام — زبس غالب ہوا ہے لشکر رام
غریق خون ہوئے لاکھون سپاہی — ہوئی شل جملہ فوج بادشاہی
ملایا خاک و خون مین کنبھ کرن کو — مٹایا میگھناد صف شکن کو
کمال درد و غم ہی کیا کہون حال — جگر ہے خنجر کلفت سے غربال
کہان تک ہمکنار ضبط رہیے — مثل ہے اپنی بیتی کس سے کہیے
بتا مجکو وہ تدبیر خوش اسلوب — جو ہو میرے دل مضطر کو مرغوب
خوشی سے کار سخت انجام ہو جاے — جہان کو حاصل آرام ہو جاے
ولیکن ہے یہ شرط غمگساری — ادھر کی کچھ نہ کرنا پاسداری
انیس رمز دان در پردہ ہے تو — کہ موروثی نمک پروردہ ہے تو
اگر درد و عقوبت ہو نہ سہنا — سمجھ کر سوچ کر کہنا سو کہنا
سنا جب یہ شہ عالی نسب سے — کہا تائی نے دستور ادب سے
کہ اے شاہنشہ زیبندۂ تخت — رہے ہر دم فروغ نیر بخت
رہے روز ابد تک راج تیرا — فلک ہو بندۂ محتاج تیرا
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو — زبان بہر سخن سنجی اگر ہو

میسر ہے تجھے وہ دولت و جاہ | کہ حیران ہین فلک پر نیر و ماہ
کرے گر عین ابرو سے اشارے | فلک سر پر ترے تارے اتارے
زبان سے حکم سلطانی جو پائین | ہزارون اپسرا سر پر سے آئین
بہت سے دلبران شوخ و طناز | سدا ہین پایۂ خدمت سے ممتاز
برائے اک عروس جانکی نام | بنا بغض و حسد سے دشمن رام
زن بیگانہ و زور و زمین زر | یہ ہین چارون فساد تازہ کے گھر
محبت ان سے کرنا اے قوی پشت | دہان مار مین دینا ہے انگشت
شہا تیرا یہ سب ہے اندیشۂ خام | کہ ہین انسان جناب لچھمن و رام
کہین ظاہر کہین گم ہین وہ مردم | بباطن نور مردم ہین وہ مردم
ازل سے واقف اسرار ہین وہ | تامل کر کے دیکھ اوتار ہین وہ
اگر وہ خرس و میمون ہین جو دل سیر | نیستان شجاعت کے وہ ہین شیر
مناسب ہے کہ اے شاہ نکو نام | سیا کو بھیجدے پیش سری رام
کسی سے تا یہ امکان شر نہ کیجے | عداوت کر کے غارت گھر نہ کیجے
اسی مین خیریت ہے اے مہاراج | رہے ہے سر پہ ہمیشہ جلوۂ تاج
کہا مین نے براہ خیر خواہی | کہ ہون مین بندۂ دربار شاہی
اب آگے ہو جو تجویز مقدس | پسند خاطر عالم ہے از بس
سنی راون نے جب تقریر دستور | تو غصے سے شیشۂ خاطر ہوا چور
کہا جلکر کہ اے دستور بیباک | روا ہے گر کرون تجکو تہ خاک
ہوا ایسا مری شفقت سے گستاخ | نکالی نخل مضمون مین مرے شاخ

مناسب ہے کہ دون تعزیر تجھکو
اُنھین کا پاس خاطر سے کیا پاس
بتائی کیا اصلاح نیک مجھکو
نصیحت کی ادب سے دور تونے
کیا گر خرس میمون کو نہ تاراج
ہنسی ہو گی تہِ افلاک میری
کرون گر در گذر قتل پسر سے
نہین مجھکو ہوا ہے زوجہ تو غیر کا
سیاسے کچھ نہین مجھکو غرض سے
نہین کچھ مشورہ میرا غلط تھا
یہ کہکر مطلب باطن یہ ظاہر
ہوا جب دم جہان مین جلوہ شام
شہ راون غریق دردِ یاس
پلنگ خواب پر لوٹا کیا شیر
جگر مین بیکلی اُلجھن مین دم تھا
کبھی چونکا یہ فرطِ بیقراری
جبین سے چین الم سے آبدیدہ
کبھی کروٹ بدلنا بھر کے آہین
کبھی بستر سے اُٹھ بیٹھا سنبھلکر

کرون اس دم تہِ شمشیر تجھکو
بھلا یا گوشۂ دل سے مرا پاس
ملا اُستاد کامل ایک مجھکو
خطائے سخت کی مغرور تونے
کرونگا کشور لنکا کا کیا راج
بندھیگی کیا جہان مین ہواک میری
اُٹھائے سر بہار آئین شر سے
بہم ہے مجھکو باغ حسن کی سیر
فقط خواہر کی بینی کا عوض ہے
تری عقل آزما لینا فقط تھا یہ
نکالا شہر سے نائب کو باہر
گیا منزل مین خورشید سبک گام
شبستان مین گیا مندو دری پاس
سراسر لشکر غم نے لیا گھیر
برنگ زلف سنبل پیچ و خم تھا
کبھی تھا مائل اختر شماری
کبھی سے صورت بستر کشیدہ
کبھی حسرت سے کرتا تھا نگاہین
کبھی جھجھکا کبھی چونکا مچل کر

کہا مندودری نے اے مہاراج
اُداسی رُخ پہ کیون ہے وجہ کیا آج

نصیبِ دشمنان کیا درد دل ہے
طبیعت بے سبب کیون مضمحل ہے

ہوئے تنگ یا میانِ عرصۂ جنگ
کیا ہے یا کسی سرکش نے دل تنگ

مری آرایش تن مین کمی ہے
یہی شاید بنائے برہمی ہے

براہ آشنائی اے شہنشاہ
کہو کس چشمۂ خوبی کی ہے چاہ

میانِ عرصۂ ہیجا ضرر ہے
تو تدبیرِ تکمیل سہل تر ہے

مناسب ہے برسمِ خسروانہ
سیا کو خود بخود سے کیجے روانہ

مٹے فتنہ فسادِ تازہ ہو دور
فروغِ تخت شاہی ہو بدستور

تامل اسمین اب دم بھر نہ کیجے
کبھی بیٹھے بٹھائے شر نہ لیجے

یہ واجب ہے شہنشاہِ زمن کو
بچشم بد نہ دیکھے غیر زن کو

نہ کیجے غیر سے امید یاری
ہزارون ہین پئے خدمتگزاری

سُنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش
ہوا دل شاہدِ غم سے ہم آغوش

دکھائی آتشِ دل نے بھڑک اور
پڑا گویا جراحت پر نمک اور

اُسے چین بر جبین ہو کر ہٹایا
نمٹ کر صورتِ بستر ہٹایا

روز اول جنگ کرنا راون کا اور نیرنگ سحر دکھانا اور شکست پانا

جناب رام ادھر بھی جوشِ حمیت
رہون مین دانا ہمدوشِ حکمت

ہوا تاباں شہنشاہ افق جب ۔ تو بھاگا شہسوار ظلمت شب

تو اب نے شکست فاش پائی ۔ پھری خورشید اعظم کی دوہائی

اٹھا بستر سے راون سخت غمناک ۔ گریباں مثل دامان سحر چاک

پریشان مضطر و ناکام و دلگیر ۔ ہراسانی کا نقشہ غم کی تصویر

خیال بدمیان گوشۂ دل ۔ غم و درد و صعوبت توشۂ دل

بصد جوش غضب آیا سوے بزم ۔ دل مضطر میں عزم عرصۂ رزم

بلائے جملہ سرداران شاہی ۔ سپہدار و نمک خواران شاہی

کہا چستی سے ہاں تیار ہو جاؤ ۔ روانہ بر سر پیکار ہو جاؤ

دلیرو ہے مقام جانفشانی ۔ دکھا دو آب خنجر کی روانی

میان جان کسو ہمت نہ ہارو ۔ بدن پر زخم لو تن تن کے مارو

مرے بل پر دکھاؤ جوہر تیغ ۔ چلو جوشاں امڈ کر صورت میغ

قدم ہو رزمگہ میں لاکھ من کا ۔ عوض لینا ہے چلکر کمبھ کرن کا

سنا جب یہ شہ راون کا ارشاد ۔ ہوئے لیس افسران فتنہ ایجاد

کمانداران افسوں ساز نکلے ۔ ہر اک گوشے سے تیرانداز نکلے

ہزاروں گرز برداران پرجوش ۔ ہزاروں شہسواران زرہ پوش

چلے سب بل دکھاتے شوخ و طناز ۔ پھکیت اور پہلوان بانکے پٹے باز

جسیم و زشت باطن ہیلتن سب ۔ برنگ شیر غراں نعرہ زن سب

جو دیکھا یہ شہ راون نے انداز ۔ بدن پر جوش نخوت سے سجے ساز

کیے تاج جواہر زینت سر ۔ لیے گرز گراں و تیر و خنجر

کمال غیظ مین چشم غضبناک — نشان خونفشانی سرخ پوشاک
چڑھا رکھ پر بصد شان تجمل — بڑھے جو شان وہ مست شاغل
لیے فوج ستمگاران جرار — سو میدان جنگ آیا ستمگار
شگون بدنے کی یہ پیشوائی کو — کہ چھینک اک گوشۂ لشکر مین آئی
کیا شور آ کے مرغان چمن نے — صدا دی کرگس و زاغ و زغن نے
خبریان فوج سلطانی مین آئی — کہ کی دشمن نے آ کر پیشوائی کو
لیے شور و غا آیا ہے انبوہ — چاہیے رزمگہ مین صورت کوہ
شہ میمون سے یون بولے سر رام — کرو جلدی مسلح لشکر عام کو
صفین ہر سو سے زنغا کر کے جائین — میان رزم رنگ اپنا جمائین کو
یہ سنکر شاہ میمون نے بصد جوش — مسلح کی سپاہ گرز بر دوش
بصد چستی کمر کو باندھکر تنگ — سجے تن پر سلاح و جوشن جنگ
سواران ولاور رہا بکانہ کو — ہوئے سب برق دم ہو کر روانہ
پیادہ بادۂ جرأت سے سرشار — چلے جو شان بدن پر سجکے ہتھیار
جداگانہ سب افواج گرامی — ہوئے محکوم سرداران نامی
صف خرسان تھی محکوم نل و نیل — بڑھی دشت وغا مین صورت سیل
صف میمون کے افسر گند ٹھہرے — نید و گنند و انشمند ٹھہرے
اور کو ہج رکھ کر لچھ در کھب سب — چلے رن کو بصد جوش غضب سب
مسلح جب ہوئی فوج نکو نام کو — چلے خندان جناب لچھمن و رام
ظفر نے تیغہ رگھناتھ چوما — قدم نصرت نے ہاتھوں ہاتھ چوما

جلو مین افسر میمون بصد شان
بظاہر تھا جو پابوسی کا انداز
نظر آیا جو جوشانِ تجمل
جنابِ اندر نے دیکھا جو یہ رنگ
سواری کو رتھ اپنا خاص بھیجا
ہوئے وہ زینت آرائے سواری
بصد شوکت میانِ جنگ پہونچے
کمالِ غصے سے سردار صف آرا
کہان ہین کیسری انگد کہان نل
یہ سنکر صف شکن غصے مین آئے
ملے فوجِ عدو مین ہلین سب
ہزارون کو اُتارا تیغ کے گھاٹ
کہین سگریو نے مارا کسی کو
کسی صف کو رکھب نے بڑھکے ڈانٹا
کہین نل نے بصد زور آزمائی
کسی کو نیل نے دابا بغل مین
کسی پر شاہ خسران نے کیا وار
صفِ اعدا الگندہ ان سے دیکھا
شہِ راون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ

بھبھیکن جامونت انگد ہنومان کا
زمین تھی ہر قدم پر پر سر ناز
تو کی پیر فلک نے بارشِ گل
کہ بیدل رام و لچھمن ہین پئے جنگ
براہِ الفت و اخلاص بھیجا
پیادے تھے دوان بادِ بہاری
سپہدارانِ خوش آہنگ پہونچے
کڑک کر برق کی صورت پکارا
دکھائین آکے گیسو کی طرح بل
بصد چستی قدم آگے بڑھائے
بڑھے جوشانِ خرد شان صف شکن سب
لبِ خنجر کو خونریزی کی تھی چاٹ
کہین انگد نے للکارا کسی کو
مثالِ چوبِ خشک اکدم مین کاٹا
بہ رنگِ تیغ کی جو ہمسائی
مچا اک تہلکہ راون کے دل مین
کہین لچھمن نے کی تیرون کی بوچھار
سراسر حلقۂ پیکان مین گانسے
تو زلف آسا بچھایا دامِ نیرنگ

ملا فوج جری میں صورت شیر / میاں حلقۂ ناوک لیا گھیر

کہیں گرجا کہیں تڑپا تعب سے / کہیں ضیغم صفت گونجا غضب سے

ملا لاکھوں کو با چشم غضبناک / کیے لاکھوں دلاور تودۂ خاک

کہیں چمکائی شمشیر شرر ریز / کسی پر آب خنجر کو کیا تیز

کبھی غائب ہوا اُڑ کر وہاں سے / کبھی کی بارش خوں آسماں سے

اُڑا اک صورت تیر ہوائی / کبھی دشت وغا میں خاک اُڑائی

زبس پرکالۂ آتش کو تھی لاگ / جلن سے مشتعل کی ہر طرف آگ

جو دیکھا عالم آتش فشانی / ہوئے زہرے جوانمردوں کے پانی

نظر آئے جو ہر سو شعلۂ نار / ہوئے مضطر جوانمرداں بیکار

سہی میداں میں گو شمشیر کی آنچ / نہ اُٹھی آتش تزویر کی آنچ

جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ / ہوئے فرط غضب سے گرم آہنگ

زبس کی تیر سحر افگن کی بوچھار / ہوئے پانی سراسر شعلۂ نار

جو شکل نطفہ آتش نے پائی / پریشانی صف اعدا میں آئی

سیاہ خرسوں نے مارے وہ چنگال / تن فوج عدو خوں سے ہوئے لال

نہنگ قلزم جرأت تھے ہیموں / جسے کاٹا لیا کر پی گئے خوں

کیا لیسا سپاہ پر تعب کو / غریق خوں کیا میداں میں سب کو

ہوا جس دم زمیں پر پردۂ شام / پھری لنکا کو سب فوج بد انجام

نل و نیل و سنیدو کیسری سب / پھرے ارکاں مع فوج جری سب

زبس کی یاوری بخت رسا نے / بجے فرط طرب سے شادیانے

ہوئی پابوس لشکر فتح و اقبال کے	ہوئے سب خواب و خور سے فارغ البال

روز دوم جنگ کرنا راون کا اور ہزاروں خرس و میمون پیدا کرنا مایا کے زور سے اور شکست پاکر پھر جانا

جناب رام ادھر جوش کرم ہو	متاع مطلب خاطر بہم ہو
سوار رخش گردون درخشان	ہوا جب گوشۂ مشرق سے رخشان
تنزل پر ہوا اوج کواکب کے	پریشان ہو گئی فوج کواکب
شکست فاش سے پھر کے اک آہ	قمر نے گوشۂ مغرب کی لی راہ
ہوا یعنے سحر کا جب کہ ہنگام	اٹھے فرش جب سے لچھمن و رام
ہوئی بانگ طبل آویزۂ گوش	اٹھے چابک سواران زرہ پوش
پیادے افسر و سردار جاگے کے	برنگ طالع بیدار جاگے
سنید و گندر رکھراج درکھت نے	بصد چستی سجے ہتھیار سب نے
چلے خوش ہو کے سوئے عرصۂ جنگ	ہوئے مانند صرصر گرم آہنگ
نل و نیل انگد سگریو رکھراج کے	ہوئے سب لشکر مشرق کو سرتاج
اگنید و جامونت و بادن وسرب	چلے جو شان خروشان جانب غرب
جتند اول کیسری پیدن حیرار	ہوئے فوج جنوبی کے سپہدار
بھبھیکن لچھمن و انگد ہنومان کے	سوئے فوج شمال آئے بصد شان
شہ راون نے یہ جب دم سنا غل	اٹھا بستر سے مست ساغر مل

پریشان مضطر و غمدیدہ اُٹھا
لیے کچھ ساغر صہبائے گلگون کا
کمال نخوت و طاقت سے جوشان
برنگ بیر گونج اُٹھا جو رن مین
جما کر اپنی فوج صف شکن وہ
جوانو آج میدان جدل ہے
ہر اک سو سے صف میمون کو گھیرو
بصد زور آوری سب کو کرو زیر
حصول نیکنامی ہے یہان آج
سر میدان نہ بھاگو ہوکے دلگیر
دکھاؤ زور تن یارو غضب ہے
نقیبون نے ادھر دی بڑھکے آواز
مقام آبرو ہے موقع ننگ
چلو فوج عدو مین تیغ در دست
سُنی جب یہ صف میمون نے آواز
چلے سب صورت پیل سیہ مست
کہین خنجر برنگ برق چمکا
کسی کوتل نے جھٹکا صورت گرد
مچائی جا کے دھومر نے کہین دھوم

برنگ فتنۂ خوابیدہ اُٹھا
بنی آنکھین غضب سے ساغر خون
سو میدان رزم آیا خروشان
گوزن و گور کانپ اُٹھے بدن مین
بصد نخوت ہوا یون نعرہ زن وہ
کرو سیدھا اُسے جس جسکو بل ہے
برنگ آب خنجر منھ نہ پھیرو
بڑھو دشت وغا مین صورت شیر
مجھے مد نظر ہے امتحان آج
مقابل سر پہ کھاؤ زخم شمشیر
پکڑ لو باندھ لو مارو غضب ہے
کہ ہان اے فوج میمون سبک تاز
بڑھے جاؤ میان عرصۂ جنگ
کرو میدان مین سب کا حوصلہ پست
بڑھے دشت وغا مین حسب انداز
مچایا فتنۂ محشر سر دست
تبر خون عدو مین غرق چمکا
کف پا سے ملے لاکھون جوانمرد
غبار آسا کیا لاکھون کو معدوم

کسی کو کیسری نے جا کے مارا ۔ کسی کو نیل نے جھنجھلا کے مارا
مہابیر دلاور نے پہونچکر ۔ کیا برپا کہین ہنگامِ محشر
کسی کو پنجۂ و دندان سے کاٹا ۔ کسی نے خون ستمگارونکا چاٹا
کہین انگد نے کی زور آزمائی ۔ دکھائی تیغ بران کی صفائی
شہ میمون نے توڑا سر کسی کا ۔ اُڑایا سر برنگِ پر کسی کا
جو دیکھا سردر لنکا نے یہ رنگ ۔ یکایک شکل آئینہ ہوا دنگ
کیا سحر و طلسم و فن ہویدا ۔ کیے لاانتہا راون ہویدا
ہر اک صہبائے نخوت سے سرمست ۔ بھڑا ایک ایک میمون سے زبردست
کسی پہ گرز چمکایا کسی نے ۔ دکھایا تیغ کا سایا کسی نے
کوئی جوشان گیا پیش مہابیر ۔ کسی نے نل پہ مارا سہم کر تیر
کسی نے بڑھکے انگد پہ کیے وار ۔ کسی نے نل پہ کی تیرونکی بوچھار
کسی نے گرز مارا کیسری پر ۔ تبر چمکایا سگریو جری پر
کوئی انگد سے تھا سرگرم کشتی ۔ دکھاتا تھا کوئی طرزِ درشتی
چنداول کو کسی نے جا کے گھیرا ۔ میانِ رزمگہ چھایا اندھیرا
نل و کیسری رکھراج باون ۔ ہوئے سب مبتلائے سحرِ راون
نکلکر دام سے کیونکر جوان جائین ۔ کرین کیا کسطرف جائین کہان جائین
جو دیکھی گرمی بازار تزویر ۔ وہین مارا جنابِ رام نے تیر
وہ راون تھے جو پیدا سحر و فن سے ۔ مٹے سب ناوکِ جادو شکن سے
ہوئے شاد انگد و نیل و ہنومان ۔ شہ میمون کی آئی جان مین جان

رہائی نجۂ غم سے جو پائی ہے
ہوئے پھر بر سر زور آزمائی

بلے لچھمن کسی صف میں بصد جوش
کہیں گند و نید گرز بر دوش

بڑھے یادن کہیں کرتے ہوئے پل
کہیں انگد کہیں دھومر کہیں نل ہے

ہوئی غائب سپاہ خرس و میمون
ہزاروں کو کیا آغشتۂ خون

سیان فوج دشمن پل کے مارا
عروس فتح سے مل مل کے مارا

سنا جب سرور لنکا نے یہ غل
تو بل کھایا الجھ کر مثل کاکل

کیے پیدا براہ سحر و تزویر
ہزاروں جاموَنت انگد ہنا بیر

ددبدہ نیل و گنید و کیسری سب
بھبھیکن شاہ سگریو جری سب

وہی تھی صورت اصلی وہی بات
عجب تھا نقشہ سحر و طلسمات

مطابق تھی سراسر اصل سے نقل
کہ تھی حیران نگاہ دیدۂ عقل

وہ سب لیکے فوج سرفروشان
حضور رامچندر آگئے خروشان

جناب رام نے عقل و ہنر سے
مٹایا سب کو تیر تیز پر سے

گھٹا جادو کا بل بگڑی لڑائی
بد اقبالی نے یہ صورت دکھائی

گریزاں سب ہوئی فوج ستمگار
پریشاں صورت زلف سیہ کار

گئے لنکا کو نالاں صورت ابر
سراسر پرزے پرزے دامن صبر

ادھر سب فوج منصور و مظفر
پھری خیموں کو اپنے شاد و خوشتر

جناب رام نے فضل و ہنر سے
کیا لشکر کو مالا مال زر سے

جو کی سب پر نگاہ مہربانی
ہوا حاصل متاع شادمانی

ہم آغوش ظفر تھے صف شکن سب
گھٹا درد اور بھرے زخم بدن سب

روز سوم جنگ کرنا راون کا اور شکتی بان مارنا لچھمن جی پر اور شفا پانا انکا

خیال رام لچھمن حرز جان ہو | صفت مین جوش پر طبع روان ہو
کھلا جب غنچۂ صبح مباہی | اٹھی خندان سپاہ بادشاہی
اٹھے سب بستر راحت سے سردار | سجے حسب قواعد تن پہ ہتھیار
صفین اپنی جما کر ران مین آگئے | بہ رنگ شیر غران بن مین آگئے
فراہم کر کے دل برخاستہ فوج | ادھر راون نے کی آراستہ فوج
نفیر و کوس قرنا نے کیا شور | طبل بادل ساون گرجا بصد زور
بھڑے میمون و راچھس لیکے شمشیر | ہوئے جوشان جوان و کودک پیر
پیادے سے پیادے دوش بر دوش | سوے راون سواران زرہ پوش
کسی نے برق وش چمکایا بھالا | الجھ کر مثل گیسو بل نکالا
کسی نے تیر سے مارا کسی کو | سر شمشیر سے مارا کسی کو
کہین تیزی پہ شمشیر دو سر تھی | سنان خون تن اعدا مین تر تھی
ہوا از بس پریشان جنگ بد ذات | بچھایا دام تزویر طلسمات
جو تھا پرکالۂ آتش جفا کش | لگا دی دامن صحرا مین آتش
سراسر شکل بیدردی دکھائی | کبھی گرمی کبھی سردی دکھائی
کیے پیدا ہزاروں خرس میمون | سر گردون سے برسایا کبھی خون

کبھی اوج فلک پر اڑ کے پہونچا
برنگ گل گریبان چاک ہو کر
کبھی مانند صرصر خاک اڑائی
کبھی ظاہر کیا دریائے زخار
کبھی سانپ اسنے لہرا کر دکھائے
جو دیکھا شعلۂ تزویر تابان
کمان سے تیر سحر افگن کیا سر
غریق غم ہوا جس دم سیہ کار
بصد زور شجاعت تن کے پہونچا
ہمت کی سر پہ زلف آسا چڑھائی
اڑا اوج فلک پر دیکے دھوکا
لگائی سینہ لچھمن پہ شکتی
یکایک درہم و برہم ہوئی فوج
ہوا برپا جہان مین ماتم عام
رخ لچھمن پہ حسرت سے نظر کی
وہین بوٹی سجیون آگئی یاد
ملی بوٹی جو وہ زخم بدن مین
شفا نے نسخۂ لچھمن کو جو مارا
اراکین آ کے لچھمن سے ملے سب

برنگ آب خنجر مڑ کے پہونچا
ہوا غالب کبھی غمناک ہو کر
فلک کانپا زمین چکر مین آئی
کیا روئے سحر کو تیرہ و تار
کبھی آتش فشان اژدر دکھائے
جناب رام چندر آئے شتابان
مٹایا نقشۂ جادو سراسر
بڑھا آگے برنگ بحر زخار
خروشان سامنے لچھمن کے پہونچا
مگر سایہ کی صورت منہ کی کھائی
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا
ہوئی طاری جہان پر تیرہ بختی
مچا غوغا غریق غم ہوئی فوج
سر بالین جا پہونچے سری رام
برنگ ابر باران چشم تر کی
منگائی خیمۂ شاہی سے دلشاد
بہار جاودان آئی چمن مین
ہمائے فتح و نصرت سر پہ گھوما
خوشی سے غنچۂ خاطر کھلے سب

ہوئے پھر صف شکن آمادۂ جنگ ۔ کہ ہر دم تھا سرور بادۂ جنگ
گنید و انگد و لچھمن ہما بیر ۔ ملے فوج عدو مین لیکے شمشیر
مچایا فوج اعدا مین تلاطم ۔ کیا ابتر برنگ فوج انجم
پریشان فوج راون ہوکے بھاگی ۔ متاع جان سراسر کھو کے بھاگے
جو زندہ رہ گئے باقی سیہ کار ۔ سوے لنکا گئے با دیدۂ زار
ادھر سب فوج منصور و خوش اقبال ۔ پھرے خیمون کو اپنے فارغ البال
جو دیکھا رام نے چشم کرم سے ۔ چھٹے سب حلقۂ درد و الم سے
دیے مرہم بہت بسبب زخم کاری ۔ شفا نے آ کے کی خدمتگزاری

ببھیکن اور سگریو وغیرہ کا درخواست کرنا راجہ رامچندر سے واسطے قتل راون کے اور اقرار کرنا اُن کا

سری رگھبر قلم ہو عنبر افشان ۔ سدا ہو تختہ کاغذ زر افشان
پڑا جس دم حجاب ظلمت شب ۔ بسوئے خیمہ گہ افسر پھرے سب
ببھیکن انگد و لچھمن مہا بیر ۔ گنید و با دل فرخندہ تقدیر
ہوئے آکر قدمبوس سری رام ۔ کیا حاصل متاع عز و اکرام
فراغت خواب خوش سے جبکہ پائی ۔ سپہداروں نے کی عقل آزمائی
ہوئے آکر شریک جلسۂ بزم ۔ لگے سب مشورہ کرنے پے رزم
ببھیکن اور سگریو نکو نام ۔ ہوئے یون حرف زن پیش سری رام

تنگ آئے ہین دل دست عدو سے ۔ پریشان ہین فساد چار سو سے
نہین گو سرفروشی مین تامل ۔ وفا یا گرمجوشی مین تامل
کرین صدقہ متاع جسم و جان تک ۔ مگر جوش وفا کب تک کہان تک
مہاراج آپ کیسے کرتے نہین زیر ۔ بہت کشورکشائی مین ہوئی دیر
ابھی تک کچھ نہین جوش غضب ہے ۔ عجب ہے کیا تامل کا سبب ہے
کہا اے شاہ میمون وفاکیش ۔ مجھے تیرافگنی مین ہے پس و پیش
سیا کا ہر گھڑی راون کو ہے دھیان ۔ وہ ہین دل مین بدن مین جسطرح جان
تصور سے کبھی غافل نہین ہے ۔ کشیدہ مثل دامن دل نہین ہے
لہذا ہے برون از حلقہ موت ۔ کسی صورت سے ہو سکتا نہین فوت
سری سیتا ہمارا نصف تن ہین ۔ جو ہم تن ہین تو سیتا پیرہن ہین
میان چشم و دل ہے جاے سیتا ۔ تصور ہے جبین فرسائے سیتا
کرون سر تیر اگر اس صف شکن پر ۔ تو صدمہ ہو سری سیتا کے تن پر
ادھر جب شست در دجگر ہو ۔ پے سیتا مری یان چشم تر ہو
مجھے غم ہو تو اور اک سیر ہو جائے ۔ جہان کا خاتمہ بالخیر ہو جائے
سبب یہ ہے کہ سب مجھسے جہان ہے ۔ بپا قصر زمین و آسمان ہے
غرض تیرافگنی کو اے جوانمرد ۔ تجھی کو ہے بباطن حاصل درد
کرون بالفرض اگر صدمہ گوارا ۔ قیامت ہو جہان مین ہے آشکارا
کہ یعنی ایک سر کاٹون جو رن مین ۔ ہزارون سر ہون راون کے بدن مین
تب غم سے کیا تھا جسگھڑی دھیان ۔ دیا تھا تب سدا شیو جی نے بردان

کیے ہین آرزین جتنے گل تر ہ
بہم ہون وقت حاجت اسقدر ہ

سوا اسکے ہے درپردہ سبب اور
وہ ہے جسکے ہم آغوش طرب ور

امرت اس فتنہ گر کی ناف مین ہے
عیان مطلب دل شفاف مین ہے

اسی باعث سے ہے بیغم وہ سفاک
نہین ہوتی قبائے زندگی چاک

غرض ہر طرح بیخوف و خلل ہے
گلو تک نارسا دست اجل ہے

مگر سہوا جو سیتا کا چھٹے دھیان ہو
تو قتل راچھس سرکش ہو آسان

اسی ساعت پڑے تیر آشکارا
روان ہو ناف سے امرت کی دھارا

چھٹے دھیان اور مٹے امرت کی تاثیر
تو ہو راون اسیر حلقۂ تیر

بھبھیکن نے کہا اے صاحب شان
جو تم چاہو تو سب مشکل ہے آسان

کرد گے جب کہ پیہم وار پر وار ہ
پریشان خود بخود ہوگا ستمگار

رہے گا جامۂ تن کا نہ جب ہوش
خیال جانکی ہوگا فراموش

سوا اسکے سیا خود نکتہ بین ہین
عیان دل پر امور دلنشین ہین

دم قتل ستمگار صف آرا
کرین گی دامن دل سے کنارا

قدم سرکائین گی راون کیے دل سے
کرینگی خود وہ دوری متصل سے

اسی ساعت براہ عقل و تدبیر
عدد کو کھینچے گا کشتۂ تیر ہ

کہا ہنسکر کہ خیر اچھا بہت خوب
یہی کل ہو گی تدبیر خوش اسلوب

مارا جانا راون کا اور آنا سری جانکی جی کا اسوگ باٹکا سے اور شہادت دینا دیوتون کا واسطے تصدیق عفت کے اور تخت نشین ہونا بھبھیکن کا لنکا مین راجہ رامچندر کے حکم سے

ہمیشہ حرز جان ہو رام کا نام / کہ ہو حاصل متاع عز و اکرام
شکست فاش جب راون نے پائی / پریشانی سے سر پر خاک اڑائی
دوان سوے پرستش گاہ پہونچا / بہ فرط صدمۂ جانکاہ پہونچا
زبس رو رو کے کی فریاد و زاری / لگِیسا ماتھا بہ فرط بے قراری
ہوا رو رو کے مہ گرم ہون آپ / برائے حاصل مطلب کیے جاپ
بھبھیکن نے خبر دی ای مہاراج / پرستش گاہ مین راون گیا آج
مبادا جگ اگر ہو جائے پوری / نہ ہو پھر قربت مطلب سے دوری
نہ شل یعنی وہ ہنگام جدل ہو / عروس کامرانی ہم بغل ہو
اگر ذرا تو کسی پہلو سے ہل جائے / کنارا قلزم مطلب کا مل جائے
سنی جس دم بھبھیکن کی یہ تقریر / چلے شتی کیسری نندن بہ تدبیر
درمعبد یہ پہونچے جست و چالاک / کیا سب پہرے والون کو تہ خاک

سر انجام پرستش کو مٹایا
بہایا ہر طرف کھایا لٹایا

کمال زور سے راون کو کھینچا
در معبد تلک دشمن کو کھینچا

جو پائے راچھس پر جوش سر کا
اڑا مرغ تحمل ہوش سر کا

گرج کر بس برنگ ابر لیکا
پریشان مضطر و بے صبر لیکا

ہوا دے کر ہوئے لیکن ہوا وہ
اٹھے ہمصورت پیک صبا وہ

ہر اک سو جستجو کی غل مچایا
مہابیر دلاور کو نہ پایا

بہ فرط غم ستمگار بد آہنگ
دوان آیا میان عرصۂ جنگ

ہجوم راچھس بدکیش ہمراہ
مشیر و جملہ خیر اندیش ہمراہ

خبر پہونچی میان فوج شاہی
مسلح ہوگئے فوراً سپاہی

نل و بادن گنید و انگد و نیل
میان رزمگہ آئے بہ تعجیل

چنداول کیسری دھومر ہنومان
بڑھے گرز گران لیکر بصد شان

مسلح جملہ لشکر کے سپاہی
ظفر تھی ہمرکاب فوج شاہی

خوش اقبالی تھی قبضے مین ظفر پاس
شگون نیک تھے پیش و چپ و راس

مبارک ساعت و روز و سہرہ
عجب روز دل افروز و سہرہ

چڑھے رتھ پر جناب رام و لچھمن
جلو مین جملہ سردار صف افگن

ببھیکن شاہ سگریو جری ساتھ
نل و نیل و گنید و کیسری ساتھ

زمین نازان ہوئی فرط طرب سے
توجہ پایۂ خدمت ادب سے

ہوئے صدقے مہ و خورشید خاور
فلک خود ہوگیا سر پر نچھاور

غرض پہونچی جو سب فوج خوش آہنگ
ہوئی دونون طرف سے آتش جنگ

بڑھی دریا صفت فوجِ خوش اقبال
رواں تھا رزگہ مین چشمۂ خون
زبس راون کو تھا جوشِ حرارت
از دل سے خوشۂ مطلب کی تھی تاک
ہٹا پیچھے نہ میدانِ جدل سے
لیا لب تھا جو جامِ زندگانی
اجل سے بس نہین چلتا کسی کا
مقابل جیٹھ وہ آ پہونچا سیہ کام
کمان سے کی رسائی تا بنا گوش
کیا اک تارکِ آتش فشان سر
گرا فرشِ زمین پر صورتِ کوہ
کہین تاج اور کہین دھڑ تھا کہین فرق
گرا جس دم زمین پر وہ صف آرا
حقیقت مین جو تھا اخلاص اسکو
بباطن پھر ہوا یون مدح خوان وہ
کہ اے گلچین گلزارِ دو عالم
تمھین سے تازہ گلزارِ جہان ہے
میرا ہے خطے کا ذاتِ اقدس
دعاے بد سے سنکا دک کی ہیہات

ہزارون کو کیا دم بھر مین پامال
تشنادر تھے دیت اور خرس و میمون
بڑھا میدان مین از راہِ شرارت
مقابل رام کے آیا غضبناک
دکھائے شعبدے جادو کے بل سے
وہ دم تھا اختتامِ زندگانی
مچا ہے شور غل ہر دم اسی کا
زمین پر رتھ سے صاف اترے سر رام
لب سوفار نے چومے بر و دوش
تن اسکا قلزمِ خون مین ہوا تر
ہوا پس یاد تیون کا سب انبوہ
سراسر خون مین تھا عضو بدن غرق
کیا نظارہ قدرت کا نظارا
نظر آیا جمالِ خاص اسکو
عنادل کی طرح رطب اللسان وہ
خطا بخش گنہگار دو عالم
کھلا باغ زمین و آسمان ہے
نہین پرچھا کو معلوماتِ اقدس
ہوا راجہس مین اے بحر کرامات

ہوا مین برسر زور آزمائی
عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
کہ پھر ہرگز نہ وقت ایسا ملے گا
زہے طالع زہے قسمت زہے بخت
متاع راستی پایا کجی سے
حقیقت مین وہ راون نکتہ در تھا
ازل سے جیہہ سیلے جانکی تھا
سیا کا گوشۂ دل مین قدم تھا
لہذا شل نہ ہوتا تھا دم رزم
سیا جی نے وہ جب سر کا لیے پاؤن
غرض مارا گیا راون جو رن مین
مبارکبادی کی ہر سو مچی دھوم
ہوئے خندان جناب اندر جی مین
مٹی خلقت کے چہرے سے اداسی
بدل بڑھا کبیرا اور اندر سنگاد
مٹی سب کے کلی باغ جہان سے
ادھر تو جشن سلطانی بپا تھا
سیہ دل لاشۂ راون کو تیکر
پڑا اسر پہ جو بار درد جانکاہ

کہ تا ہو اس تن بد سے رہائی
زبردستی کیے رن کو روانہ
کہ ان کا غنچۂ مطلب کھلے گا
کہ دست پاک سے چھوٹا تن سخت
ملا نیکی کا پھل نخل بدی سے
فہیم و قدردان شاستر تھا
فدائے نقش پائے جانکی تھا
اسی سے قالب خاکی مین دم تھا
نہ تھا فیض تصور سے عجم رزم
تو نخل مرگ کی سر پہ ہوئی چھاؤن
تو پھولے خرس و میمون پیرہن مین
ہوئے خندان جوان و پیر و معصوم
مچی دھوم اندر لوک امراوتی مین
بدن مین پھول اٹھے کیلاش باسی
نوید فتح سن سنکر ہوئے شاد
ہوئی پھولون کی بوچھار آسمان سے
تلاطم فوج راون مین مچا تھا
سوے لنکا گئے با دیدۂ تر
کیے مندودری نے نالۂ آہ

برنگ گل وہ پھاڑی تن کی پوشاک
گریبان کو تب غم سے کیا چاک

غرض لاشہ کنار قلزم تر
چلایا حسب آئین مقرر

بوقت احسن فرخندہ اطوار
کیا سکھپال مین سیتا کو اسوار

جلو مین جملہ سرداران نامی
وہ ان پیدل تمامی اہتمامی

ببھیکن جامونت انگد و سپ راس
لٹاتے گوہر و یاقوت و الماس

گنید و کیسری دھومر تھے ہمراہ
چنور جھلتا تھا سگریو ہوا خواہ

غرض با کرّ و فر لا کر سواری
میان محفل اقدس اتاری

ہر اک افسر قدم چھونے کو آیا
پڑھایا سب نے پابوسی سے پایا

ہوا محجوب گو مجمع عام
زبان سے پر نہ کچھ بولے سری رام

خبر پوچھی نہ فرمایا تبسم
نہ لب پر زینہار آیا تبسم

لیے رفع غبار اعتراضی
ہوئین سیتا قسم کھانے کو راضی

پے تصدیق عفت بہر آئین
میان چشمۂ آتش در آئین

ہوئی غائب اگن مین شکل مایا
مگر نور مجسم باہر آیا

نہ آنچ آئی سری سیتا کے تن پر
نہ داغ آیا سر مو پیرہن پر

سری سورج نے کی تصدیق پاکی
شہادت چندرمان جی نے ادا کی

گواہی دی برہمچ اہل فن نے
برن نے اندر نے جم نے پون نے

شہ دسرتھ نے دی عرش سے آواز
کہ ہان بے عیب ہے یہ مائی ناز

نہ سمجھا کوئی اسرار حقیقت
کہ تھا گرچہ یہ بازار حقیقت

مہابیر انگد و لچھمن نہ سمجھے
یہ تقلید لباس تن نہ سمجھے

کیا سیتا نے ایفائے قسم جب | تو پہلو مین جگہ دی رام نے تب
ببھیکن پھر میان محفل عام | ہوا آکر قدمبوس سری رام
گذارش کی ادب سے اے مہاراج | خطا پوش جہان بخشندۂ تاج
تمامی ساکنان شہر لنکا | قدمبوسی کی رکھتے ہین تمنا
زہے قسمت زہے تقدیر یاور | کہ آپ آئے کنار قلزم تر
قدم رنجہ اگر فرمائین وان آپ | تو سب کے فیض درشن سے کٹین پاپ
نہ پھر ہوگا فروغ کوکب بخت | مشرف ہونگے سب درشن سے یک لخت
کہا گو ہے ہوائے سیر لنکا | ہوس اک ہے برائے سیر لنکا
مگر تا انقضائے چاردہ سال | نہین بستی مین جا سکتا بہر حال
کہا لچھمن سے پھر اے نیک تدبیر | کہ تم اور شاہ میمون اور مہابیر
سو لنکا روان ہو شاد و مسرور | تردد تا دل خلقت سے ہو دور
تسلی دیکے سب کو با دل شاد | نئے سر سے کرو لنکا کو آباد
ببھیکن کو بٹھاؤ تخت زر پر | رکھو دیہیم شاہی اُسکے سر پر
کمال عقل و دانش پروری سے | کرو ہمدوش اسے سروری سے
کرو سب انتظام کار شاہی | کہ پھر ہو رونق دربار شاہی
اُسی دم حسب ارشاد سری رام | سو لنکا ہوئے لچھمن سبک گام
مچا غل آمد آمد کا ہر اک جا | تو دوڑے ساکنان شہر لنکا
قدمبوسی کو آئے مرد و زن سب | بچشم و سر ہوئے نظارہ زن سب
قدم پر کی ادب سے جبہہ سائی | برائے ڈنڈوت گردن جھکائی

برو ز احسن و تاریخ انسب / کیا واں انتظام انجمن سب
ہوئے حاضر مشیر و کار پرداز / ہجوم نغمہ سنجان خوش آواز
بھبھیکن کو بٹھا لا بر سر تخت / دیے سب کو قبا و خلعت و رخت
سری لچھمن جتی نے حسب دستور / جبین پر اسکی کھینچا قشقہ نور
بھبھیکن کی پھری ہر سو دہائی / ہر اک نے سامنے گردن جھکائی
ہوا حاصل جو اسکو دولت و گنج / زبس کی زرفشانی بے غم و رنج
بصد بخشش کیا خوشحال سب کو / کیا دولت سے مالا مال سب کو
ستہ سنگر لچھمن بادل شاد / پھرے واں سے کئیں تعمیل ارشاد
جناب رام نے دل میں کیا غور / کہ ہے لشکر اسیر حلقہ جور
مری خاطر یہ راون سے لڑے ہیں / غریق خون سر میدان پڑے ہیں
ملے پھر انکو بار زندگانی / میسر ہو بہار زندگانی
ہوئی اک قدرت کامل وہیں پر / امرت آکاس سے برسا زمیں پر
ہوئی زندہ سپاہ پادشاہی / رہے بیجان وہ راون سپاہی
دقیقہ ہے یہاں اک آشکارا / یہ وحدت کا ہے جس سے نظارا
گئے تھے دست اقدس سے جو مارے / زمیں سے جانب گردوں سدھارے
ہوئی تارائی اس خاکی بدن سے / چھٹے بے درد و غم آواگون سے
سپاہ راچھسان نے جنکو مارا / انھیں نے زندگی پائی دوبارا

آنا راجہ دسرتھ کا سرلوک سے واسطے ملاقات رام و لچھمن کے اور پھر تشریف لے جانا

جناب رام کا ہر دم رہے دھیان ۔ ہوا حل مشکل لا حل کا آسان
ہوا جب شہر آوازہ فتح ۔ سنی سب نے نوید تازہ فتح
سری دسرتھ شہنشاہ نکو نام ۔ ہوئے مشتاق دیدار سری رام
اسی دم حسب ارشاد دھرم راج ۔ چلے سُر پُر سے وہ زینت دہ تاج
بوان زریہ باشان مباہی ۔ ہوئے وہ عالم بالا سے راہی
لیے خدمتگزاروں کا بڑا ساتھ ۔ لیے طاعت ہجوم البشرا ساتھ
گرے آکر قدم پر لچھمن و رام ۔ ہوا اک حلقہ افگن مجمع عام
شہنشاہ اودھ نے مسکرا کر ۔ لگایا انکو سینے سے اٹھا کر
خوشی خاطر نے چین آنکھوں نے پایا ۔ متاع نور عین آنکھوں نے پایا
مشرح سنکے سب کیفیت جنگ ۔ ہوئے سوئے فلک پھر گرم آہنگ

پھر آنا رام اور لچھمن کا مع فوج لنکا سے اجودھیا کو اور بھیجنا ہنومان جی کا اور خبر کرنا بھرت جی کو

سری رگھبر عنایت ہو بہر حال ۔ کہا نے خستہ ناطقہ لے پر و بال

ششیہ سگریو سے بولے سری رام — کہ اے دانشور و فرخندہ فرجام
کرو تیاری عزم سفر جلد — روانہ ہو بصورت باد صرصر جلد
زبس سیر وطن کی ہے مجھے چاہ — بھرت جی دیکھتے ہوں گے مری راہ
ہوئے ہیں یاں مقام اتفاقی — وفا کے وعدہ میں دو دن ہیں باقی
ہوا لشکر خبر سن سن کے تیار — چلے مانند موج بحر زخار
بھبھیکن جامونت انگد نکو نام — سری سیتا سری لچھمن سری رام
سری پشپک پہ بیٹھے با تجمل — ہوئی باغ فلک سے بارش گل
نل و نیل و گنیمد نکتہ در سب — جلو میں تھے لیے تیغ و تبر سب
سوار توسن و پیل و عماری — ارا کین جملہ ہمراہ سواری
سپہدار و سوار و افسر فوج — سمندر پار آئے صورت موج
جناب رام نے کی مہربانی — کرم بخشش سے کی گوہر فشانی
خیال آیا کہ پھر راچھس مبادا — کریں لہرا کے شورش کا ارادا
کریں پل سے عبور قلزم شور — ستائیں اہل عالم کو بصد زور
اسی اندیشہ و وہم گمان سے — کمر اس پل کی توڑی درمیان سے
بھبھیکن سے کہا اے صاحب تخت — نہ ہو دل ریش کے صدمہ سے سخت
خوشی سے جا کے لنکا میں کرو راج — رہے سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
رعیت کو کرم سے شاد رکھنا — جہاں کو عدل سے آباد رکھنا
بھبھیکن نے کہا اے مایۂ نور — قدم سے آپ کے ہونگا نہ میں دور
تمنا ہے رہوں خدمت میں دن رات — اطاعت میں کروں صرف اپنی اوقات

کیے مجھپر کرم سے سر بسر لطف
دیا اورنگ شاہی بیغم و باک
سرافرازی ہوئی حاصل نہایت
ازل سے پشت طاعت ہے خمیدہ
غرض جب کلمۂ رخصت نہ مانا
اجودھیا رہگئی باقی جو کچھ دور
بھرت جی کو کرو تم جا کے آگاہ
قدم چھوکر چلے فوراً ہنومان
کہا آکر بھرت سے لو مبارک
مبارک ہو نوید مقدم رام
سری لچھمن سری سیتا ہیں ہمراہ
بھرت کے سنتے ہی جان آئی تن میں
یکایک مژدۂ مقدم جو پایا
کہا اس مژدۂ عشرت کے قربان
وہ لب چوموں یہ نکلی بات جس سے
کبھی تمسے نہیں میں عہدہ برآ ہوں
انھے دو عشرت تازہ ہے مجھکو
بھرت جی کو نہیں دیکھا اسی آن

نوازش پہ نوازش لطف پر لطف
کیا مجھکو جہان میں خاک سے پاک
ادا کب ہو سکے شکر عنایات
کہ ہوں میں جان نثار زر خریدہ
ہوئے لیکن بھبھیکن کو روانہ
یوں سب سے کہا تب ہوکے مسرور
کہ ہو گئے منتظر وہ بر سر راہ
اجودھیا میں ہوئے داخل بصد شان
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
بر آئی سب امید مقدم رام
ہم آغوش ظفر ہیں حسب دلخواہ
نہ تن پھولا سمایا پیرہن میں
گلے سے انجنی سُت کو لگایا
تن پژمردہ میں جس سے پڑی جان
ہوئی آمد کی معلومات جس سے
مگر ممنون احسان عمر بھر ہوں
صلہ میں جو عطیے بخشوں وہ کم ہے
رکاب رام میں لگ گئے ہنومان

آغاز اوتر کانڈ استقبال کرنا بھرت اور ستروہن کا اور داخل ہونا رام لچھمن کا شہر اجودھیا میں اور گلفشانی کرنا دیوتوں کا

جناب رام و لچھمن کا کرم ہو
سیا جی کی عنایت دمبدم ہو

بھرت نے مژدۂ مقدم جو پایا
تو سب کو قصۂ عشرت سنایا

اجودھیا میں یکایک مچ گئی دھوم
بدن میں پھول اٹھے سب پیر و معصوم

عزیز و مونس و ہمدم ہوئے شاد
ہوئے ویرانۂ خاطر سب آباد

پھلا خلقت کا باغ زندگانی
پڑا سوکھے ہوئے دھانوں میں پانی

بپا کی ہر طرف بزم طرب خیز
کیا آغاز رقص فرحت انگیز

کیے سب کوچہ و بازار رنگین
برنگ تختۂ گلزار رنگین

سجے قصر و مکان مرغوب آفاق
رنگے سارے رواق و در و زن و طاق

ہوئی آئینہ بندی شہر بھر میں
مچا شور طرب ہر اک کے گھر میں

دکھایا دن جو یہ بخت رسا نے
بجے کوچہ بکوچہ شادیانے

خبر یہ آمد آمد کی جو پائی
چلے سب گھر سے بہر پیشوائی

وہ کوشلیا سمترا کیکئی سب
چڑھیں رتھ پر بصد فرط ادب سب

بھرت اور ستروہن دونوں برادر
اراکین و بشسٹ مکتر پرور

ہجوم فوج با صدق و صفا ساتھ
ہوا خواہ و عزیز و اقربا ساتھ

بھرت اور ستروہن با عز و اکرام
زمین پر ڈنڈوت کرتے تھے ہر گام

ہوا بس اختتام قسمت جو تا یان کا
قدم پر گر پڑے با دیدۂ زار
بھرت کا سر اٹھا کر پشت پا سے
قدم پر کو شلا کے با صد اکرام
ملے جا کر سمتر اکیکئی سے
ہر اک نے لیکے کاکل کی بلائین لین
گئے پیش بششٹ نیک تدبیر
بڑھی آگے سواری با تجمل
لبالب گوہر مقصد سے دامان
زمین کی جاگ اٹھی تقدیر خفتہ
ہوئی ہر سو بہار لطف و رونق
ہوئے سب فیض مقدم سے شجر سبز
ہوئی جس دم خبر آمد کی معلوم
برائے حاصل نظارۂ رام
یہ تھی کثرت میان شہر و بازار
زن پردہ نشین چڑھکر لب بام
کوئی غرفے سے زن نظارہ زن تھی
بندھی تھی ٹکٹکی الفت سے ایسے
سر اقدس پہ آئین سلف سے
جبین دستگیر جا ہوئے تتا بان
بھرت گرد تن اقدس کئی بار
لگایا سینہ صدق و صفا سے
گرے جاکر جناب لچھمن و رام
قدم پر گر پڑے جو ش خوشی سے
جبین و رخ کو چوما دین دعائین
ہوئے خویش و اقارب سب بغلگیر
سپہر عرش برین پر مچگیا غل
میان شہر خاص آئے خرامان
بیابان بنگئے باغ شگفتہ
ہوئی رونق نثار لطف رونق
مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
چلے اہل تماشا مچگئی دھوم
ہوا کوسون تلک اک مجمع عام
ہوا کشمکش تھی وقت رفتار
ہوئین سب محو دیدار سر بام
کھڑی کوئی برنگ ناردن تھی
کوئی جھک جھک کے کرتی تھی نظارے
گل افشانی ہوئی چارون طرف سے

یہ تھے چار و نطرف پھولوں کے انبار
جو دیکھے راچھس و میمون وہ ہر سو
کوئی بولا یہ میمون ہین کہان کے
ہجوم خرس کیون آگئے ہیں جو شان
رکاب رام مین راچھس ہین کیسے
یہ سنکر بول اٹھا اک پیر دانا
سنا اک معتبر سے مین نے سب حال
سو لنکا ہوئی فوج اسکی رہبر
جناب رام نے مارا اسے جب
وہی یہ جلوہ گر ہے جانب راس
حضور جھلتے ہین جو سر پہ صدشان
جلا کر قلعۂ زر کو کیا خاک
وہ میمون ہے جو ہمراہ سواری
یہ انگد ہے جو انمرد خردمند
سو جیتے وہ جو راچھس جلوہ گر ہے
بھبھیکن ہے یہی راون کا بھائی
اسی کو رام و لچھمن نے دیا راج
تو حق یہ ہین یہی چار و نطرف تھین
سواری قصر سلطانی تک آئی

ہوا فرش زمین ہم رنگ گلزار
دماغ دل مین جنت کی بسی بو
قوی ہیکل جری جرار بانکے
روان ہی صورت دریا خروشان
پسند خاطر اقدس ہین کیسے
یہ میمون ہین جو انمرد و توانا
کہ ہے یہ لشکر شاہنشہ بال ملو
ہوئی راون پہ منصور و مظفر
سر پہ زر دیا سگریو کو تب ہا
بپاس قدردانی رام کے پاس
یہی ہین کیسری نندن ہنومان
خبر سیتا کی لائے جست و چالاک
روان ہی صورت باد بہاری
یہی ہے بال کا فرزند دلبند
جناب بسردا جی کا یہ ہے
ملا اسکو رسوخ جیہہ سائی ہا
کیا لنکا پہ ہی ہین صاحب تاج
روایات خلائق مختلف تھین
تو کی عیش و طرب نے پیشوائی ہا

محل مین جانکی جی کو آتا رہا ہے
ہوئے سب منتظر گرم نظارا

ہجوم جملہ سرداران لشکر
ہوئے داخل میان خیمۂ زر

جناب رام جی سوچے یہ اُس دم
سخن ہی طول ملنے سے ابھی کم

ہزارون مین جوان و کودک و پیر
مین ہون ایک ایک سے کیتاک بغلگیر

اک امید وفا کو تھی ہے سب کو
تمنائے ہم آغوشی ہے سب کو

کیا اک جلوۂ اعجاز پیدا
کیے لاکھون وہ روپ اپنے ہویدا

ملے ایک ایک سے اسطرح یہ رام
دیا سب کو متاع عز و اکرام

خبر پہونچی ملے لطف و کرم سے
چھڑایا حلقۂ درد و الم سے

یہ قدرت تھی میان محفل عام ہ
عیان تھے ہر نظر مین ایک ہی رام

ہر اک کو تھا یقین دلمین بصد جوش
کہ ہون مین شاہ عشرت سے ہمدوش

مجھی پر ہے کمال لطف و اشفاق
مجھی پر رام پیش آئے باخلاق

مجھی کو ہے حصول ارجمندی
پھلا پھولا نہال مستمندی

پڑا جسدم حجاب ظلمت شام
ہوئے داخل محل مین لچھمن و رام

ہوئے راحت سے گرم خواب راحت
ہر اک نے کی خوشی سے استراحت

بہین رگھبر میان خانۂ دل ہ
کہ ہو روشن سدا کاشانۂ دل

سحر کو جبکہ شاہنشاہ خاور
ہوا رونق فزا تخت فلک پر

اٹھے خواب لطافت سے سریرام
ہوئے زینت فزائے محفل عام

بوقت نیک و تاریخ خجستہ
ہوئی اقبال و دولت دست بستہ

رکھا دیہیم سلطانی کو سر پر
ہوئے زینت فزا اورنگ زر پر

تلک کھینچا تھا جب نکتہ داں نے
مبارک ہو کہا پیر و جواں نے

گئے سب دیوتا رنج و الم بھول
سر گردوں سے برسانے لگے پھول

دکھایا منہ عروس مدعا نے
بجے امراوتی میں شادیانے

نئے سر سے خوشی خلقت نے پائی
چودھیاں میں پھری ہر سو دہائی

خوشی کا جملہ عالم میں ہوا جوش
غم ماضی ہوئے دل سے فراموش

جناب رام نے با خاطر شاد
نئے سر سے کیا خلقت کو آباد

بڑھائی رونق دربار شاہی
ہوئے مصروف کار و بار شاہی

شہ میمون و خرسان و بھبیکن
گئے حسب اجازت سوئے مسکن

آنا اگست جی کا محفل میں اور تعریف کرنا لچھمن جی کی بوجہ قتل کرنے میگھناد کے اور سبب دریافت فرمانا رامچندر کا

رہے یا دسری رگھبر ہر اک دم
ہو جور فلک سے کچھ تجھے غم

کسی دن بزم شاہی میں قضا را
اگست آ کر ہوئے خود رونق آرا

مہاراج از رہ اجلال اٹھے
اراکین بہر استقبال اٹھے

ہوئی آرائش محفل دو بالا
جبیں دھر کے مسند پر بٹھالا

مہامن نے براہ نکتہ دانی
یہ کی درج دہن سے دُر فشانی

رئیس تھا حاکم لنکا زبردست
برنگ دیدہ مستان سیہ مست

اسے زور توانائی سے مارا
دکھایا مردے وحدت کا نظارا

مگر کام آپ ہی کا تھا بہر طور
بلا ٹالی مٹائی گردش دور

نہ رام اوتار اگر ہوتا جہان مین
خلل پڑتا زمین و آسمان مین

مگر سچ پوچھیے ہمسے تو اے رام
زیادہ تم سے لچھمن نے کیا کام

برون امکان سے ہین وصف لچھمن
کہ مارا میگھناد ایسا صف افگن

دلیر و صاحب جرأت بڑا تھا
صف آرائی مین راون سے کڑا تھا

غضب تھی آب خنجر کی روانی
کیے دل آتش افشانون کے پانی

مہ و مہر و فلک تھے اُسکے محکوم
مچی تھی تا لب تحت الثریٰ دھوم

اُسے لچھمن نے مارا آفرین باد
یہی علم شجاعت کے ہین اُستاد

ازل سے تھی انھین کے نام پر فتح
کھدی تھی قبضۂ صمصام پر فتح

سری رام اُنسے یون بولے مہاراج
بیان مختصر فرمائیے آج

پسر مین زور و طاقت گو کہ سب ہے
پدر سے ہو سوا جائے عجب ہے

کرم سے کہیے اے فرخندہ اقبال
بھبھیکن کمبھ کرن راون کا احوال

ذکر پلست جی کا اور پیدا ہونا بسرا جی کا اور ظہور فرمانا کبیر جی کا بھردواج کی دختر سے اور لنکا مین رہنا کبیر جی کا

سری کمبھج ادھر بھی مہربانی
ملے توفیق وصف مدح خوانی

کہا منی نے براہ نکتہ دانی
سنو آغاز ست جگ کی کہانی

پلست اک تھے پرجاپت کے فرزند
زبس تھے نکتہ آموز و خردمند

تپشیا مین سدا مشغول تھے وہ
کوئی ترنبد نام اک تھا شہنشاہ
حسین اک اسکی دختر نوجوان تھی
ہمیشہ اپنی ہمچشمون کے ہمراہ
وہان پہر آکے سب گاتین بجاتین
مہامن کی ریاضت مین خلل تھا
غضب سے ایکدن یہ بد دعا دی
یہان وارد جو از راہ خلل ہو
قضارا وہ حسین پاک دامان
یہ گل پھولا دعائے بد کے پھل سے
کمال درد حسرت سے گئی گھر
پدر سمجھا کہ بے تقصیر ہے یہ
خطا دیکھی نہ جب اُس بے خطا کی
رہی بارہ شاغل خدمت وہ گلفام
مہامن بھی ہوئے سو دل سے راضی
کہا اے طفل نیک انجام ہوگا
وبینشر اور پوتا دونون کو یک سخت
ہوا پیدا غرض طفلی نکو ذات
ہوئے مجو ریاضت جاکے بن مین
ریاضت کے چمن کے پھول تھے وہ
سپہر ارجمندی نیر جاہ
عفیف و نکتہ سنج و نکتہ دان تھی
مکان رکھ مین جاتی تھی وہ ذیجاہ
بصد جوش طرب موجین اڑاتین
سراسر گیسوے طاعت مین بل تھا
شبیہ قدرت کامل دکھا دی
اُسی دم اُسکو آتا پر حمل ہو
مکان رکھ مین جا پہونچی خرامان
پھلی وہ گلبدن بار حمل سے
مگر آئینہ آسا دل مین ششدر
دعا کی سربسر تاثیر ہے یہ
پدر نکتہ پرور کو عطا کی
رضائے خاطر شوہر سے تھا کام
مٹا سارا غبار رنجش راشی
ریاضت کش بسر دانا ہم ہوگا
کریگا ورش وہ صاحب سخن
بسر وا صاحب کشف و کرامات
کیا پا گل ریاضت کے چمن مین

تہامن نکتہ پرور تھے بھر دواج
زبس دیکھی نسرواجی کی پاکی
بکیر آنسے ہوئے طفل وفا کیش
ہوئی سب پوتون کو عشرت عام
سخن دان تھے وہ فرخندہ جوان بخت
کہا آکر سری پرہما نے شاباش
کہا تجکو نہ دولت کی کمی ہے
تبسم کرکے پرہما نے کہا خیر
ابھی تک لے ندر تھے جسم نتھے برن تھے
براے پرورش اب ہم ہوئے تیار
یہ فرما کر زبان سے باول نیک
کبیر نکتہ بین آئے پدر پاس
کہا اب کچھ ہمارے زر نہین ہے
کہا من نے میان قلزم تر
کوئی ترکوٹ پربت مشتہر ہے
بصد عقل رسا فہم و تدبیر
دیتوجی نے زبردستی سے چھینا
زبس تھے فتنہ گر لنکا کے والی
کمال سرکشی سے شر مچایا

خرد ور نکتہ آراؤن کے سرتاج
تومن نے دختر رعنا عطا کی
عقیل و نکتہ آرا دانش اندیش
رکھا خوش ہوکے برہما نے کرن نام
ہوا صحرا مین محو طاعت سخت
خوشی سے پردہ مطلب کر فاش
مری خود مشت کف مین تجھی ہے
بہم ہو باغ مطلب کی تمہین سیر
پے نظم دو عالم کا رکن تھے
کرین سب کو مے عشرت سے سرشار
بصد بخشش و پالیک ان ذیاک
کہی سب داستان بے درد وسواس
مگر پھر سکونت گھر نہین ہے
بنا ہے خوشنما اک قلعہ زر
وہان لنکا پری سونے کا گھر ہے
کیا تھا بسوکرمان جی نے تعمیر
کمال نخوت و مستی سے چھینا
یہ ایسم مالوان مالی سومالی
زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا

ہوئے تب بشن جی آمادۂ جنگ
سوے تحت الثرا بھاگے وہ لتنگ
پھنسے دام اجل مین دل قضا را
وہ مالی باغ عالم سے سدھارا
بسرواجی نے فرماکر یہ روداد
کیا پھر یون لب شیرین سے ارشاد
بسو لنکا مین جاکر صورت بو
فضا و سبزہ و دریا ہے ہرسو
کبیر نکتہ بین نے حسب ارشاد
کیا لنکا پُری کو جا کے آباد

پیدا ہونا راون کمبھ کرن ببھیکھن کا اور طاقت پانا عبادت کے زور سے اور جیتنا سب دیوتاؤن یعنی برن جم راجہ اندر وغیرہ کو

خیال رام لچھمن روز و شب ہو
عروس کامرانی لب بہ لب ہو
اگست نکتہ ور ہین بر سر قال
سنو پیدایش راون کا احوال
سومالی کو سدا ارمان بد تھا
کبیر نکتہ ور سے حسد تھا
خیال آیا کہ اب کیجے وہ تدبیر
نکالے مدعا ہو یا بہ تجبیر
وقار و دولت و علم و ہنر سے
برابر ہون کبیر نکتہ ور سے
کوئی دختر تھی اسکی کیکسی نام
ہو اگر جوجن اُس سے وہ ناکام
مناسب ہے کہ اسی ماہ دل افروز
بسرواجی کی خدمت کر شب و روز
بسر کر ہو بہ فیض مہربانی
کبیر نکتہ ور کا ہو ثانی
غرض وقت ظہور جلوۂ شام
مکان پر وہ مین جا پہونچی وہ ناکام
بسرواجی نے فرمایا زبان سے
بیان کر وہ آئی کہان سے

کہا بخشش سے کیجے شاد مجھکو
کہا من نے کہ اے سرمایۂ ناز
گذارش کی نہ موقع پا کے تو نے
دیئے ہونگے پسر تیرے وہ شہزور
کہانت کیکئی نے باندھکر ہاتھ
عجب ہے کہ پیدا آپ سے ہون
کہا پہلا پسر ہوگا نکو ذات
یہ فرما کر گیا ہمدوش اسکو
پس از مدت ہوا اراون جو پیدا
تو ہی ہیکل تڑپ مین صورت برق
ہوا پھر کمھ کرن فرزند ثانی
تولد پھر ہوئی زخت سیہ فام
ہوا پیدا بھبھیکن آخری بار
بڑھے تینون برنگ جوش مادر
جوانی پا کے زورون پر چڑھے وہ
بھبھیکن ابتدا سے تھا نکوکار
مگر ہیکل آتش تھا اراون
ادھر اس کمھ کرن نے شر مچایا
کبھیر ناشہ مین آگئے ... روز

بہم ہو گو ہرا ولاد مجھکو
کھلا دلبر سراسر پردۂ راز
دعا کی مجھسے بیوقت آکے تو نے
دیئن گے اہل عالم صورت نور
نہین خواہش تیونکی مجھے ناتھ
دیت ہو کر بھی مان باپ سے ہون
سراسر واقف رمز کرامات
جگہ بخشی تہ آغوش اسکو
بلا ٹلتی اسکے سایہ سے ہویدا
بدن مین ہیں بازو اور دش فرق
بلا قامت قیامت کی نشانی
جسیم و زشت باطن سب نکھا نام
نکو صورت نکو سیرت نکوکار
میان گوشۂ آغوش مادر
برنگ موجۂ دریا بڑھے وہ
گوارا تھا نہ مظلومون کا آزار
عدو س جو دہری گردش تھا اراون
رکھون کو دشت مین جن جنکے کھایا
ہوئے قصر پدر مین جلوہ افروز

کیا ماورتھ نے راون کو اشارا
کہ ہے یہ قوت بازو تمھارا
نظر آیا جو لطف شوکت شان
ہوا راون زبس دل مین پشیمان
کہا مین بھی بسر اب طاعت کے بل سے
ثمر لون گا گلستان امل سے
یہ کہکر تینون زور آور چلے ساتھ
گئے قرب مکان گوکرن ناتھ
براے حاصل نقد سعادت
ہوئے خوش ہو کے سرگرم عبادت
زبس کی کمھ کرن نے طاعت سخت
ہزارون سال تک سویا نہ یک لخت
رہا پانی کے اندر وہ بد اقبال
برابر پنج اگن تاپی بہت سال
بہت مدت بہ پیش مہر انور
رہا استادہ مانند صنوبر
ادھر راون براے نقد اقبال
رہا بیخواب و خور تادہ الف سال
بدل بحر ریاضت مین رہا غرق
چنار آسا چڑھائے کاٹکر فرق
ہوئی فرق دہم کی جبکہ باری
زبس کی اختر قسمت نے یاری
برہج و شب ہوئے وان جلوہ آرا
کیا اظہار مطلب کو اشارا
کہا راون نے مین تنہا جری ہون
اجل کے حد امکان سے بری ہون
بآسانی زبردستون کو مارون
سدا جیتون مین جیتے جی نہ ہارون
دیا پاسخ براہ نکتہ دانی
نہین ممکن حیات جاودانی
کہا ہو وحش و انسان کی فقط قید
یہی مارین تو مارین صورت بید
وہ سمجھا تھا بشر سیری غذا ہین
براے انطفاے اشتہا ہین
برہج و شب علقے گر قضارا
ہوئے پیش بھبھیکن جلوہ آرا
بھبھیکن نے کہا بے درد و غم ہون
طریق نیک مین ثابت قدم ہون

سدا ہر مشکل لا حل ہو آسان
دعا دیکر گئے جب کمبھ کرن پاس
خیال آیا کہ پا کر کامیابی ہے
اسی دم سرستی آئین ادھر کو ہے
دعا مانگی کہ بخشو خواب آرام ہے
دعاے دل ہوئی جس دم یہ مقبول
سوالی بے نوا سا سنکے آیا ہے
کہا او دہی چراغ آرزو سے
ہمیشہ تھا تہِ تحت الثرا خوف
تمھین اب ہو براے دستگیری
ازل سے قلعہ زر ہے ہمارا
ولیکن دیوتون نے عقل و فن سے
عروسِ در دسے ہو کر ہم آغوش
مناسب ہے کبیر نکتہ ور سے
بصد جوش طرب چلکر کہو راج
کہا راون نے وہ میری ہین بھائی
سوالی نے کہا اے صاحب داد ہے
عداوت ہے ہمیں روز ازل سے
ازل سے ہین شجاعون کے یہی کام

برہم و بشن و شمبھو کا رہے دھیان
ہوئی تب دیوتون کو صورتِ یاس
کریگا سب کو پابندِ خرابی
کیا اغوا زبانِ فتنہ گر کو
فقط جاگون پہ صید دد و دام
ہوا راکھس جامۂ تن مین گیا پھول
نواسون کو کلیجے سے لگایا ہے
معبر دل کیا عشرت کی بو نے
مٹا بارے جنابِ بشن کا خوف
کہ ہے سر پر وبال ضعف پیری
ہمین ہین مستحق گھر کے ہمارا
نکالا ہم ضعیفون کو وطن سے
ہوئے تحت الثرا مین جا کے روپوش
بڑی کو چھین لو آئین شہ سے
مفرق فرق ثروت پر رکھو تاج
نہین لازم طریق کج ادائی ہے
یہ ہین سب کسر اشر کشب کی اولاد
ہراک بالا ہے موقع پاکے سب سے
بڑھو مار دو لڑو پیدا کرو نام ہے

غرض یون جب کہ سمجھا یا بجھایا
بہت سی اپنی ہمراہی مین لی فوج
روانہ کرکے اک پیک بد انجام
نگر یہ منظور ہو گوشمالی
دیا پاسخ کبیر باخرد نے
ہمارا مال ہے راون کا سارا
یہ کہکر بسرواجی کے گئے پاس
کہا منی نے وہ ہے جامہ سے باہر
کرو راچھس کو لنکا دیکے راضی
کرو کچھ اپنی جانب سے نہ شر تم
کبیر نکتہ بین سنکر بصد یاس
چمک یان بخت واژون نے دکھائی
بصد جوش طرب سر پر رکھا تاج
کسی دن صورت نخوت پرستان
ملا دان اسکو نانا دیت ایک
کہا راون نے لے سرمایۂ جاہ
کہا سے نام ہون مشہور آفاق
مجھے سب دیوتون نے با دل نیک
تولد اس سے ہے اک خست گلفام

تو راون دفعتہً غصے مین آیا
چلا لنکا کی جانب صورت موج
زبانی کہدیا راون نے پیغام
نکل جاؤ کرو لنکا کو خالی
عبث دل مین جگہ کی ہے حسد نے
برادر خرد ہے آنکھون کا تارا
سنائی سربسر کیفیت یاس
کہ ہے پرکالۂ آتش بظاہر
فرو ہو تا فساد اعتراضی
بسو جا کر سر کیلاش پر تم
بسے خود بے بسی سے قرب کیلاس
پھری راون کی لنکا مین دوہائی
شہنشاہان عالم سے لیا باج
شکار افگن گئے سوئے نیستان
گرامی رتبہ و دانشور و نیک
مجھے کر اپنی کیفیت سے آگاہ
ازل سے ہے علم صناعی مین مشتاق
ہم آغوشی کو دی تھی اپسرا ایک
زن نازک بدن مدودری نام

ابھی وہ غنچہ لب ناکتخدا ہے
گل رعنا نہین دل سے جدا ہے

خوشی سے راز سربستہ عیان کر
نشان و نام سے دل کے نشان کر

وہ بولا مین برہمن اصل مین ہون
پلست نکتہ ور کی نسل سے ہون

شہادت سے اگن کی حسب دلخواہ
وہین راچھس نے دختر کا کیا بیاہ

خوشی سے دیکے کنیان وان اسکو
دیا اک اپنا شکتی بان اسکو

وہی شکتی بہ فرط بے قراری
دغا مین سینۂ لچھمن پہ ماری

ہم آغوش عروس حسب دلخواہ
سوے لنکا غرض آیا شہنشاہ

حسین اک اپسرا سے کرکے شادی
مٹائی کمبھ کرن کی نامرادی

بھبھیکن کا بشان عزت و جاہ ہے
کیا اک دختر گندھرب سے بیاہ

پسر پیدا ہوا راون کے گھر مین
کہ تھی بو سے شرارت جسکے سر مین

سیہ کار و سیہ بخت و سیہ فام
خوشی سے میگھناد اسکا رکھا نام

ادھر راون نے کی مشتاقی جور
مبدل ہو گیا اک نقشۂ دور

زبردستی شہون کو کرکے تاراج
میان قبضۂ قدرت کیے راج

کبیر نکتہ ور نے با دل نیک
بدین مضمون لکھا راون کو خط ایک

منون کے تو نے جب گلشن اجاڑے
خزان بنکر رکھون کے بن اجاڑے

اسی عرصہ مین مین نے کی ریاضت
نکالا گندم مقصود کا ست

[illegible] جی سبھی گوری کے ہمراہ
ہوئے تب جلوہ افگن حسب دلخواہ

مگر مین نے بچشم راس دیکھا
سری گوری کو لیے دسواس دیکھا

کہا دل مین عجب ڈھیبی کا ہے روپ
کہ ہے پرتو سے جسکی مشعل دھوپ

میان حلقہ چشم گنہگار کے
کر زمین سے بھی نقد اقبال
سدا اشیو نے دیکھے درشن کرم سے
کہا عین کرم سے قرۃ العین ہے
سُپھل چشم راس سے نکتہ دان ہو
کہا مجکو یہ کہکر سر بسر دوست
مجھے گو رتبہ اعلی اہم ہے
ترے ثنا کی زمین و آسمان ہین کے
ابھی تک خیریت ہے چشم دل کھول
پڑھا نامہ شہ راون نے جس دم
کہا وہ قربت دانش سے ہین دور
طرح دی گو بزرگ اپنا سمجھ کر کے
وہ دانا مرغ مطلب کو یہ جانا
نصیحت کی جو بے باکانہ تحریر
یہ کہکر نامہ بر کا سر تراشا
کمال غصے کی تیاری فوج
ہو درد مرد یا ریچھ و سارن
بصد شورش ہوئی باہم لڑائی
ہوئے دونون طرف زخمی سیہ کار

پڑے چھالے اسی دم لے سیہ کار
ریاضت کی قید مشتصد سال
رہائی دی مجھے قید الم سے
میسر خاطر مضطر کو ہو چین کے
جبین بھگوتی پرچند رمان ہو
بنا یا صورت شیر و شکر دوست
ترے پر کوتہ اندیشی کا غم ہے
جرس کی طرح سر گرم فغان ہین
ستم باز آفت نہ لے ہو ل
ہوا گیسو صلفت قاصد سے برہم
سدا اشیو کی عبادت پہ ہین مغرور
پہ اب دل مین گرہ ڈالی الجھ کر
پھنسا یا چاہتے ہین دیکھے دانا
کرونگا اس خطا پہ پا بہ زنجیر
وہ سر مثل حنا پہ ترا ترا تا
سو گیلا س پہونچا صورت موج
لیے چھپا سٹھ کر دیا افسر قوی تن
شکست فاش پھر کھشون نے پائی
بنا میدان وہ خون سے رنگ گلزار

کبیر نکتہ در رنے ہوکے دلتنگ
زبس تھی آتش محشر کی تیزی
ہوا زخمی وہ مارتیغ ستمگار
چہ تھی لوے غضب راون کے سر مین
نگہبان نے جو لی راون سے بل کی
وہ دستور کبیر صاحب قدر
گیا رن مین وہ دستور قوی بال
غضب سے دھوم راچھس جڑا گرز
گدا آنسے جو بارا ہوکے مغموم
ہوا راون زبس دلمین غضبناک
کڑک کر پھر درون خانہ پہونچا
حقیقی قوت بازو سمجھکر
سنبھل غفلت نہ کریں ہوش مین ہو
نہ کر اہل جہان پر ظلم جانکاہ
مگر نہ دررون پہ تھا شاہ تنومند
جڑا جھنجھلا کے گرز ایسا جگر پر
لیا پشتک لو ان انکا سر دست
رکا لیکن یوان اڑکر ہوا این
پہ تیغ نکتہ مین بولا کہ اے شاہ

مقابل لشکر اک بھیجا پے جنگ
کہین نیزہ کہین خنجر کی تیزی
گرا سایہ کی صورت زیر کہسار
پلا قیصر کبیر نکتہ در رین
غضب سے دی اُسے ٹھوکر اجل کی
دلیر و صاحب جرأت تھا من بھدر
کیا فوج ستمگاران کو پامال
سر دستور دلیر تا پہ پڑا اگر نہ
گرا دھوم دلاور بچکگئی دھوم
کیا دستور دانا کو تہ خاک
ستمگر جیت ڈبے با کا نہ پہونچا
ہوئے گو با کبیر نکتہ پرور
کر نقد مدعا آغوش مین ہو
ازل سے عمر ظالم کی ہے کوتاہ
گوارا تھے اُسے کب گو ہر چند
غشی چھائی کبیر نکتہ ور پر
چلا ہمراہ افواج سیہ مست
تعجب تھا دل اہل وفا مین
نہین تو اسکی خاصیت سے آگاہ

کبیر نکتہ در کی ہے سواری
کسی کے بل سے ٹل سکتا نہین ہے
ہوا راون بہ رنگ زلف برہم
نہ دین شمبھو جو پشپک کو روانی
اُٹھا کر صورت قرطاس پربت
بہت سے خرس و میمون تنومند
عدو نے یہ کیا جبر آشکارا
دعا دی اُسکو نندی گن نے فی الفور
اسی تن مین ہم اب ہو کر نمودار
کہا من نے براہ ہوشمندی
نمایان ہو کے بطن انجنی سے
شہ راون نے پھر بے درد وسواس
ہوئی ایہ وصفت جنبش جو جا سے
دبے دست عدو زیر تن کوہ
بہت سے دست و بازے سر دست
بہت مدت تلک اس عالم مین رویا
سدا شیو جی نے کی عقدہ کشائی
شرارت سے جزا کی حد کو پہونچا
مہامن ہنسکے فرماتے ہین تب سے

روش مین صورت باد بہاری
بغیر اُنکے یہ چل سکتا نہین ہے
کیا یون عہد و اقرار مصمم
چکھا دون لذت نامہربانی
پلٹ دون تختہ کیلاس پربت
سر کیلاس پر رہتے تھے خرسند
کہ سب کو دشت مین چن چنکے مارا
کہ ہو راچھس اسیر حلقہ جو رہا
کرینگے فوج سرکش کو دل افگار
یون سب مین وہی اوتار نندی
بنایا صید اُسے صید افگنی سے
اُٹھایا قوت بازو سے کیلاس
دبایا شیو نے اک انگشت پا سے
یسی شکل نظر مین شکل اندوہ
رہا محو فغان شاہ سیست
سراسر دامن غیر ابھ کو بیا
تنگ آکر فغان سے دہائی
کل آئی جب سزا بے بد کو پہونچا
ہوا راون وہ رونے کے سبب سے

چلا آخر رہائی پا کے دل سیر
ملی صحرا مین اک دخت سرافراز
کہا راون نے لے سرمایۂ نور
ہوئی گرم سخن وہ نکتہ پرور
بہت دریا دلون نے کی مری چاہ
یہ تھا عزم نہان لے جو فراموش
حسد سے ایک راچھس نے قضا را
پے لچھمن اب مین ہون گرم عبادت
ہوا راون یہ کہکر نکتہ پرداز
جری ہون صاحب خیل و خدم ہون
مری طاعت سے ہے عالم سرافراز
خیال لچھمن دل سے دور کر تو
کہا تب بید وتی نے کہ بس بس
دل الجھایا جو طول گفتگو نے
اٹھایا اسنے ہاتھ اپنا جو یکبار
سراسر حلقۂ گیسو سے کٹ کے وہ
دعا وہی یون لب شکر فشان سے
زمین سے ہو کے پیدا بے تامل
یہ فرما کر ہوئی فورا اُستی وہ

شہان عصر کو کرتا ہوا زیر
یہ اسم بید وتی صاحب ناز
مجھے کر اپنی ہمخوابی مین منظور
کہ مین اک رکھ کی ہون بخت مفخر
پدر نے بحر مطلب کی نہ دی تھاہ
جناب لچھمن سے کیجے ہم آغوش
پدر کو عالم غفلت مین مارا
ملے تا نقد اعزاز و سعادت
مخاطب اپنا نہ کھو اے پیکر ناز
جناب لچھمن سے کس شے مین کم ہون
مفخر ہین جسین نکتہ پرداز
بحشم و حشم مجھے منظور کر تو
کہان تو اور کہان ذات مقدس
پکڑ کر جعد سر کھینچا عدو نے
بنا قدرت سے شمشیر شرربار
چمکے رخ سے ابر آسا گھٹے وہ
مٹا دونگی تجھے باغ جہان سے
چراغ نسل کر دونگی ترا گل
کہ تھی نور جمال بھگوتی وہ

سنا کر قصۂ دلچسپ سارا ‏— ہوئے گویا اگست نکتہ آرا
وہی یہ بید دنتی سے نکوکار ‏— سری سیتا مہارانی کا اوتار
زمین سے جلوہ گر ہو کر بصد سوز ‏— ہوئیں قصر جناب میں جلوہ افروز
پس از شادی جدا ہو کر مہاراج ‏— گیا لنکا کے سرداروں کو تاراج
غرض راون چلا با حسرت و یاس ‏— گیا پھر راجۂ مُردت کے پاس
وہاں تھا اتفاقاً جگ کا آغاز ‏— رکھیشر جلسے تھے شرکت میں ممتاز
عدو کی آمد آمد کا مچا غل ‏— برنگ بید کانپ اٹھے جز و کل
جوانان جری یکبار بھاگے ‏— پریشان و بچشم تار بھاگے
برائے حفظ جان حسب ضرورت ‏— بدل لی دیوتوں نے اپنی صورت
بنے یعنی چراغ دھرم بھی زاغ ‏— وہ سرپت شکل طاؤس سیہ داغ
کبیر نکتہ میں چڑیا برن ہنس ‏— یہ دانائی سے بنے وہ کارکن ہنس
کہا راون نے جا کر اے خوش آہنگ ‏— سنبھل میں سر پہ آپہونچا ہے جنگ
اٹھا گرز گران لیکر وہ جرار ‏— کہا تب ہمنشینوں نے خبردار
مقدم انصرام کار کیجے ‏— نہ اٹھکر خواہش پیکار کیجے
اٹھے جا سے تو ہونگے دست و پا شل ‏— ملے گا تیغ رانی سے برا پھل
سنا جب یہ تو پھینکے شہ نے ہتھیار ‏— جما پھر پرستش چار نا چار
پکارا راون مفسد وہ مارا ‏— مری طاقت کا شہرہ تنکبارا
غرض جوش تکبر سے یہ کہکر ‏— چلا آگے وہ منصور و مظفر
کبیر و اندر و جم راج و برن سب ‏— ہوئے تشکلین بدلکر کارکن سب

ہوا راون جہان مین پر شور
تہ دل سے کیا شاہون نے اقرار
ادہر مین پھر تسکار افگن گیا وہ
کہا جا کر کہ اے سردار نامی
مفخر نسل رگھ بنسی مین تھا وہ
کیے راچھس فنا کے بیچ زخمی
طیا پنچھ چل کے اک راون نے مارا
بوقت واپسین رو کر کہا خیر
تمہاری نسل مین ہونگے سریرام
ادھر راون اٹھا ادج ہوا یہ
کہا دیکھا تمھین کلفت ہوئی دور
تمھین لنکا سے دیکھا دل گیا بھول
مناسب تھا کہ اسے شاہ تنومند
نہ دو ایذا البشر کو اسے نکو ذات
ستانے مین ہے بدنامی بہر طور
دغا جم کر کسی ہم جسم کیجے یہ
تمھین نارو تو ہان شہرت ہوئی الحال
کہا لڑنے کو جاتا ہون بہت خوب
کہا نارو نے جا کر جسم احوال یہ

کیے شل سب شہنشاہان پر زور
کہ ہم سب ہین مطیع و حکم بردار
یہ بیشن راجہ سرا نزن گیا وہ
لڑو یا لکھ کے دو خط غلامی
ہوا جھنجھلا کے سرگرم دغا وہ
پرست و سارن و باریچ زخمی
پھنسا دام قضا مین شہ قضا را
ملے گا خونبہا بے منت غیر
کرینگے تیرا انجام اے بد انجام
سری نارو ملے رستے مین آکر
سرور اک دل کو آنکھون کو ملا نور
تجمل بخشن ور مہا کا گیا بھول
بگوش دل سنو کچھ کلمۂ پند
یہ ہین ہر لحظہ پابند صعوبات
یہ ہین خود مبتلائے گردش دور
یہ ان سے اندر سے یا جم سے کیجے
کہ جم کے قبضۂ قدرت مین ہی کال
تامل ہے جو اگر دی سے معیوب
ادھر سر پر وہ جا پہونچا قوی بال

عدالت کا وہان تھا محکمہ گرم
سیاہ سے حساب نیک و بد تھا
خلائق کتھی سزاوار تلافی ہے ہے
پڑی جب کان مین راون کے فریاد
ملازم جم کے پہونچے صورت شیر
کڑاک کر برق سان کی بارش تیر
سُنا جب قصۂ رود اد برہم
لیے تیر و کمان و ترکش و تیغ
جلو مین اِنکے اک فوج قوی بال
مجسم کال بھی خود ہو کے جوشان
زمین کانپی فلک پر مچ گیا غل
جمایا جنگ نے خونریزی کا یہ رنگ
وہ تھی چارونطرف تیرونکی بوچھار
جو دیکھی کال کی چشم غضبناک
وہ مار تیغ و ریست و سارن و دھوم
مگر پائے قوی راون نے روکا
تن جسم پر براہ کینہ و شر
مقابل جبکہ کال آیا تعب سے
پڑے راون پہ ایسے زخم کاری

مجسم تھے خلائق کے وہان گرم ہے
گنہگارون پہ وقت شد و مد تھا
بچے مجرم نہ تھی شکل معافی
کیا سب نو گرفتارون کو آزاد
سراسر لشکر راون لیا گھیر
ہوئی لیکن نہ کچھ لیشک پہ تاثیر
میان رزمگہ آ کر جنے جسم
شجاعت بازو پر مانند شمشیر
غضب سے دونون چشم سرگین لال
میان رزمگہ آیا خروشان
مثال بید کانپ اُٹھے تیز و کل
کہ دشمن جامۂ تن مین ہوا تنگ
نمایان تھے ہار لے کے آثار
گرے غش کھا کے راجھس پہ سر خاک
گریزان ہو گئے میدان سے مغموم
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا ہے
کیے اک لاکھ تیر جانستان سر
کیے تیرا سپہ سر جوش غضب سے
کہ تھے فوارۂ خون تن سے جاری

مگر بل مین نہ بل آیا سر مو
رہا میدان ہیجا سات دن تک
ہجوم دیوتا از بسکہ گلگشت ہو
ہوئی فوج جربی سب زیر و بالا
دل اقدس ہوا جب در پئے قہر
سری برہما نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
کہا راچھس یہ بیخوف و خطر ہے
مبادا اگرچہ حربہ سے خطا کی
دگر مارا تو ہو بر دان مین بل ہو
سنا جب یہ بر تیغ و نکتہ ور سے
ادھر غل ہنسکے راون نے مچایا
چلا پھر بادہ نخوت سے جوشان
سری باسک شہ ماران کی جنگ
لڑا جا کر جناب بیس جی سے
چلا آگے تو دان دیکھی نئی قوم
غضب سے جاکے گونجا صورت شیر
اُسی رن مین تھا سب نیکھا کا شوہر
مٹا دی پھر گئی جب زیر افلاک
گگو دیکھی وہان پر اک خوش انجام

وہی تیور وہی چتون وہی خو
دونون سے وہم یکتائی ہوئے حک
خرامان تھا میان دامن دشت
غضب سے جب نے گرز اپنا سنبھالا
زمین تھرائی کانپا تختہ دہر
تو سمجھا یا براہ عقل و فرہنگ
دعا خود میری مانند سپر ہے
بظاہر ہے حقارت انتہا کی
پڑے وہ دے مین خستہ شان مین بل
ہوئے جم دفعتہً غائب نظر سے
نصیب دشمنان جم کو بھگایا ہے
سوئے تخت الثرا پہونچا خرد شان
کیا انکو بھی بامردی نے دلتنگ
دکھائے مار پیچ اپنی کجی سے
دیتون کی بسی تھی کا کئی قوم ہے
انھین بھی زور بازو سے کیا زیر
ہوا وہ بھی غریق آب خنجر
برن کے لوک مین پہونچا وہ سفاک
باسیم پاک سر بھی شہرۂ عام ہے

اسی کے شیر سے پُر بحر تر ہے ۔۔۔ باسم چھیر ساگر مشتہر ہے

امرت اور چندرمان سب مین ہویدا ۔۔۔ غرض ہین چاردہ تن اس سے پیدا

ملے درشن تو پیرکران پھرا وہ ۔۔۔ قدم پر انکساری سے گرا وہ

چلا آگے وہ سفاکِ صف آرا ۔۔۔ برن کے حکم پر داروں کو مارا

برن کے جملہ فرزندان نامی ۔۔۔ گئے وان لے کے اک فوج گرامی

بصد جوشِ غضب کی بارشِ تیر ۔۔۔ کیا لاکھون ستمگارون کو نخچیر

عدو کا منھ دغا مین لڑکے پھیرا ۔۔۔ پہودر دھومر و سارن کو گھیرا

تن راون تھا گو تیرون سے غربال ۔۔۔ مگر آنکھین مے نخوت سے تھین لال

وہ مارے ناوکِ آتش سپر دست ۔۔۔ گرے شل ہو کے فرزند برن ست

غشی دیکھی رنخونیر جس گھڑی آہ ۔۔۔ اٹھا کر لیگئے گھر کو ہوا خواہ

سنا جب خوف و شمر لڑکون سے لڑکے ۔۔۔ برن کے در پہ جا پہونچے اکڑکے

کہا کہدو برن جی سے کہ آئین ۔۔۔ جو طاقت ہو تو آ کر منھ دکھائین

درونِ قصر سے آئی یہ آواز ۔۔۔ عبث ہے شور و غل اے فتنہ پرداز

میانِ محفل پرمہا برن ہین ۔۔۔ فقط یان اہتمامی کارکن ہین

سنا جب یہ تو راون نے کیا شور ۔۔۔ غضب کافی الحقیقت ہے، مرا زور

خبر آمد کی سنکر اشک ریزان ۔۔۔ برن جی ہو گئے گھر سے گریزان

یہ کہکر عرش پر بیتاب پہونچا ۔۔۔ قریب مہر عالمتاب پہونچا

پہری سورج نے دیکھا جب یہ سرکش ۔۔۔ کمالِ غیظ سے برسائی آتش

کہا اسکو سزا اسے برملا دون ۔۔۔ ضیا سے جملہ خلقت کو جلا دون

بھری برہما نے سمجھایا بہ نرمی
مٹائی نیر اعظم کی گرمی

مطیع حکم برہما تھے وہ نہ بیہوش
دیا راون کو اپنا حلقۂ گوش

عدو کا اختر قسمت جو تھا راس
ذنب آسا گیا پھر چندرمان پاس

قمر نے دفعتاً چمکائی سردی
زمین سے آسمان تک بیچ سے بھر دی

تخلل آگیا کار جہان مین
پڑا اغو غا زمین و آسمان مین

سری برہما نے سمجھایا بصد ہوش
مٹایا ماہ عالمتاب کا جوش

زمین و آسمان جب کر چکا سر
پھرا لنکا کو منصور و مظفر

ہزارون نازنینان نکوکار
زبردستی سے کین پشپک پہ اسوار

بشر کی حلکش کی یا دیوتا کی
اڑائی نشہ مین دختر جو تاکی

کسی نے بل کیا گر مثل شمشیر
کیا اسکو اسیر حلقۂ تیر

وہ سب گل چہرہ اشک آسا روان تھین
عنادل کی طرح محو فغان تھین

دعا دیتی تھین سب با جان ناشاد
یہ ہو زن کے سبب سے خانہ برباد

شہ لنکا جو پہونچا با تجمل
بغلگیری کو سب دوڑے جز و کل

پرستش راچھسون نے کی ادب سے
ملا درجہ بدرجہ جاکے سب سے

یکایک سب نکھا لنکا مین آئی
دوہائی دیکے سر پر خاک اڑائی

کہا شوہر مرا میدان مین مارا
کیا ہمشیر پر جبر آشکارا

بنایا بیوہ و دلگیر مجھکو
دکھایا غم یہ بے تقصیر مجھکو

کہا راون نے سچ ہر اے نکو ذات
خطا کی مجھ سے یہ سرزد ہوئی بات

عزیز و اقربا کی لے اولی العزم
شناسائی نہین رہتی دم رزم

نہو محو فغان اب بے بسی سے
لچھمن کی ہمراہی مین دلشاد
دیت چودہ ہزار آنکھونسے تیری
یہ سمجھا کر برستی خسروانہ
کمال زعم سے وہ صاحب رزم
وہان پر ہوگیا صف شکن تھا
برنج و صندل و سائیدہ و عود
بدل شاغل تھا فرزند گرامی
غرض دیکھا جو راون نے پسر کو
جناب سکر بولے اے جہان گرد
پسر تیرا جری ہے چشم بد دور
جو جگ اس نے کیے ایسے جہان مین
ہر اک نے درجہ انجام پایا
حصول مدعاے دلنشین ہے
گر یاد ش بخیر آئے بہت خوب
عنایت شمبھو نے لا انتہا کی
برائے فتح بخشے اسکو بردان
وہ رتھ بخشا جو اڑجائے ہوا پر
ہوا تب حرف زن شاہ بدانجام
خطا کی مین نے نادانستگی سے
خوشی سے کر تو ڈنڈک بن کو آباد
کرینگے روز و شب فرمان پذیری
کیا خواہر کو صحرا مین روانہ
ہوا رونق فزاے عرصۂ بزم
تپشیا کر کے سرگرم ہون تھا
سرانجام پرستش سب تھا موجود
جناب سکر جی تھے اہتمامی
خوشی دل کو ہوئی قوت جگر کو
جو اکثر دون کے ہوتے ہین جو اکثر
ہزیمت اسکی نزدیکی سے ہے دور
کہ ہے شہرت زمین و آسمان مین
ہوا مطلب بخوبی نام پایا
مبارک ہو بس اب جگ ساتوین ہے
قریب ختم ہے کار خوش اسلوب
خوشی سے تامسی مایا عطا کی
دیا دست مبارک سے دھنک بان
نظر سے ہو نہان برج سما پر
کیا تمنے یہ سکر اچھا نہین کام

دیت اور دیوتون مین زور بل سے ‌ ‌ عداوت ہے ہمارا روز ازل سے
ہمارے دشمنون کو اے اولی العزم ‌ ‌ دیے آہت جگہ بخشی سپہر بزم
غرض اس جگ نے جب انجام پایا ‌ ‌ تو راون قصر سلطانی مین آیا
بھبھیکن نے کہا اے نکتہ اندیش ‌ ‌ مثل ہے چاہ کن را چاہ در پیش
جو تو نے غیر زن چھینی بصد جور ‌ ‌ تری خواہر اٹھا کر لیگیا اور
گیا جب تو پئے صیادی عام ‌ ‌ برادر کمبھ کرن کرتا تھا آرام
پرستش مین ادھر تھا راحت عین ‌ ‌ مین گھر بیٹھا ہوا کرتا تھا چل سین
دیت ردھ نے براہ حیلہ سازی ‌ ‌ اڑا لی تیری ہمشیرہ مجازی
یہ مضمون جب بھبھیکن نے سنایا ‌ ‌ شہ راون غضب غصہ مین آیا
کہا دل مین کہ مارون ردھ کو چل کے ‌ ‌ ستمگارون کو دون دھوکے اجل کے
سلح لیکے سب فوج خوش آہنگ ‌ ‌ کرون امرابتی مین اندر سے جنگ
یہ کہکر دو ہزار چھوہنی فوج لے ‌ ‌ چلا لیکر وہ جوشان صورت موج
سکٹ سارن پرخفیف شکن ساتھ ‌ ‌ سمالی نادھتے اور کمبھ کرن ناتھ
ور ردھ پر جو پہونچا لیکے شمشیر ‌ ‌ قدم پر گر پڑی راون کی ہمشیر
کہا گو طعمہ شمشیر کیجے ‌ ‌ نہ مجکو بیوہ و دلگیر کیجے
سنا جب یہ تو باز آیا جفا سے ‌ ‌ کیا راضی قبول مدعا سے
لیے ہنگامۂ امرابتی ساتھ ‌ ‌ لیا ردھ کو بصد ذی ہمتی ساتھ
چلی جوشان برنگ ابر تر فوج ‌ ‌ ہوئی خیمہ فگن کیلاش پر فوج
پئے نظارۂ لطف شب ماہ ‌ ‌ خرامان وقت شب نکلا وہ بدخواہ

بہار جانفزا تھی آب جو سے
بسا تھا بن گل ریحان کی بو سے

قضارا البشرا اک آر بنی نام
نسیم آسا روان دیکھی گل اندام

عدو نے دفعۃً کھینچا بغل مین
کیا اُس نقشِ اُلفت کو عمل مین

زبس رو رو کے کی تب اسنے فریاد
نہ لے حرمت مری ای خانہ برباد

مین نل کوبر کے زوج حکم جو ہون
کبیر نکتہ پہ روز کی بہو ہون

بہو باطن کی ہو دخت مجازی
نہو باہم براہ فتنہ سازی

مگر راون جو تھا آلودۂ جوش
ہزل سمجھا سراسر کلمۂ ہوش

ہوئی وہ پیش نل کوبر روانہ
سنایا ظلم راون کا فسانہ

دعا دی پھر جو یہ شاہِ جفا کوش
کسی زن سے کہ زبردستی ہو ہمدوش

عروس درد کا نظارہ ہو جاے
سر اسکا چھن مین صد پارہ ہو جاے

چلا لشکر غرض منزل بمنزل
ہوا امرا پتی مین جا کے داخل

ہوئی سرپت غریق قلزم یاس
گئے مضطر جناب بشن کے پاس

جناب بشن جی سے سرپت بولے
زبان سے دفتر گفتار کھولے

پے قتل شہنشاہ زیان کار
رکھین گے جاکے ہم ست جگ مین اوتار

ابھی اقبال راون اوج پر ہے
ہمین خود در گذر مدِ نظر ہے

جو اب صاف سرپت نے جو پایا
گریبان الم مین سر جھکایا

ہوئی آمادہ تیاری فوج
طلب جلکشون کو فرمایا بصد اوج

جوانمردون کے دل پہنچے خروشان
برنگ قلزم زخار جوشان

ہجوم دیوتا پہونچے مدد کو
مٹائین تا فساد شد و مد کو

مسلح جلکش اور گند هرب و کنر
سمالی نام راچھس تھا اولی العزم
کیے جلکشون پر اُسنے وار پر وار
مچا محشر یہ میدان جدل مین
ہوا بارسے سمالی تو دہ خاک
کیا لشکر نے جب جام اجل نوش
جنید اک تھے سری سر کے فرزند
رہی آویزش کامل بہت دیر
عدو نے ناوک آتش جو مارا
ترقی پر تھا گو اوج سری اندر
جنید نکتہ دان کو جب ہوا ہوش
رہی پھر بارش آہن دم چند
عدو نے جوش مردی سے قضا را
بوان خوشنما پر چڑھکے بیسہ
ادھر راون ہوا خود رتھ پر اسوار
مسلح خنجر و تیر و کمان سے
کہ خندن بن سے ادیاچل تلک تو
مرے رتھ کو کمال اوج سے جلد
صفین جلکشونکی یکسو سے کردن صاف

چلے جوشان برنگ قلزم تر
جما جا کر میان عرصۂ رزم
ہر اک جانب سے کی تیرونکی بوچھار
ہزارون سوئے آغوش اجل مین
لباس زندگی تن سے ہوا چاک
غضب سے میگھناد آیا بصد جوش
میان رزمگہ آسکے تنومند
ہوئے مطلق نہ شل دونون دل سیر
ہوئے زخمی جنید نکتہ آرا
مگر پسپا ہوئی فوج سری اندر
میان رزمگہ پہونچے بصد جوش
وہان زخم تھے مجوشکر خند
مخالف کو کیا زخمی قضا را
ہوئے خود حملہ آور بڑھکے سرپت
سپہر گردش مین آیا چرخ دوار
یہ فرمایا کہ ہانک کر کو جوان سے
نہ رک جانا کہین پر کرکے تنک تو
روان کر درمیان فوج سے جلد
جہان مین قاف سے شہرہ ہو تا قاف

مطیع حکم سے نے رتھ کو کیا خیز — چلا راون برنگ آتش تیز
خروشان رزمگہ میں صورت پیل — گیا سیدھا برابر بقت صد پیل
کیا دم بھر میں لاکھوں کو تہ تیغ — سر میدان تھے آفت کے گھری میغ
میان قصر تن کانپے تھی دل — کسی کا منھ نہ تھا آئے مقابل
کہا سرت نے ہاں اے اہل شمشیر — کرو راون کو زندہ پا بہ زنجیر
صف راچھس کو یورش کرکے بارو — پکڑ لو باندھ لو ہمت نہ ہارو
سپہداروں نے آئین سلف سے — کیا راون پہ نرغا ہر طرف سے
عدو کو حلقۂ لشکر میں گانسا — شکاری نو کو دانائی سے پھانسا
دکھایا جوش پامردی سر دست — سری سورج نے دشمن کو کیا پست
وہ مارے تیر آتش بار تن پر — کھلائے زخم دامندار تن پر
اُدھر وہ میگھناد فتنہ ایجاد — زبس تھا تامسی مایا کا استاد
ہوا ان خاص پر چڑھکر اڑا وہ — صف شاہی پہ تیغ آسا مڑا وہ
زبس لشکر ہوا پابند خواری — ہوئی غفلت سپہداروں پہ طاری
کبھی غائب ہوا اوج ہوا پر — کبھی پنہاں ہوا برج سما پر
تھا کاٹے اسنے کی تیرونکی بوچھار — میان رزم سہم اٹھے کماندار
سوار پیل ایراوت بصد اوج — سری سرت چلے جوشان مع فوج
ہزاروں سر کیے تیر شرر ریز — ہوا میدان ہیجا آتش انگیز
عدو لیکن جو غائب تھا نظر سے — ہوا صدمہ نہ تیر تیز برسے
چھلاوہ کیطرح اڑکر وہ کی جست — سر ہودج پہ جا پہونچا سر دست

اُسی دم کرکے سُریت کو گرفتار
کہا راون نے اے سردار نامی
سر میدان براہِ عقل و تدبیر
مبارک فتح و نصرت بادلِ شاد
غرض راون بجا کر شادیانہ
سپاہِ سرکشان جوش خوشی سے
سپاہِ اندر دادِ سب اشک ریزان
ہجوم دیوتا نے تب کیا غور
ہو لنکا ارا کین لیکے سب ساتھ
صفت کی سیکھنا وصف شکن کی
کہا غالب جو سُریت پر ہوا عام
ہوئی شہرت تری اے صاحبِ داد
کہا مفسد نے مین ہمت نہ ہارون
کہا اچھا مگر شرط اسمین ہے ایک
ہون سے ہو جو فارغ اے نکو کار
اسی پر چڑھ چکے گر جائے بے رزم
کسی دن فرق اگر آیا ہون مین
عدو نے العرض با خاطر شاد
ہوئی سب لوگون کو شادمانی

نظر سے ہو گیا غائب نگونسار
ظفر ہر دم ہو یاور بس گرامی
کیا سُریت کو مین نے پابہ زنجیر
قدم سے کیجیے لنکا کو آباد
ہوا اُس پر سے لنکا کو روانہ
پھر سب کشتو رام ابتی سے
ہوئے میدان ابر آسا گریزان
کہ ہو آزادی سُریت کسی طور
گئے بر مہا جناب لچھمی ناتھ
شجاعت کی اکڑ کی بانکپن کی
ترا ہے اندرجیت اس وجہ سے نام
مگر سُریت کو کر مجبس سے آزاد
مقابل دیوتا آئین تو مارون
رہے مجبور پرستش بادلِ نیک
اگن سے ہو گا رونا اک رتھ نمودار
مظفر ہو سدا اے صاحب عزم
شکست فاش پھر بیشک ہے رن مین
کیا سُریت کو خود مجبس سے آزاد
ہوا حاصل متاع زندگانی

سنا کر دیجیے راون کی بارے | اگست نکتہ بین گھر کو سدھارے

جانا رامچندر کا اگست جی کے مکان پر اور نورتن نذر دینا انکا اور بیان کرنا ذکر ایک راجہ کا رامچندر سے اور ذکر راجہ دنڈا کچھوا کے فرزند کا سکر جی کے بیٹی سے مباشرت کرنا اور سراپ دینا ان کا

سری رگھبر ادھر بھی چشم الطاف | سخن مانند آئینہ ہو شفاف
سری رگھناتھ جی اک دن قضا را | گئے پیش اگست نکتہ آرا
مہامن پھول اٹھے جوش طرب سے | دیا آسن پرستش کی ادب سے
دا کی میہمانی با دل نیک | مرصع نورتن لا کر دیا ایک
جناب رام یہ بولے کہ بس بس | میں ہوں ممنون احسانات اقدس
میں نسل چھتری اور برہمن آپ | نہ توڑیں رشتۂ رسم کہن آپ
بہم نار محبت گو کہ ہے تیز | مگر مال برہمن سے ہے پرہیز
کہا کار جہان ہے آپکے ہاتھ | کہ ہو تم فی الحقیقت لچھمی ناتھ
کرے بھگت آرپن جو تنہے وہ لیجے | متاع فخر فیاضی سے دیجے
نہیں جنس گران یہ تحفۂ غیر | قبول آرزو کیجے کہتا خیر

مگر کہیے زبان درفشان سے
کہا اک دن مین نکلا بہر گلگشت
شجر پھولے پھلے سرسبز تازہ
وسیع ویخته اک تالاب معقول
کنارِ چشمہ کا شا نہ دیکھا
رہا مسکن مین بارے جب ہوئی رات
میانِ چشمہ اک لاشہ رواں ہے
وہان اک عرش سے اُترا قضارا
یوانِ زر سے اُترا وہ وفا کوش
ہوا حیرت سے مین مستفسرِ حال
کہ ہون مین نسلِ شاہان کہن مین
جدا سب کر کے ملک و مال مین نے
مگر تب مین بھی صید افگن رہا مین
ملی جب قید عالم سے رہائی
بہم گو جملہ سامان طرب تھا
سہرکی برہما نے فرمایا بصد جوش
اگستِ آئینگے اُس بن مین قضارا
اُسی دن سے گرفتارِ الم ہون
اگستِ شکستہ بین بولے کہ اے رام

یہ جنس بے بہا پائی کہان سے
ہوا دار در میانِ دامنِ دشت
رخ ہر برگ پر شبنم سے غازہ
بہ عقل مختصر سو کوس کا طول
لیے انسان عبادت خانہ دیکھا
سحر کو طرفہ اک دیکھا طلسمات
مسلسل ہر جگہ ہر استخوان ہے
سوار اُس پر تھا اک مردِ دلارا
بہا کر لاشہ انسان کیا نوش
تو بولا وہ شہ فرخندہ اقبال
تپشیا کے لیے آیا تھا بن مین
ریاضت کی ہزارون سال مین نے
کہ تھا پابند فکر اشتہا مین
جگہ تب کشور سر پر مین پائی
بہ فرطِ اشتہا بر جان بلب تھا
وہی لاشہ اپنی کو عالم مین کرو نوش
ہم کلفت سے بخشین گے کنارا
غریق بحر زخسار الم ہون
جبر تر اپنا کیا شکر بہ انجام

کہا مجھ سے مرا اُپکار کیجے / کرم بخشی سے بیڑا پار کیجے
دیا بازو کا اپنے تور تن پھر / بہ دانائی ہوا یون حرف زن پھر
جو شئے چاہو ابھی اُس سے بہم ہو / حصول دولت و جاہ و حشم ہو
کرم بخشی سے لے اہلِ کرامات / سری بدھا نے بخشی تھی بہ غایت
غرض اوج نجوم بخت سے وہ / چھٹا فوراً عذاب سخت سے وہ
جناب رام ہین یون بر سرِ قال / مفصل کہیے اُس راون کا احوال
وہان وہ مسکن نایاب کیسا تھا / وہ خلوت گہ لب تالاب کیسا
کہا اک راجۂ عالی نسب تھا / جہان مین اچھوا اک اُسکا لقب تھا
میان قصر شاہی سو پسر تھے / نہال ستمندی کے ثمر تھے
پسر اک اُس مین مشتاق ستم تھا / برنگ برق گردون برق دم تھا
دعا سے بد سے کھٹکا تھا سر عام / لہٰذا شئے نے ڈنڈا اسکا رکھا نام
کنار کوہ بندا اچل بسا وہ / بنا حاکم بصد عقل رسا وہ
جناب سکر کو کامل جو پایا / بذوقِ دل گرو اپنا بنایا
پئے دیدار سکر اک دن قضارا / گیا بن مین وہ سلطان صف آرا
وہامن اتفاقاً گشت مین تھے / نسیم آسا خرامان دشت مین تھے
وہان دخت اُنکی ارجا نام دیکھی / حسین و دلبر و گلفام دیکھی
کہا شئے نے مجھے ہمدوش کر تو / پئے جام محبت نوش کر تو
کہا اُلفت سے مین بھی چشم تر ہون / مگر پابند ارشاد پدر ہون
کیا دل مین مگر عزم نہانی / کہ لون اس سے متاع کامرانی

وہ نادان جوش میں بادل سا گرجا — زبردستی ہوا ہمدوش ابر جا
لچھمن بن سے جب آئے تو دیکھا — کہ سنگ تفرقہ گردوں نے پھینکا
دعا دی غرقہ بحر الم ہو — کہ ملک اس خانہ ویران کا عدم ہو
کہا سر سے با چشم غضبناک — کرو اوج فلک سے بارش خاک
مکانات و مکین دم بھر میں ہوں پست — بنی بستی وہ صحرائے کف دست
عمیق اک دشت میں ہو جا سے تالاب — نظر آئے سراسر عالم آب
کہا ارجا سے جا تو بھی وہیں رہ — پریشان مضطر و اندوہگین رہ
جو ہوں رونق فزایاں لچھمن و رام — تو ہو آبادی وحش و دد و دام
ارن کے نام سے شہرت ہوئی کی — جماعت واں ہو مرغان چمن کی
اگست نامور بولے کہ اے رام — وہی میدان دیرین ہے ارن نام

لچھمن جی کا سیتا کو صحرا میں چھوڑنا رامچندر کے حکم سے

جناب رام یہ سنکر فسانہ — ہوئے بن سے اجودھیا کو روانہ
جناب جانکی شام و سحر ہو — جمال بھگوتی پیش نظر ہو
بفیض رام سیتا بار ور تھیں — کہ خود پابند آئین بشر تھیں
کسی دن ان سے یوں بولے مہاراج — بیان مدعا مجھ سے کرو آج
ہوس جس شے کی ہو اے صاحب جود — ابھی ہو قصر سلطانی میں موجود
نکالیں دل سے خار حسرت و غم — منورتھ آپ کا پورا کریں ہم
کہا اک ہے ہوس اے دانش آگاہ — رکھوں کو بن میں پوجوں حسب دلخواہ

سیا کی سُنکے تقریرِ خوش انجام
وزیروں سے کہا اے حبِ صافِ فکر
کہا سب مدح مین شکر شکن ہین
کہ سیتا جی رہین راون کے گھر مین
ہوئے جب یون ارا کین برسرِ قال
بلایا غمگسارانِ کہن کو
کہا مجکو تہ دل سے ہے منظور
سیا صحرا نشین ہون مدت چند
کہا لچھمن جتی نے اے مہاراج
شہادت انکی عصمت کی جو چاہی
تعجب ہے کہ دلمین شک ہے باقی
کہا دامان عصمت مین نہین داغ
مگر اب مصلحت بہتر یہی ہے
اُسی بن مین انھین چھوڑو سحر گاہ
برادر سے سُنے جب کلمۂ ہوش
بیان فرما کے بارے حیلۂ گشت
رکھون کیو اسطے سیتا نے یکسر
کنارہ گومتی جی پر ہوئی شام
چلے وقتِ سحر پھر جانبِ دشت

سبھو دیوان عام آئے سریرام
اجودھیا مین مرا ہوتا ہی کیا ذکر
مگر بعض اہل دانش طعنہ زن ہین
رکھا پھر انکو نورآسا نظر مین
غضب سے چہرۂ اقدس ہوا لال
بھرت لچھمن جناب سترہن کو
کہ سیتا کو وطن سے کیجیے دور
زبان طعن خلقت تا کہ ہو بند
خلاف عقل کیا ہے مصلحت آج
ہجوم دیوتا نے دی گواہی
سیا سے کچھ غبار اتنک ہے باقی
پری آسیب صرصر سے ہے باغ
رضائے خاطرِ مضطر یہی ہے
جہان مین بالیک نکتہ آگاہ
سبری لچھمن ہوئے سکتے مین خاموش
چلے سیتا کو لیکر جانبِ دشت
لیا گھر سے لباس زیور و زر
ہوئے دونون فروکش بہر آرام
بہار آسا ہر اک سو تھی گلگشت

کنار چشمۂ گنگ آ کے پہونچے
برنگ موج تر لہرا کے پہونچے

ہوا لچھمن کو جو شب بیقراری
ہوا جوئے سرشک آنکھون سے جاری

جو دیکھا چشم تر سیتا یقین دانا
کہا رقت کا باعث مین بے جانا

فراق رام مین درد جگر ہے
اسی سے چشمہ آسا چشم تر ہے

غرض کشتی منگا کر پار پہونچے
میان دامن کہسار پہونچے

وہان رو کر بہ فرط بیقراری
سنائی داستان لچھمن نے ساری

سیا نے سنکے پیراہن کیا چاک
گرین فرط غشی سے بر سر خاک

ادھر لچھمن نہایت آبدیدہ
پھرے سوئے وطن دامن کشیدہ

طپش دل مین لبون پر تھا دم سرد
پئے سیتا جگر مین شدت درد

بغل مین فرط غم سے دل دوبارہ
ہوئے زیر شجر گرم نظارہ

ادھر سیتا کو ہوش آیا جو بارے
تو نعرے صدمۂ فرقت سے مارے

کبھی صحرا کو غمگین ہوکے دیکھا
زمین دیکھی فلک کو رو کے دیکھا

جگر مین سر بسر سوز نہانی
تن نازک پہ بار ناتوانی

رکھیشر بن مین آ نکلے قضا را
تو دیکھا جلوۂ نور دل آرا

گھسا صندل صفت لوح جبین کو
خبر دی بالمیک نکتہ بین کو

وہا من سنکے آ پہونچے خرامان
کہا مضطر نہو اے پاک دامان

عبث ہے سب خیال لا ابالی
نہین ملتی کبھی شے ہونے والی

دکھون کی استری ان یقین جو موجود
کہا سب سے کہ اے سرمایۂ جود

سدا سیتا کی غمخواری کرو تم
تہ دل سے وفاداری کرو تم

رامائن فہرست

پرستش سے بخیر انجام ہوگا
حصول دولت و آرام ہوگا

رہو دل سے محافظ تن کیصورت
رکھو دامن مین خوشہ امن کیصورت

سری لچھمن پھرے زیر شجر سے
خروشان شدت دردِ جگر سے

سومنت نکتہ پرور کو جو ان تھا
رفیق و سرّ عالی مکان تھا

کہا اُسنے کہ زاری رایگان ہے
ابھی کیا کیا نہوگا دل کہان ہے

سیا کو رام نے گھر سے کیا دور
اسی پر شیشۂ خاطر ہوا چور

اسی صورت سے اوراب گل کھلینگے
نشانِ جادۂ فرقت ملین گے

سری لچھمن بھیین اور ستربن کو
جدا کردین گے دونون صف شکن کو

سُنا جب یہ تو لچھمن رہگئے دنگ
ہوا تن پر لباس زندگی تنگ

سبب پوچھا تو یون بولا وہ دانا
نہ کیجے گیسو مضمون مین شانہ

سماعت سے حصول درد وغم ہے
لیے افشا مجھے شہ کی قسم ہے

پہ آگاہی غیر آخر کار
قسم کھائی سری لچھمن نے ناچار

ذکر جنگ دیوتا اور راچھسون کا سمندر کے متھنے سے اور چکر مارنا بشن کا بھرگ جی کی استری پر اور بد دعا دینا بھرگ جی کا زبانی سومنت کے روبرو لچھمن جی کے راستہ مین

سری رگھناتھ جی وقت کرم ہے
دلِ مضطر اسیر درد و غم ہے

سومنت مکتہ بین محو بیان ہے
شہنشاہِ اودھ اکدن قضارا
خرامان آکے دربار اُسی روز
کہا شنی کہ گو دولت زبس ہے
ہوئے گو یادہ دربار مہاراج
دیت اور دیوتاؤن نے بصد زور
پئے تقسیم اشیاسے فراہم
ہوئے لاکھون دلاور تودۂ خاک
دیتون کے گرد وان سکر بھی تھے
وفا بین علم کے بل سے قضاکار
ہوئے سب دیوتا سمجھو سے شاکی
اُسی دم سکر کو میدان سے نندی
جناب سکر کو سمجھو بصد جوش
زبس تھین سکر کی مادر بھی اُستاد
لگین وہ بھی جلا دینے بدستور
غضب سے بشن نے تب چکر مارا
رعادی بھرگ جی نے آخرکار
جہان مین استری کا غم ہو تمکو
زبس ہو حسرت دیدار مادر

زبان سے کاشف راز نہان ہو
گئے بیشِ بشسٹ نکتہ آرا
ہوئے بزم طرب مین جلوہ افروز
پئے بخت جگر جوش ہوس ہے
کتھا اک دورست جگ کی سنو آج
متھا لہر اکے جب دم قلزم شور
ہوئی جنگِ عظیم آخر کو باہم
ہوئے زخمی جوانمردان سفاک
جو فرزند جناب بھرگ جی تھے
دیتون کو جلاتے تھے وہ ہربار
بڑھاتے دل مین جوش خشمنا کی
پکڑ لائے براہ عقلمندی
دہن مین رکھ کے فوراً گر گئے نوش
وہی تھا علم جان بخشی اُنھین یاد
ستمگارون کے منہ پر چھا گیا نور
تن و سر گر پڑے ہو کر دو پارا
تمہارا جسم خاکی مین ہوا دتار
ہماری طرح سے ماتم ہو تم کو
جدا ہو مجمع خویش برادر

یہ کہکر بولے دربار سا مہا راج کہ اے شاہِ اودھ بخشندۂ تاج

وہی مضمون بردے کار ہوگا ترے گھر بشن کا اوتار ہوگا

پسر تین اور ہونگے نازک اندام بھرت لچھمن جناب ستر ہن نام

بڑے سب سے جناب رام ہونگے ہمیشہ موردِ آلام ہونگے

پھرینگے دشت مین با دیدۂ تر حقیقی سب جدا ہونگے برادر

سمنت نکتہ دان بولا کہ لچھمن یہ ہے رازِ نہان سب مجھپہ روشن

سری لچھمن یہ قصہ سُنکے سارا ہوئے مالک اودھ مین جلوہ آرا

جناب رام سے باجان ناشاد کہی سیتا مہارانی کی روداد

سُنا جب ماجرا امین اُٹھا جوش چھُٹی دل سے عنانِ طاقتِ ہوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ جاؤ ابھی بن سے سری سیتا کو لاؤ

کہا لچھمن جتی نے دست بستہ نہ ہو بارِ الم سے دل شکستہ

فراقِ بے سبب گو لا دوا ہے کہے پر مستقل رہنا روا ہے

طلب مین ہی سراسر حاصل رد زیادہ طعنہ زن ہونگے زن و مرد

سُنا جب یہ تو ہوش آیا کہا خیر کئی دن سے مین ہون با حالتِ غیر

خوشی سے تم کرو تیاری بزم سو دیوانِ عام آؤن یہی عزم

مناسب ہے کہ دھرم اپنا کیے جاے کرم بخشی سے کرم اپنا کیے جاے

جہان مین راجہ تم نے کیا دھرم تو کیسی سختی مشکل ہوئی نرم

کہا لچھمن نے یہ کیسی ہے روداد زبانِ صاف سے کچھ کیجے ارشاد

بیان فرمانا رام چندر کا لچھمن جی سے چیتر راجہ نم کا اور پیدا ہونا بششٹ جی کا اور اگست جی کا

سری رگھبر کرم شام و سحر ہو
جناب رام ہین یون بر سر قال
خرد ور راجہ نم تھے جہان مین
جو تھا جوش کرم بخشی زیادہ
بششٹ نکتہ پرور سے یہ کی عرض
کہا پہلے سے ہے اک مجکو پیغام
فراغت جبکہ مین سُن لون تو پاؤن
جواب صاف جب پایا سر عام
بچشم و سر وہ آپہونچے پئے جگ
اُدھر جب اندر کے جگ سے قضارا
فلک سے عالم فانی مین آگئے
یہان دیکھا تو سلطان سو رہا ہے
جناب بھرگ سرگرم ہون ہین
رہے مثل دوپہر تک جلوہ افروز
دعا دی یہ غضب سے آخر کار

جمال مطلب دل جلوہ گر ہو
کہ لچھمن راجۂ نم کا سنو حال
مشرف تھے ہمارے خاندان مین
کیا تیاری جگ کا ارادہ
کہ آپ انجام سب کر دین مرا فرض
کیا ہے اندر نے جگ کا سرانجام
تمھین آئینہ مقصد دکھاؤن
دیا تب بھرگ جی کو نم نے پیغام
ہزارون سال تک کرتے رہی جگ
ہوئے فارغ بششٹ نکتہ آرا
تماشا بزم سلطانی مین آگئے
سرانجام پرستش ہو رہا ہے
رکھیشر ہر طرف جلوہ فگن ہین
مگر جاگا نہ سلطان دل افروز
یونہین سوتا رہے شاہ نکوکار

مگر جب راجہ نم کو ہوا ہوش — کہا آکر مہامن سے بصد جوش
مہاراج آپنے دیکھا نہ بھالا — مجھے کیون ورطۂ آفت مین ڈالا
ملے تم کو جزا سے خشمنا کی — رہے دم اور فنا ہو جسم خاکی
ہوئے دونون دعا کے بس مین — پھنسے گویا صعوبت کے قفس مین
بشست نکتہ مین تنہا کے مضطر — گئے پیش برنج شکستہ پیکر
کہا بے جسم دل اندوہگین ہے — مجھے کچھ طاقت جنبش نہین ہے
کہو گو ہو ہمارے بس مین تم — ملو پھر اور برن کے بس مین تم
غرض پیش برن آئے دوا دو — کہ دے شاید چراغ آرزو لو
برن تھے اس گھڑی سرگرم اشنان — وصال شاہد عشرت کا تھا دھیان
اُسی دم اپسرا اک اُرلسی نام — لب دریا ہوئی آکر سبک گام
برن جی نے یہ فرمایا بصد جوش — خوشی سے مجھسے ہو آکر ہم آغوش
کہا اُسنے کہ نا ممکن ہے یہ کام — مجھے پہلے سے ہے سورج کا پیغام
وہان سے جب فراغت کر کے آؤن — تمھاری آتش حسرت بجھاؤن
نکالا پھر نہ منہ سے گوہر حرف — برن نے تخم تر رکھا تہ ظرف
اُدھر وہ اُرلسی بیتاب پہونچی — حضور مہر عالمتاب پہونچی
کہا سورج نے لے وعدہ فراموش — کیے تو نے برن سے کلمہ جوش
خطا سے اپنی تو با جان ناشاد — جہان مین ہو بشکل آدمی زاد
یہ فرما کر براہ دانش و پند — اسی خم مین وہ تخم اپنا کیا بند
غرض دونو نکلے تخمون سے قضارا — ہوئے اول اگست نکتہ آرا

ہوئے زان بس نشست صاحب جود | بنائے فیض بخشی بحر بہبود
ادھر تم نے دعائے ملنے کے پھل سے | گل حسرت چنے باغ اجل سے
جناب بھرگ جی نے پھر ناکام | کیا جگ کاٹنے سر سے سرانجام
امید دل بر آئی مٹ گیا غم | ہوا یعنی دم سلطان مجسم
کہا سب پوتون نے اے شہنشاہ | طلب کیجیے مراد حسب دلخواہ
کہا مردم سب آنکھون سے کرین پاس | مرا ہر نوک مژگان پر ہے باس
تھا پھر بھرگ جی نے لا تشنہ شاہ | ہوا امید اجابت طفل تمکو خواہ
جناب رام فرماتے ہین لب سے | متھل سے ہے لفظ متھنے کے سبب سے
لچھمن بولے کہ سلطان نے خطا کی | نشست نکتہ بین کو بد دعا کی
کہا ہان فی الحقیقت سچ یہ سب ہے | بہت مشکل مگر ضبط غضب ہے
لچھمن سمجھو کہ جب بن کو چلے ہم | پھر اسے تم ہوئے کیا کیا نہ برہم
مگر ہان آپ نے بیشک کیا کام | کہ دل کو عین غصے مین لیا تھام
کہا لچھمن نے یہ کیونکر ہو مذکور | بیان فرمائیے اے چشمۂ نور
سری رگھبر ادھر بھی لطف پر لطف | موصوف پر ہے شام و سحر لطف

بیان فرمانا رامچندر کا چرتر راجہ ججات کا

سری رگھبر براہ ہوش و تدبیر | ہوئے لچھمن سے یون سرگرم تقریر
زمانہ مین ججات اک تھا شہنشاہ | بہم تھین دو عروسان تمکو خواہ
وہ بانوے کلان تھی نکتہ پرور | جناب سکر کی دختر منور

مگر شاہِ جہان براہِ کرم سے — سوار اغب تھا باوسے دوم سے
فقط ایک ایک دونون سے پسر تھا — نہالِ مستمندی مین ثمر تھا
نواسے سکر کے جد تھے نکو نام — یہ وزوجِ دوم سے شہرۂ عام
کد و کاوش بہم رہتی تھی ہر روز — ہر اکدم تھا حصول حسرت و سوز
کسی دن مان نے بیٹے سے کہا حال — کہ دل ہی تیجر کلفت سے غربال
سدا دست پدر سے جان بلب ہون — ہر اکدم اُس سے پابندِ تعب ہون
کیا مان نے جناب سکر کو یاد — سُنائی جملہ بے لطفی کی روداد
دعا دی سکر نے بادیدۂ زار — تن شہ پر ضعیفی کا پڑے بار
کیا سب صدمۂ پیری گوارا — بجابت نکتہ ور نے دم نہ مارا
کیا ضبطِ غضب راہِ ادب سے — شکایت کی نہ کچھ سلطان نے لب سے
پڑا سر پر جو بار ناتوانی — کہا جد سے براہِ نکتہ دانی
شباب اپنا عطا کر لیے خردمند — ہوس دل کی نکالون مدت چند
دلِ جد مین جو تھا کلفت کا آزار — نکالا منہ سے فوراً حرف انکار
پدر نے لیکن آئین وفا سے — کیا راضی قبول مدعا سے
قبا سے نوجوانی سے پسر کی — بہت دن زندگی شہ نے بسر کی
کہا پُر سے کہ اے طفل دلارام — ازل سے تا ابد قائم رہے نام
دعا دی جد کو با صد تندہی خو — کہ پیدا النسل جد نسبی مین ہو تو
ستمہا جھیمن سے فرما کر سر انجام — رہے تو رونق فزائے محفلِ عام

آنا چون جی کا اور بیان کرنا ظلم لون راچھس کا اور تلک کھینچنا رام چندر کا سترہن کے ماتھے پر اور روانہ کرنا اُن کا اُسکے قتل کے واسطے

سری رگھبیر بخشش ہو مواج
متاع دولت دنیا سے لے آج

چون جی بھر گئے طفل دل فروز
ہوئے آکر قضارا رونق افروز

سری لچھمن خوشی سے ساتھ لائے
اراکین اُٹھکے ہاتھون ہاتھ لائے

چون جی نے براہ نکتہ دانی
سنائی راچھس بدھ کی کہانی

کہا متھرا مین اک راچھس تھا مدھ نام
طریق راستی مین شہرۂ عام

رہا تپ مین وہ اک مدت مشغول
سدا شیو جی نے بخشا اُسکو ترسول

کہا تجھکو اگر لین بے خطا گھیر
یہ فوج بشن و برمھا کو کرے زیر

بڑھاؤگے نہ جبتک ست گستاخ
پھلوگے اسکے پھل سے صورت شاخ

رہی جبتک رہوگے جان کشتی سے
حصول مدعا ہوگا خوشی سے

سدا اس سے حصول زر رہیگا
پسر تک بس یہ تیرے گھر رہیگا

ہوا پیدا پسر اُسکے لون نام
تنومند و قوی ہیکل بد انجام

کمر باندھی جفاکاری پہ اُسنے
شرارت پر دل آزاری پہ اُسنے

نکالا بل جوانمردون کے تن کا
بنا دشمن وہ نسل برہمن کا

پدر جب بار ہا سمجھا کے ہارا
بسا تخت الترا مین چھوڑ کر راج
کچھ اُسکے دفع کی تدبیر کیجے
جہان مانند بلبل نغمہ خوان ہو
سنا جب یہ تو بھرت اور سترہن نے
کہو باری ہے ابکی بار کس کی
سری لچھمن سے کہہ سکتے نہین ہم
جو سچ پوچھو تو لچھمن کر چکے کام
رکھین جاتا نہین زیبا بہر رنگ
بھرت بولے کہ آپ آرام کیجے
جناب سترہن نے کی یہ گفتار
بھرت سے لچھمن عالی نسب سے
کرونگا جا کے مین کار نمایان
یہ سنکر خوش ہوئے طرز سخن پر
کہا ہمنے لبراب بخشا تمھین راج
جناب سترہن بولے کہ بس بس
ترقی سے پھر اُنکے کوکب بخت
بھرت سے آپکے لچھمن جتی سے
نہین ہے خواہش جاگیر مجکو

بہ مجبوری جدائی کی گوارا
بنا طفل قوی تن صاحب تاج
سر میدان تہ شمشیر کیجے
رکھون کو دست ظالم سے امان ہو
یہ فرما کر لب شکر شکن سے
زبس سہہ باڑھ پر تلوار کس کی
کہ لنکا سے ابھی پھر کر لیا دم
کہ مارا میگھناد ایسا تمکو نام لو
کہو مجھ سے تو مین جاؤن پے جنگ
مجھے رخصت جناب رام دیجے
مہاراج ابکی باری ہے مری بار
حساب عمر مین چھوٹا ہون سب سے
کہ ہے طرز سعادت کے یہ شایان
تلک کھینچا جبین سترہن پر
ہو متہمر اُتری مین صاحب تاج
نہین یہ خواہش الطاف اقدس
مرے منہہ سے جو نکلا کلمہ سخت
جدا ہو کر رہون بے ہمتی سے
کہ ہے خاک قدم اکسیر مجکو

کلاہِ بادشاہی سر پہ ہے بار — فقط توقیر پابوسی ہے درکار
جناب رام نے سمجھا بجھا کر یہ — دمِ رخصت کہا یون مسکرا کر
لڑی چشمِ تصور مین نگہ ہے — تمھاری گوشۂ دل مین جگہ ہے
سدا لشکر کو زر سے شاد رکھنا — عرق ریزی ہر اک کی یاد رکھنا
جناب سترہن سرمایۂ نور — چلے چھاتی پہ پتھر رکھ کے مجبور
کنارِ بحرِ گنگ آکر کیا باس — شگون فتح و نصرت کے تھے راس
سحر کو جب چمکا سمہ تو — حضور بالمیک آئے روارو
پرستش کر مہامن نے بٹھا لائو — بچھایا خوشنما پھولون کا مالا
جناب سترہن جی نے بصد جاہ — کیا وان رہ کے زلفِ شب کو کوتاہ
اسی شب جانکی جی سے قضارا — ہوئے دو نور کامل آشکارا
مہامن سے کرم بخشی پہ سرگرم — پہونچکے بید کی رو سے کیے کرم
کنا سے جا کے جل چھڑکا بہ عام — ہوا اکش ایک کا اسوجہ سے نام
جو چھڑکا جانب پشت کشا سے — ہوا لو دوسرا اس مدعا سے
اجازت سترہن جی نے جو پائی — تو کی پاسے سپاہ جبہہ سائی
برآمد جب ہوا شاہنشہ روز — ہوئے قصرِ چمن مین رونق افروز
چون جی سے کہا اے صاحبِ اقبال — لون کے زور کا کچھ کہیے احوال
ہوا غالب میان جنگ کس پر — رہا یا سرکشی کا رنگ کس پر

ذکر راجہ ماندھاتا کا اور مارا جانا لون کا سترگھن کے ہاتھ سے

سری رگھبر ادھر بھی چشم احسان

جو ان جی سترہن سے حرف زن ہیں گے
کوئی اک راجہ عالی گہر تھا
رو سا سارا جہاں جب کر چکا زیر
ڈرے دل میں سری سترگھن مہاراج
برائے مسند زریں بٹھا لائے
ہوا جب اہتمام گرمجوشی
کہا تب اندر نے اے صاحب تاج
دیتوں کو نہ واں مارا بصد عزم
کہا سن کے وہ کون ایسا جری ہے
کہا متھرا میں راچھس ہے لون نام
اسے ہاں جل کے خونریزی دکھاؤ
ہوا ادھر مطالب سے جب آگاہ
کوئی قاصد لون کے پاس بھیجا
کہ آکر حلقۂ طاعت میں آئے
لون نے غیظ میں دیکھا نہ بھالا
جواب خط کی کرکے انتظاری
مقابل ہو سر میدان ہو اعول

برائیں دل کی سب امیدواراں

زبان صاف سے شکر شکن ہیں
یہ اسم ماندھاتا مشتہر تھا
فلک پر اڑ کے لی امراوتی گھیر
براہ صلح نصف اپنا دیا راج
کیا گرد اشتروں نے آکے ہلا
رہے باہم کلام گرمجوشی
نہیں عالم میں اک چھتر آپکا راج
سوئے امراوتی آئے پئے رزم
جو میری حد طاقت سے بری ہے
ازل سے سرکشی میں شہرۂ عام
میان رزمگہ تیزی دکھاؤ
سوئے ہرت ایک آیا شہنشاہ
زبانی کہکے یہ دسواس بھیجا
نہیں تو جوہر جرأت دکھائے
اٹھا کر نامہ کو مسند میں ڈالا
چڑھا سلطان وہ لشکر لیکے بھاری
وہیں لشکر یہ مارا آکے ترسول

غریق خون ہوئی فوج مظفر
یہ فرما کر لب شکر شکن سے
شجاعت اسکی مشہور جہان ہے
مگر تو اسکو در پہ مار لینا
نہ دو مہلت کہ آنے لیکے ترسول
جناب ستر ہن ہنسکر قضا را
مخالف ین سے آپہونچا بصد جوش
کڑک کر ستر ہن نے دی یہ آواز
مین ہون فرزند وسرت ستر ہن نام
اگر جوش شجاعت ہے تو کر وار
ہنسا رائچھس کہا بے منت غیر
یہ کہکر اسنے کی تیرون کی بوچھار
جناب ستر ہن جی نے سنبھلکر
عدو چکر مین آیا تھل پچا کے
غشی مین ستر ہن آئے قضا را
عدو پھولا خوشی سے پیرہن مین
مثاجب صدمۂ ضرب جفا کش
دم رخصت دیا تھا رام نے بان
بصد جوش غضب مارا وہین پر
وہین پر باندھا تھا کاکٹا سر
چون جی نے کہا یون ستر ہن سے
ہر اک بات اسکی گویا داستان ہے
بصد جوش غضب للکار لینا
غزال آسادہ جانے جو کڑہی پھول
ہوئے قصر چمن مین جلوہ آرا
شکار رام دو دسے بار بردوش
مین آپہونچا سنبھل اے فتنہ پرداز
دل و جان سے مطیع لچھمن و رام
کہ ہوگی بارش تیر شرربار
مرے دام مطالب مین پھنسا طیر
سر گردش مین آیا چرخ دوار
وہ سب ناوک تراشے صورت پر
شجر اک دفعتہً پھینکا گھما کے
ہوئے فرش زمین پر جلوہ آرا
مچا غل پردۂ چرخ کہن مین
اٹھے خواب غشی سے بے غل و غش
خیال آیا سو ترکش کیا دھیان
غریق خون گرا راچھس زمین پر

ہوا سے غم مٹی باغ جہان سے
ہوئی پھولون کی بارش آسمان سے

حصول مدعا کو بے غم و سوز
ہوئے سب دیوتا وان جلوہ افروز

دعا کی سترہن نے با دل شاد
تہ گردون مری بستی ہو آباد

غرض پھر از رہ دانش پرستی
بسائی یک قلم متھرا کی بستی

دکھایا شیوۂ فیاضی و داد
کیا سب خانۂ ویران کو آباد

پس از مدت پئے پابوسی رام
ہوئے تا ملک اجودھیا کو سبک گام

حضور بالمیک آئے مودب
وہین پر رہ کے کاٹا قصد شب

سیا کے دونون فرزند دلارام
لگے گا گا کے پڑھنے قصۂ رام

جناب سترہن جی نے بصد جوش
سنا قصہ لگا کر پردۂ گوش

خوشی سے اپنے پیراہن مین پھولے
صعوبت گوشۂ خاطر سے بھولے

ہوئے پھر جا کے پابوس سری رام
کہا قصہ لون کاتا بہ انجام

کہا مین کر چکا تعمیل ارشاد
کر اب حلقۂ فرقت سے آزاد

کہا فرقت نہین منظور تم سے
نہین ہرگز بباطن دور تم سے

رہو متھرا پری مین با دل شاد
تہ دل سے مری ہر دم رکھو یاد

یہ فرما کر زبان درفشان سے
کیا رخصت برادر کو وہان سے

جگیہ تجویز فرمانا راجہ رامچندر کا اور حرتہ بیان فرمانا راجہ الا کا لچھمن جی سے محفل مین

سری رگھبر روان ہو چشمۂ جود
موصف کو بہم ناتہ نقد بہبود

کسی دن درمیانِ محفلِ عام
بصد جوشِ طرب تھے جلوہ گر رام

کھڑے تھے جملہ سردارانِ نامی
مودب تھے مشیر و اہتمامی

کہا لچھمن نے جگ آغاز کیجے
بہم سازِ طرب کا ساز کیجے

کہا لچھمن نے کیجے راجسوی جگ
یہ ہے بخشندۂ نقدِ خوشی جگ

رواج اسکا ہوا ایام سلف سے
پھلے اکثر جری اسکے شرف سے

جناب رام نے یہ سنکے فی الفور
بغور آئینہ دل مین کیا غور

کہا بہتر ہے جگ اسمیدھ سے
بہم ہے شاہدِ عیش و طرب سے

جہان مین ہے اسی سے حاصل تام
بخیر آخر کو ہو جاتا ہے انجام

مجھے یاد ایک روداد کہن ہے
شہادت بہر تصدیق سخن ہے

کو تنکر اک تھا شہ فرخندہ فرجام
سپہر حشمت و شوکت الا نام

شکار افگن گیا بن مین وہ نومید
گوزن و ضیغم و آہو کیے صید

بڑھا آگے تو دشت اک تھا لق و دق
بہارِ لالۂ خودرو سے رونق

سدا شیو دان سری گوری کی ہمراہ
ہم آغوشِ طرب تھے حسب دلخواہ

بہم تھا اختلاط و سازِ الفت
طریقِ الفت و اندازِ الفت

ازل سے چولی دامن کا جو تھا تھا
تو شیو گوری نے گوری بنین ناتھ

وہ ترلوکی نے خود استری روپ
خطا سے چشمِ باطن سے پری روپ

وہین تقلیبِ صورت کے اثر سے
کھلا یہ پھول قدرت کے شجر سے

بنے مادہ وحوش و جانور سب
درند و طائر و جن و نر سب

ہجوم فوج جرار شہنشاہ
بنے سب نازنینانِ نکوخواہ

نہ پایا ثمرہ صحرا نوردی
اِلا کو جامۂ تن سے ہوئی شرم
کہا شیو نے بیانِ مدعا کر
کہا بس بس یہی جوشِ غضب ہے
کہا شیو نے سری گوری ہین مختار
الا نے پھر کیا گوری کو خوشنود
تنِ شیو مین مرا شامل بدن ہی
مجھے ہے اختیار آدھے بدن کا
بس اب یکماہ زن ای نعرہ زن ہو
اسی صورت سدا گذرے ترا سال
مگر بدلے جو تیرا تن پس از ماہ
الا بارے غرقِ بحرِ اندوہ
بدل محوِ پرستش تھے وہان بدھ
مہامن نے بچشمِ غور دیکھا
خیال آیا یہ ہے خانمان ہین
اِلا کو اپنے گھر رکھا بلا کر
جنابِ بدھ کی صحبت کے پھل سے
ہیں ہر ماہ وہ سرمایۂ درد
ہوئے جب منقضی تعداد ایام

سراسر ہٹ گیا آثار مردی
ہوا وہ طاعتِ شنبھو مین سرگرم
بجز تبدیلی صورت دعا کر
دل مضطر ہم آغوشِ تعب ہی
وہی بخشین تو بخشین جسم جرار
تو فرمایا براہ بخشش وجود
کہ ارادھنگی مراد نصف تن ہے
بہ سہم اختیار آدھے بدن کا
دوم مین اشکل مردِ صف شکن ہو
رہے ہر ایک شش ماہی مین خوشحال
نہو یادِ گذشتہ لے ہوا خواہ
گئے ہمراہ لشکر جانب کوہ
جگر بندِ جنابِ چندرمان بدھ
تو را از مدعا فی الفور دیکھا
گرفتار بلائے ناگہان ہین
جگہ بخشی میان گوشہ بر
رہی وہ غیرتِ گلشن جمل سے
کبھی عورت کبھی تھی صورت مرد
ہوا پیدا پسر اک پورا تام

رہا من کو خیال آیا کرم سے | رہائی دو دن اسے قید الم سے
رکھون اور دیوتون کو دیکے پیغام | بلایا درمیان محفل عام
یہی ٹھہری کہ جگ اسمید کیجے | منور شعلۂ امید کیجے
اسی سے غنچۂ مقصد کھلے گا | ہر اک کو قالب اصلی ملے گا
بوقت حسن و فرخندہ فرجام | کیا سب بدھ نے جگ کا سرانجام
وہان سے نٹ گیا اندیشہ و درد | ہوئی فوج اور الا سب صورت مرد
اجازت پاکے سب آئے وطن کو | پھرے بارے نسیم آسا چمن کو
سری رگھبر عطا نقد طرب ہو | پے تسلیم خم فرق ادب ہو
کتھا کہکر الا کی یا دل شاد | کیا یون رام نے لچھمن سے ارشاد
ہر اک سے بیک نیک انجام بھیجو | ہر اک کو نامہ و پیغام بھیجو
ببھیکھن کشور لنکا سے آئین | خوشی سے شیوۂ طاعت دکھائین
شہنشہ سب قریب و دور سے آئین | شترسگر یو پنیا پور سے آئین
رکھیشر دیوتا آئین تمامی | بشست نکتہ ور ہون اہتمامی
اودھ سے نیم سارن تک بنے راہ | بہار جانفزا ہو حسب دلخواہ
ہر اک جا خیمۂ زرین ہون استاد | دو رویہ جملہ دوکانین ہون آباد
مغنی مطرب و رقاص سب ہون | شریک عام خاص لخاص سب ہون
شہنشاہ ہو نبی با صد چارہ سازی | سری لچھمن کرین مہمان نوازی
ببھیکھن ہین فہیم و کاربرداز | رکھون کی بندگی مین ہون سرافراز
برہمن لگے جو جیون مین دم لین | شترسگر یو جھک جھک کر قدم لین

ہوا بارے جو یہ حکم سری رام
شہنشاہان عالم گھر سے آئے
بشسٹ و گوتم و کردم چون جی
برہج نکتہ ور سریت دھرراج
بہم جب ہو چکا ساز پرستش
سیا اور دونون فرزندون کے ہمراہ
پرستش سب کی جا کر بہمہ تن
کیا من نے کش و لو سے یہ ارشاد
بصد ساز طرب بینین بجاؤ
کہا سب پیش رام اظہار کرنا
یہی کہنا براہ عقل معقول
نہین کچھ مال و دولت سے مجھے کام
یہ سنکر دونون فرزندون کو زاد
کہا گائی سری رگھناتھ جی کی
اراکین تھے بہار حسن پر غش
و لیے لعل و گہر رگھبر نے ہر چند
اسی صورت وہ فرزندون کو زاد
بہار نغمہ چھوٹے سے سن مین
ادھر پایا بخوبی جگ نے انجام

فراہم ہو گیا جگ کا سر انجام
رکھیشر جملہ جشم و سر آئے
برن جی اگن جی نارد یون جی
اگست نکتہ آموز بھردواج
کیا رگھبر نے آغاز پرستش
جناب بالمیک آئے بصد جاہ
ہوئے خیمہ مین آکر جلوہ افگن
میان جگیہ جاؤ بادل شاد
خوش الحانی سے رامائن سناؤ
اگر کچھ دین تو صاف انکار کرنا
غنیمت ہین ہمین صحرا کے پھل پھول
رکھون کو جل سے ہی یا کند سے کام
گئے خندان پے تعمیل ارشاد
دکھائی بزم مین صورت خوشی کی
دھنون پر نغمہ دان کرتے تھے غش غش
ہوئے راضی نہ فرزند جگر بند
گئے خندان پے تعمیل ارشاد
کہا سب ختم کی بچیس دن مین
تو بھیجا رام نے خوش ہو کے پیغام

سیا اور دونوں فرزندوں کے ہمراہ
جناب بالمیک آئے سحر گاہ

ابھی سے مجمع شاہان نامی
تمام اہل اودھ ہیں اہتمامی

شریک بزم ہیں پیر و جوان سب
عزیز و اقربا خرد و کلان سب

سیا آکر میان محفل عام
پئے عصمت قسم کھائیں کریں نام

مہامن صبحدم محفل میں آئے
کشن ذلوا اور سیا کو ساتھ لائے

سیا بولیں مرا تن ہو جو بے عیب
جگہ دے اسے زمیں مجکو بلا ریب

زمیں شق ہو گئی یہ سنکے گفتار
ہوا اک اس سے سنگاسن نمودار

جڑ آئین اس میں وہ فرخندہ آئین
میان سینۂ غبرا سمائیں

جو گذرا حادثہ پیش سریرام
تو خورشید غضب آیا لب بام

کہا لچھمن مرا لاؤ دھنک بان
ملادوں خاک میں پرتھی کی سب شان

سیا کو ڈھونڈھکر پانی سے لاؤں
جہان کو قدرت کامل دکھاؤں

سری برمھا نے سمجھایا بصد جوش
سنبھلیے خیر باشد ہے کدھر ہوش

بدلے قتل راون تھا بس اوتار
ہوا وہ کشتۂ تیر شرربار

جو ہونا تھا ہوا اب کام کیا ہے
سیا کا وسوسہ اے رام کیا ہے

سنا جب یہ تو دھیان آیا کہا خیر
ہوئے رخصت عزیز و مونس و غیر

آنا کال کا محفل مین برہما کے حکم سے اور تشریف لانا درباسا کا اور نکالنا رامچندر کا لچھمن کو اجودھیا سے اور لچھمن جی کا سرلوک کو تشریف لیجانا اور رامچندر کا مع باشندگان اجودھیا گپتار گھاٹ مین گپت ہوجانا

تشریک حال ہو فضل سریرام ‏ ‏ بخوبی تا یہ رامائن ہو انجام

بریخ نکتہ پرورنے بصد سوز ‏ ‏ اودھ مین کال کو بھیجا کسی روز

زبانی کہکے کچھ پیغام بھیجا ‏ ‏ حضور بندگان رام بھیجا

ہوا کال آ کے پابوس گرامی ‏ ‏ دکھایا طرز و انداز غلامی

کہا خلوت مین کرنا ہے مجھے عرض ‏ ‏ کوئی دم تخلیہ ہے واجب لفرض

کوئی آیا اگر با مین تقریر ‏ ‏ وہ ہوگا مورد یاداش و تعزیر

کیا تب رام نے لچھمن سے ارشاد ‏ ‏ رہو تم در پہ حاضر با دل شاد

عزیز و اقربا خویش و بیگانہ ‏ ‏ قدم اندر نہ رکھین جا بجا نہ

جو آئے گا عزیز و آشنا غیر ‏ ‏ کرونگا قتل اُسے اپنا ہو یا غیر

گئے لچھمن پے تعمیل احکام ‏ ‏ سُنایا سب اُدھر قاصد نے پیغام

کہ سرداران لنکا مر چکے سب ‏ ‏ اسیران صعوبت تر چکے سب

برنج و تشویش مین مشتاق والا
کہا اچھا یہی ہے منظور ہر کو
اُدھر آ پہونچے درباسا قضا کار
جناب رام کو آگاہ کر دو
کہا خلوت مین ہین اس دم سری رام
کہا رکھ نے خبر کر دو تو ہے خیر
اسی دم سنتے ہین لچھمن بہرت نام
سنا جب یہ تو لچھمن نے کیا غور
جواب ہرچہ بادا باد دیکھے کو
بلا مین مبتلا گر ہون بلا سے
سری لچھمن گئے خلوت مین فی الحال
جناب رام نے دیکھا غضب سے
خلاف حکم کیا لچھمن خطا کی
نہین مطلق مروت سے سروکار
مین پھر سکتا نہین حکم روان سے
کہا گو واجب التعزیر ہون مین
ضرر کرتا نہ گر آکر مہاراج
کہا ہرگز نہوگی پوشش عیب
غرض جب قتل لچھمن کا کیا عزم

قدم سے کیجیے سر پر اُجالا
کوئی دن مین بس اب عزم سفر ہے
ہوئے لچھمن سے یون سرگرم گفتار
محل مین ہر محل جا کر خبر دو
تامل ہے مجھے کہنے مین پیغام
دعا دونگا ابھی بے منت غیر
رہو سارا اودھ سب ہونگے گمنام
نہ دیکھی اس سے بہتر مصلحت اور
متاع نقد جان برباد کیجے
بچے خلقت کمند بد دعا سے
کہا رگھبر سے درباسا کا احوال
تامل کرکے فرمایا یہ لب سے
نہ تھا شاید خیال اُتشمنا کی
تہ خنجر کرونگا حسب اقرار
وہی ہوگا جو کچھ نکلا زبان سے
جو سچ پوچھو تو بے تقصیر ہو تمہین
اودھ ہوتا دعائے بد سے تاراج
سزاوار صعوبت ہو بلا ریب
بشسٹ نکتہ ور آئے سو بزم

کہا میری دعا منظور کیجے
یہ لچھمن یہی کافی سزا ہے
یہ سنکر رام نے لچھمن کو نکالا
کہا اب جانب مسکن نہ آنا
چلے لچھمن وہان سے تن بہ تقدیر
لب سرجو کنارا پر جا کے بیٹھے
تن اقدس کو چھوڑا غم کے مارے
خبر سنکر اودھ مین مچگیا غل
ہوے جب رامچندر اس غم سے آگاہ
برنگ گیسو پیچان پڑا پیچ
تن اپنا چھوڑ دون انسب یہی ہے
مچا ملک اودھ مین شور و شیون
گذارش سب نے کی اے جانکی ناتھ
نشست نکتہ بین بولے کہ اے رام
غرض خیل و خدم کو لیکے ہمراہ
جناب رام نے غوطہ لگایا
ملے سب جز و کل کو خوشنما روپ
حباب آسا وہ جسنے سر ابھارا
بوان زریہ سب پاکر سواری

برادر کو اودھ سے دور کیجے
برابر قتل کے یہ ہی سزا ہے
غبار آسا نہ دل سے نکالا
نہ مثل آئینہ صورت دکھانا
پریشان مضطر و نمناک و دلگیر
برنگ موج تر لہرا کے بیٹھے
جہان سے جانب سر پر سدھارے
ہوے مثل جرس نالان جز و کل
تو کھینچا فرط غم سے نعرۂ آہ
کہا اب ہے بہار زندگی ہیچ
بباطن حاصل مطلب یہی ہے
ہوئی فوج و رعایا حلقہ افگن
ہمین بھی سایہ سان لیجیے ساتھ
پذیرا ہو دعا سے مجمع عام
لب سرجو وہ جا پہونچے بصد جاہ
تن اپنا جسم ظاہر سے چھپایا
بنے یعنی بشر سے دیوتا روپ
بہم تھا زور قدرت کا نظارا
روان تھے صورت باد بہاری

جن و انسان و وحش و طیر سب کا — ہوا یون خاتمہ بالخیر سب کا

خاتمہ اور سبب تالیف رامائن

مرے اک مہربان ہین صاحب علم — خردمند یگانہ عالم علم
سخندان و فہیم و نکتہ پرور — عقیل و نکتہ آرا و ہنرور
اجودھیا سے جو ہو پرشاد کا وصل — عیان نام گرامی ہو وہ در اصل
گرامی مرتبت افلاک پایہ — مروت پیشہ کا لیست آنایہ
محلہ ہے جو بیگم گنج نامی — وہان ہین وہ وفادار گرامی
فن شعر و سخن مین طاق ہین وہ — ہنر مین شہرۂ آفاق ہین وہ
اُنھون نے مجھ سے فرمایا کئی بار — رقم کر کچھ بیان رام اوتار
کہا مین نے مجھے طاقت کہان ہے — مری بیہودہ گوئی رایگان ہے
جو دم مارون تو ہے اندیشۂ خام — کہان مین اور کہان ذکر سری رام
لکھون گر مین بیان شمۂ ذات — مثل سچ ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات
علاوہ اسکے اکثر اہل فن نے — غریق قلزم شعر و سخن نے
لکھا ہے سب جناب رام کا ذکر — دکھائی ہے سراسر جودت فکر
میان شہ کے منشی جگنناتھ — انھین یہ دولت عظمیٰ لگی ہاتھ
زبان صاف مین لکھی کتھا سب — دکھایا جلوۂ رخسار مطلب
جو دیکھو ابتدا سے تا بہ انجام — نہین ہی بندش الفاظ اسلام
غرض ہر ایک کا ایسا نہین بخت — بآسانی یہ طے ہو منزل سخت

اگر کچھ تشکل ترتیب سخن ہو
لکھوں مین رطب یابس گر کوئی بات
یہ حاصل ہو کہ لکھا رام کا ذکر ہو
غرض کیا لون جو فکر تازہ تر مول
لہذا اس سے لبس معذور رکھیے
کہا حیا پسند دل نہو گا ہو
فقط موزون کرا و صاف سری رام
صلے کی کچھ نہین خواہش کسی سے
ہوئے وہ جب کہ یون سرگرم گفتار
انھون نے بھی مشقت کی گوارا
کرلینی ہین جو بتوجی مہاراج
گرامی قدر مشہور جہان ہین
کتھا گوئی مین گویا بیاس ہین وہ
فصاحت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم
انھون نے بالمیکی کی بھی آغاز
ہوئی شہرت جو شہر لکھنؤ مین
جین و سیر سے دو رطے نکتہ مین سب
ہر ابھی کوکب قسمت جو تھا یار
حقیقت مین نئی کچھ گفتگو تھی

ہجوم عقلمندان طعنہ زن ہو
اٹھین انگشت طنز و اعتراضات
دلائل کے لیے کرنا پڑے فکر ہو
یہ لون بیٹھے بٹھائے درد سر مول
مجھے قرب سخن سے دور رکھیے
پذیرا عذر لا طائل نہو گا
نہین رنگینی مضمون سے یہ کام
سنینگے گر تو ہنسنے دو خوشی سے
لکھی تب مین نے یہ نظم گہربار
دکھایا بحر مطلب کا کنارا
برہمن نکتہ آراؤن کے سرتاج
اودھ کیا شہرۂ ہندوستان مین
سخن سنجی مین کیشوداس ہین وہ
بلاغت وہ کہ ہے خلقت کو معلوم
بہت تھے سامعین شرکت مین ممتاز
مچائین خیل مشتاقان نے دھومین
غریب و مفلس و مسندنشین سب
سماعت کے لیے پہونچا کئی بار
بیانِ صاف مین وحدت کی بو تھی

عجب نطق فصاحت کا اثر تھا | سماں گویا وہی پیش نظر تھا
مرے وہ مہربان نکتہ آموز | کہا سننے کو دان جاتے تھے ہر روز
بوقت شب براہ فخر و اعزاز | کہا لکھنا کیا اردو مین آغاز
بہ عجلت نثر مین لکھکر جو لاتے | سحر کو سب جریدہ آکر سناتے
یہان بھی خامۂ مشکین روان تھا | زمین صفحہ پہ گوہر فشان تھا
پس از چندے بافضال سری رام | ہوئی اردو مین رامائن یہ انجام
جریدہ اسمین عجائب دلکشا ہین | لطیف و دلپسند و خوشنما ہین
کہین پر ہے بیانِ بالمیکی | کہین لیا ہے تلسی داس جی کی
کہین نانک کے ہین ذکر طرب خیز | کہین اودھ کے مضمون دلاویز
ہجوم نکتہ بیانان سے یہ ہے عرض | خطاپوشی ہی ہر دم واجب الفرض
پڑھین جب شایقین نکتہ ایجاد | دعائے خیر سے مجکو کرین یاد
کرین یاد شفیق سابق الذکر | جنھون نے کی نہایت محنت فکر

اشعار دعائیہ در مدح جناب منشی نولکشور صاحب آنجہانی

سنبھل اے خامۂ فرخندہ کردار | مقام ہوشیاری ہے خبردار
ادا سے شکر کو خم سے کے بل ہو | عروس مدعا سے ہم بغل ہو
تجھے اک قدردان ایسا ملا ہے | کہ جس سے غنچۂ مطلب کھلا ہے
وہ نام اس بحر مین کس طرح آئے | بھلا کوزے مین کب دریا سمائے
نول سے ہو کشور اے دل اگر وصل | تو نام قدردان ظاہر ہو در اصل

سخن فہم و سخن سنج و سخندان
عقیل و سرگروہ عقلمندان

مہ برج شرافت نیر جاہ
سپہر ارجمندی دانش آگاہ

جہان مین مطبع والا کی ہے دھوم
تجھے کیا جملہ خلقت کو ہے معلوم

کلون کو کہیے نقل چرخ گردان
مگر ہو چرخ عقل چرخ گردان

جو دیکھو پیچ کو دل پیچ کھائے
رہے بیکل بشر چکر مین آئے

منیجر منشی و دیوان نامی
سب استادان فن ہین اہتمامی

دبیر و شاعر اہل فراست
ہر اک ہے اختر برج شرافت

قضا و موجد و تسلیم و شایان
عیان ہین سب کے اوصاف نمایان

عجب کچھ ہی بہار سنگ سازی
کہ یا سنگ اسکی ہی نیرنگ سازی

مصور غیرت مانی و بہزاد
غرض حاضر ہین دان ہر فن کے استاد

ملے مالک جب ایسا نیک نیت
ملازم کیون نہون عالی طبیعت

صفت کی اسکے طول اک داستان ہے
یہ ادنی قدردانی کا بیان ہے

کئی نسخے مرے چھاپے کرم سے
رقم شکر کرم کب ہو قلم سے

ابس مرہون منت رنج خوان ہے
دعا یہ روز و شب ورد زبان ہے

فلک پر جب تلک ہین نیر و ماہ
رہے یہ قدردان قائم بصد جاہ

درخشان نیر جاہ و حشم ہو
سدا افزایش خیل و خدم ہو

رامائن منظومہ منشی شنکر دیال فرحت خلف منشی [illegible] رنجیت سنگھ
[illegible] جہان سنگھ متوطن جلال آباد ضلع فرخ آباد

قطعات تواریخ تصنیف و تالیف رامائن ہذا

از شاعر بے بدل دیوان گنیش لال صاحب خوش

منشی و ہر نکتہ سنج زبان	ناظم و ناصر و فصیح و متین
نام شنکر دیال صاحب علم	المخاطب بہ فرحت سست قرین
کرد منظوم حال رام اوتار	باد براد مدام رام معین
با دل شاد خوش بے ساتش	گفت ہاتف چراغ جادہ دین

سنہ ۱۲۰۲ھ

از منشی سچا نند عرف منا لال ولد راجہ درگا پرشاد

ناظم میان گنج و صفی پور وغیرہ

نہین ہے یارا قلم کو اصلا کہ لکھے وصف کمال اُسکا
ہے نام شنکر دیال جس کا دُرِ سخن کا وہ جوہری ہے
بہت سی ایمان کی کتابین زبان اُردو مین ترجمہ کین
اسی کے ابر قلم اتبک چمن مین شاخ قلم ہری ہے
بھجن سے اُسکو ہے جی سے اُلفت بیان معنی سے دلکو فرحت
کنایہ سے ہے عیان تخلص کمال پر رنگ شاعری ہے

صفائے آب سخن کا جوہر عیان ہے شیرینی زبان سے
کیا ہے اودہ مین کام کیسا بڑی طبیعت کی برتری ہے
لکھا تھا جو بالمیک جی نے اسی کا چھاپا اتار اسنے
لکھا ہنومان ناٹک ایسا کہ جس سے لنکا مین تھرتھری ہے
اڑے نہ کیونکر برنگ راون حواس خمسہ ہر اک بشر کا
جمایا رنگ گشتا مین سارا عجب یہ اربعہ عناصری ہے
پڑھی جو رامائن اسکی مین نے تو ہو کے محظوظ دل یہ بولا
کہ سچا سند سال لکھو صنایع سے یہ ہری بھری ہے
سر ارادت سے مین نے فوراً لکھی یہ تاریخ بے تصنع
زبان نادر دبیر صائب عجیب یہ سخنوری ہے ۱۸۹۶ع

از منشی خادم حسین صاحب افسوس

جو رامائن اردو مین فرحت نے لکھی	پسندیدۂ دیدۂ نکتہ سنجان
لکھ افسوس تاریخ ارادت کی رو سے	ہوئی یہ کتھا صاف خورشید ایمان ۱۸۹۶

از سخنوری شعور منشی جھاؤ لال صاحب مجور

کیون نہو فرحت کی رامائن کی دھوم	جب پسند رام اور لچھمن ہوئی
نظم رنگین مین ہے کیا جوش بہار	تر زبان تیغ مین سوسن ہوئی
روئے ایمان سے کہا عیسی سال	خوب شمع راہ دین روشن ہوئی

پھر سن ہجری لکھا ہجو رنے	ترجمہ اردو مین رامائن ہوئی ۱۲۸۳

از لالہ تاج بہادر صاحب غریب

چو فرحت گفت رامائن بہ اردو	در فرحت برے دل کشودست
غیبی الٰہی حرف معجم سنجش گفت	ترقی بخش ایمان ہنودست ۲۲ ب ۹

خاتمۃ الطبع

شکر خدا کا کہ رامائن منظومہ فرحت مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی عالیجناب معلےالقاب منشی رام کمار صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بانصرام وحسن انتظام اہل کاران مطبع ہذا بصحت تمام وباہتمام کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری ۱۹۳۸ء بار ہفتم طبع ہوئی۔

۱۳۹۲ ت DUE DATE ۲۹۴۵۰۹۲

22 OCT 1973

FE 14 '80

G08.07.92.

G16.11.92.